TEXT PROBLEM
WITHIN THE
BOOK ONLY

UNIVERSAL LIBRARY
OU_222386
UNIVERSAL LIBRARY

آئینۂ عقول

یعنی

قصۂ قاسم و ہاشم و روح افزا زوجۂ فرزند خلیفۂ بغداد

محرک

تحصیل علوم و فنون و مہذب اخلاق و قاطع افعال ذمیمہ و نفاق

سودمند نسوان کمسن سال و مفید دختران خردسال

مصنفۂ جناب سید غلام حیدر خان صاحب بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ضلع کہیری

بنام نامی

جناب معلی القاب ہلال رکاب خجستہ خطاب سر ولیم میور صاحب بہادر

دام اقبالہ نواب لفٹننٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی

ماہ دسمبر ۱۸۷۳ء

مطبع نامی منشی نول کشور مین بمقام لکھنؤ طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زبان عربی و فارسی کی بیشتر کتب مبسوطہ و متداولہ مین باتوضیح و تفصیل پند و نصائح جو تہذیب اخلاق و فضائل اکتساب علوم و فنون کو سود مند ہین موجود ہین مگر زبان اردو مین کوئی ایسی کتاب نہین ہے کہ جو قابل سیر نسوان و لائق درس دختران ہو لہذا مین نے خیال کیا کہ بنام نامی جناب معلی القاب ہلال رکاب والا خطاب رافع رایت عدل و احسان فرازندۂ لوای تزک و شان مروج علوم مفیدۂ انام و رافع کلفت جہالت و زنگ اظلام جناب سر ولیم میور صاحب بہادر دام اقبالہ کی سی ایس آئی لفٹنٹ گورنر بہادر

اضلاع مغربی و شمالی ایسی ترتیب معقول سے کوئی کتاب لکھون کہ بسبب
عموماً التزام پند و نصائح سے ناظرین کا دل نہ گھبراوے بلکہ
بادی النظر مین ایک قصہ پایا جاوے تاکہ سیر کرنے والے
شوق دریافت نتیجہ مین ابتدا سے انتہا تک دیکھہ جاوین و طلبہ نفع تام
وٹھاوین چنانچہ ایسا قصہ جو بظاہر دیکھنے مین اخبار و فسانہ
و حقیقت مین پند و نصائح کا خزانہ ہے تلاش کیا اور لائق سمجہہ و فہم
عورتون کے عبارت سلیس مین لکھا و الفاظ مشکلہ سے حتے الوسع
پرہیز کیا البتہ کہین کہین ابتدا کلام مین الفاظ عربیہ و فارسیہ
جو بضرورت آگئی ہین سو وہ تعلیم طرز و تقریر کے لیے
مفید ہین اور ایسے نہین ہین کہ روزمرہ کے برتاو مین نہون
امید ہے کہ مقبول طبائع خاص و عام و منظور نظر خدام کرام
جناب نواب نامدار و ذی احتشام ہو فقط

المذنب

سید غلام حیدر ابن سید محمد خان بہادر نقوی الجایسی

فہرست مطالب آئینہ عقول

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	ابتدائی قصہ قاسم وہاشم وروح افزا	۱
۲	ہاشم کی داستان	۱۰
۳	ماں کی فرزند پر شفقت	۱۲
۴	فرزندوں سے والدہ کی اطاعت	۱۹
۵	بہن کی بھائی سے الفت	۲۶
۶	شوہر کے ساتھ زوجہ کی الفت	۳۶
۷	قاسم کی داستان	۴۲
۸	آقا کی خدام پر رحمت	۴۵
۹	روح افزا کی داستان	۵۱
۱۰	ہاجرہ کی داستان	۵۴
۱۱	تھورہ کا بیان غرور کی مذمت مین	۶۴
۱۲	فارس کے خاتون کا قصہ جسنے غرور نسب کی بدولت ذلت اوٹھائی	۷۹
۱۳	دو بہنوں کا قصہ غرور حسن کی برائی کے اثبات مین	۸۲
۱۴	سکندر ذوالقرنین کی حکایت مغروران حکومت کی انتباہ مین	۸۹
۱۵	اٹیلی تاتار کی حکایت متکبران جاہ ودولت کی حقارت مین	۹۲

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۶	مغرور فاضل کی ندامت	۹۵
۱۷	پہلوان کی پشیمانی غرہ قوت مین	۹۸
۱۸	ربقہ کا بیان طمع کی مذمت مین	۹۹
۱۹	حکیم لاوزی کی حکایت اثبات مذمت طمع مین	۱۰۰
۲۰	ایک مالدار کی حکایت طمع کی مذمت مین	۱۰۴
۲۱	ایک حریص کی حکایت طمع کی حقارت مین	۱۰۷
۲۲	دنیا کا بیان حسد کی برائی مین	۱۰۸
۲۳	ایک فاضل حاسد کا قصہ	۱۱۰
۲۴	حکایت بادشاہ فغفور چین کی بھائی کے حسد مین	۱۱۱
۲۵	زن شوہر کش کا حسد	۱۱۳
۲۶	الیفرکا بیان بخیلون کی ذلت مین	۱۱۶
۲۷	اتھم کے اندھے لڑکے کا بخل	۱۲۱
۲۸	قارون کاشتکار مصر کی خست	۱۲۳
۲۹	ہندوستان کے کسان کی کنجوسی	۱۲۴
۳۰	شہر سمرنا کے ایک مالدار کا بخل	۱۲۶
۳۱	قہر کا بیان غصہ کی مذمت مین	۱۲۸
۳۲	ایک عورت کے غصے سے ظہور خرابی و بربادی عام	۱۳۱

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۳۳	ناخدا کے غصے کے بدولت جہاز اور جہاز کے سوارون کی تباہی	۱۳۳
۳۴	سپہ سالار کی غصے کی وجہ سے شکست ہونا عین فتح مین	۱۳۴
۳۵	لیاہ کا بیان دروغ وکذب کی مذمت مین	ایضاً
۳۶	فارسی جاسوسون کی صدق گفتاری باوجود مخاطرۂ جان	۱۳۷
۳۷	اگوس سپہ سالار روم کا راستی پر فدا ہونا	۱۴۲
۳۸	حکایت کاذب کے اقوال صادق مین بھی کذب کا احتمال	۱۴۴
۳۹	فغفور چین کے افعال لغو سے خرابی کا واقع ہونا	۱۴۵
۴۰	مخاطرۂ جان مین بھی سچ بولنا	۱۴۷
۴۱	محمودہ کا بیان فضیلت قناعت مین	۱۵۰
۴۲	حکایت ایک صحرا نشین کی قناعت مین	۱۵۲
۴۳	حکایت قانع اور حریص کی	۱۵۴
۴۴	حکایت دو خدمتگار عورتونکی دیانت وطمع مین	۱۵۵
۴۵	جمیلہ کا بیان دروغ کی توضیح وبعض اقوال صحیح کی تفضیح	۱۵۷
۴۶	غیر مفید سچے بیان سے خرابی کا ظہور	۱۵۸
۴۷	حامدہ کا بیان بوڑہون کی صحبت کے فوائد مین	۱۵۹
۴۸	حمیدہ کا بیان عورتون کی کم سخنی کی تحریص مین	۱۶۲
۴۹	حلیمہ کا بیان عورتونکو تخلیہ مین ملاقات نکرنے کی ترغیب مین	۱۶۴

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۵۰	رشیدہ کا بیان عورتوں کے طرز رفتار میں	۱۶۵
۵۱	ہندہ کا بیان حسد کی تفصیل میں	۱۶۸
۵۲	خطمہ کا بیان طریق معاشرت میں	۱۶۹
۵۳	مقدسہ کا بیان فوائد محنت و مشقت میں	۱۷۰
۵۴	حکایت محنتی عورت کی مدح میں	۱۷۲
۵۵	حکایت ایک بی بی کی کہالت کی حقارت میں	۱۷۵
۵۶	امینہ کا بیان خودداری کی شرح میں	۱۷۷
۵۷	رضیہ کا بیان دشمن نہ بنانے کی صلاح میں	۱۷۸
۵۸	نفیسہ کا بیان اخلاق کی مدح میں	۱۸۰
۵۹	انکا کا بیان کفایت شعاری کی توصیف میں	۱۸۲
۶۰	حکایت اسراف کی برائی کے اثبات میں	۱۸۵
۶۱	حکایت قرض لینے کی مذمت میں	۱۸۷
۶۲	صفیہ کا بیان مدح کی سماعت سے احتراز کرنے میں	۱۸۹
۶۳	روح افزا کا بیان حیا و غیرت کی مدح میں	۱۹۱
۶۴	نعمان داؤ سکورشکے کی حکایت ثبوت فضیلت غیرت میں	۱۹۴
۶۵	حکایت بنی اسرائیل کی ایک بی بی کی انتہا درجہ حیا میں	۹۸
۶۶	حکایت پیراس کو دیا ڈرکی کے غیرت میں	۲۰۴

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۶۷	ہاجرہ کا بیان تحصیل علوم کے فوائد مین	۲۱۳
۶۸	حکایت طریق تجارت کے اختیار کی تدبیر مین	۲۲۲
۶۹	حکایت طریق کاشتکاری کے بدولت حصول فراغت مین	۲۲۶
۷۰	حکایت اکتساب حرفت و دستکاری مین	۲۳۵
۷۱	شاگرد اول کا بیان ترغیب قائم رکھنے تندرستی مین	۲۴۱
۷۲	شاگرد دوم کا بیان نیک سلوک کرنے مین	۲۴۳
۷۳	شاگرد سیوم کا بیان فائدہ شغل تحصیل علم مین	ایضاً
۷۴	شاگرد چہارم کا بیان دنیا کے شرح مین	۲۴۴
۷۵	شاگرد پنجم کا بیان نفس کو مغلوب رکھنے کے حسن مین	۲۴۵
۷۶	شاگرد ششم کا بیان عدم جواز بدی و بُرائی مین	۲۴۶
۷۷	شاگرد ہفتم کا بیان نیک آدمی کے پہچاننے کی تدبیر مین	ایضاً
۷۸	شاگرد ہشتم کا بیان آزاردہی کی برائی مین	۲۴۷
۷۹	شاگرد نہم کا بیان موت کے یاد رکھنے کے فوائد مین	ایضاً
۸۰	شاگرد دہم کا بیان آدمی کے پہچاننے کے طریقے مین	۲۴۸
۸۱	شاگرد یازدہم کا بیان صدق مقال و درست افعال کے حسن مین	۲۵۰
۸۲	شاگرد دوازدہم کا بیان اسباب مانع معیشت کی توضیح مین	۲۵۱
۸۳	شاگرد سیزدہم کا بیان بعض امور کو یاد رکھنے و بعض کے بھولنے کی صلاح مین	۲۵۲

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۸۴	شاگرد چہاردہم کا بیان سخاوت کی مدح مین	۲۵۴
۸۵	شاگرد پانزدہم کا بیان انسان تین درجہ مین منقسم ہونے مین	ایضاً
۸۶	شاگرد شانزدہم کا بیان شناخت احمق مین	۲۵۵
۸۷	شاگرد ہفتدہم کا بیان حلم وبردباری کی مدح مین	۲۵۶
۸۸	حکایت بعض عورتون کے طریق روش کی مذمت مین	۲۵۷
۸۹	شاگرد ہیجدہم کا بیان نیک سیرت بنانے کی تدبیر مین	۲۶۳
۹۰	شاگرد نوزدہم کا بیان عقل کی تعریف و نشے کی مذمت مین	ایضاً
۹۱	شاگرد بستم کا بیان محسن شناسی کی تاکید مین	۲۶۴
۹۲	تتمہ داستان روح افزا کا	۲۶۵
۹۳	گفتار فرزند اکبر روح افزا طریق روش بادشاہون مین	۲۶۷
۹۴	گفتار فرزند اصغر روح افزا طریق روش ملازمان دولت شاہی مین	۲۷۴
۹۵	گفتار دختر روح افزا طریق روش خاتونان باہوش مین	۲۸۰
۹۶	خاتمہ داستان	۲۸۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً الواح خواطر ناظرین صافی مظاہر پر مخفی ادر مستتر نرہے
کہ ملک مصر مین جو افریقیہ کی جانب مغرب اور بحر احمر کی مشرق طرف واقع ہے
ایک شہر تھیبس نام قدیم الایام سے نہایت آباد تھا کہ ہنوز اوسکی
عمارات عالیشان نادر روزگار صفحۂ زمانہ پر یادگار ہین جہان اور
عمدہ عمدہ اعزہ و اکابر سے شہر مملو اور معمور تھا وہان ایک تاجر
بلند نام فرخندہ فرجام معروف بہ ہشام رہتا تھا و بلاد مختلف مین
کار و بار تجارت کرتا تھا خصوصاً بندر سیوٹا مین جو بندر جبرالٹا کے
مقابلہ مین واقع ہے سب سے زیادہ کارخانہ اسوجہ سے رکھتا تھا
کہ اکثر مال ملک افریقیہ و جزائر متصلہ کا خرید کر کے یورپ کے
بیوپاریون کے ہاتھہ فروخت کرتا تھا دو فرزند دلبند اور ایک دختر

اوسکی سرور سینہ اور راحت جان تھی بڑے بیٹے کو قاسم اور
چھوٹے کو ہاشم کہتے تھے اور لڑکی کا نام روح افزا رکھا تھا
جو فی الواقع اسم با مسمے تھی قاسم کہ فرزند اکبر تھا اور دستور ہے
کہ بڑا لڑکا ماں باپ کی محبت و پیار مین بہ نسبت اور اولاد
کے پہلا ہوتا ہے و اور اولاد اوس سے پیچھے اسواسطے
ماں اور باپ دونون گو قاسم کو چاہتے تھے و دل و جان سے
پیار کرتے تھے مگر جب ہاشم کے دس برس کے ذہن و ذکا کو
قاسم کے اٹھارہ سال کی عقل و فہم سے ملاتے تھے تو حیران
ہوتے تھے اور ڈرتے تھے کہ مبادا قاسم کہین جاہل و بدسلیقہ
نرہ جاوے اسی خیال سے ہشام قاسم کی تعلیم مین زیادہ تر اہتمام
کرتا اور سفر مین بھی اپنے ساتھ لیجاتا تھا تاکہ جلد کاروبار تجارت
مین ہوشیار و سلیقہ شعار ہوجاوے چنانچہ ایکبار بضرورت درستی
امور تجارت ہشام نے قصد سیوٹا کا کیا اور ہاشم کو مدرسہ مین چھوڑا
اور خود مع قاسم کے جہاز پر سوار ہوکر روانہ ہوا اور بوجہ برہمی
امور و خیانت ملازمان دکان ایسا وہان جاکر پھنسا کہ وطن آنا ممکن
نہوا بیچارہ ہاشم باوجود نہونے باپ کے بھی بلاناغہ مدرسہ مین
جاتا تھا اور بلاتاکید دل لگاکر پڑہتا تھا اور روح افزا کو خود دقیقہ

ہشام کہ سلیقہ و قابلیت مین نیکنام تھی تعلیم کرتی تھی اور روح افزا کا
ماموں بھی عالم باعمل اور فاضل بے بدل تھا اور شوق تعلیم بھی بدن
رکھتا تھا و روح افزا کے ذہن و ذکا سے ایسا خوش تھا کہ خود پڑھاتا
تھا اور اور جیسا اوسوقت فرزند نرینہ کو تعلیم کرنیکا دستور تھا اوسیطرح اوس
صاحبزادی کو سکھلاتا تھا روح افزا نے بھی خوب دل دیا اور ر
ہرطرح کے علوم و فنون مین مشق بہم پھونچائی چنانچہ علم ادب اور
فقہ کو سیکھا اور علم تاریخ اور حساب مین کمال بہم پھونچایا کہ بہتیرے زن
و مرد کو وہ لیاقت حساب مین نہ تھی جو اوس لڑکی کو تھی اور ہاشم نے
بھی بہت جلدی علوم ضروری کے سوا زبانین مختلف عرب و ترک و
عجم کی سیکھین اور اپنے باپ کی دکان مین تجربہ کاری حاصل کی و
چند ہی روز مین امورات تجارت مین عمدہ مہارت بہم پھونچا کر تہیبیس
سے سیوٹا مین مال بھجوا بھجوا کر اپنے باپ کی خاطرخواہ اعانت کی
ہشام ہاشم کے دیکھنے کا نہایت مشتاق تھا مگر نہ تو بخیال ابتری کار بار
تہیبیس سے اوسکو بولا سکتا تھا نہ اپنا کار بار قاسم کے اعتبار پر چھوڑکر
خود اپنی جگہہ سے حرکت کرسکتا تھا بلکہ قاسم کی بدسلیقگی اور نافہمی
پر متاسف اور متالم تھا اکثر اوسکو نفرین کرتا کہ اگر وہ صاحب سلیقہ
ہوتا اور مہمات تجارت کو سرانجام دے سکتا تو آنا جانا وطن کا کیا

شکل تھا اوسی درمیان مین دکان آڑہت ترپولی مین جہان مال سلمہ
ہاشم اور ہشام آیا کرتا تھا فتور واقع ہوا اور سامان نقصان عظیم کا نمایان
ہوا یکبارگی ہاشم سراسیمہ ہوکر بندر سوئیز کو سیدھا روانہ ہوا و جہاز
پر بقصد ترپولی سوار ہوکر بلا پیش آنے کسی امر مکروہ کے مع الخیر
ترپولی مین پہونچا اور معاملات برہم کو بڑی ہوشیاری سے درست کیا
و دیکھا کہ آیندہ کو بدون اسکے کچھ چارہ نہین ہے کہ اپنی خاص ایک
دکان وہان مقرر کرے تاکہ پھر آڑہتون کی بدولت کوئی جوکھم
سخت نہ آجاوے چنانچہ ہشام کو لکھا اور وجوہات قائم کرنے دکان
سے اطلاع دی بدریافت اوسکے اوسنے بھی پسند کیا اور ہاشم
کو اجازت دی کہ ترپولی مین خود رہے اور تہیبس کی دکان
شہر قاہرہ مین اوٹھاکر اپنے مامون کے سپرد کرے ہاشم نے بہت خوشی
سے دونون دکانون کا بندوبست کیا اور اپنے مامون کو راضی
کیا کہ وہ شہر قاہرہ مین رہکر تہیبس کے کام کو سنبھالے غرضکہ بفضلہ اچھی
طرح سے کام جاری ہوگیا اور بلاوقت قاہرہ سے سیوتا تک مال پہونچنے
لگا ہاشم اپنے ارادہ کی کامیابی سے دل چلا ہو چلا اور تجاویز شایستہ
مین مصروف تھا کہ ناگاہ اوسکی والدہ نے بمقام تہیبس قضا کی اور اوسکے
مرنے سے تمام گھرانے مین انتہا کا غم و ماتم ہوا و اسکے برائے

محلہ والون اور نزدیک دور کے رہنے والون کو بھی تاسف و ملال
ہوا حقیقت مین وہ بی بی مجمع الحسنات و مخزن الصفات ایسے ہی
ماتم کے لائق تھی اسلیے کہ ادنیٰ و اعلیٰ وصغیر و کبیر کی محسنہ تھی خصوصاً
ہرایک کو صلاح و مشورہ نیک دیا کرتی تھی و چھوٹے بڑون کو ممنوعات سے
باز رکھتی تھی ہشام و قاسم و ہاشم نے جسوقت اس سانحہ پر اطلاع
پائی کمال مغموم ہوئے بیچارہ ہشام تو اس حادثہ انتقال سے ایسا
اندوہناک ہوا کہ سیوٹا مین ایکدم قرار نکرسکا اور بربادی کاربار بمقابلہ
تنہائی روح افزا آسان سمجھکر بلا توقف روانہ تھی بیس ہوا و پہلے
تریپولی مین پہونچکر ہاشم سے ملا جسقدر اوسکے دیکھنے سے شاد ہوا
اوسقدر اپنی بی بی کی یاد مین بیقرار ہوا آخر اوسکو دلاسا دیکر وطن
کو آیا اور اپنے گھر کی ویرانی اور خانمان کی بربادی پر ڈاڑہین مار مار کر
رویا اور کسیطرح وہان نرہ سکا بعد چندی روح افزا کو اپنے ساتھ
لیکر شہر قاہرہ کو روانہ ہوا اور وہان اپنی سکونت مستقل مقرر کرکے
مکانات خریدکیے اور ہاشم کو لکھا کہ وہ سیوٹا مین جاوے تاکہ
غیر ملک کے آدمیون سے جو رسم و راہ جاری ہے اوسمین فرق
نہ آنے دے اور قاسم کو حکم دیا کہ وہ مع گماشتہ ہوشیار کے تریپولی کو چلا
آوے کیونکہ وہان تبادلہ یا خرید فروخت مال کی اپنے ہی جنس کے

آدمیون مین ہوتی تھی اور تھوڑی ہی سی فکر کرنی پڑتی تھی چنانچہ
وہ ہر ایک ارشاد ہشام کو بجا لایا و کام بخوبی چل نکلا قیام ہشام سے
کاروبار کو شہر قاہرہ مین عجیب رونق ہوئی اور اہل شہر بھی اوسکی
سکونت سے مسرور ہوئے کیونکہ ہشام سوائے مہارت و تجربات
معاملات تجارت اور ظاہری امارت کے فضیلہ کامل اور عالم باعمل بھی
تھا اسلیے ہر شخص اوس سے اعتقاد رکھتا تھا اور اپنا پیشوا جانتا تھا
حاکم شہر بھی جو خلیفہ بغداد کی جانب سے اوس شہر مین مامور
تھا ہشام کے دیکھنے سے مسرور ہوا اور ہشام بھی بوجہ اوسکی نیک طینتی
اور اخلاق و الطاف کے جو باوجود قرابت خلیفہ و دولت و حکومت
دیوانی اہل معاملہ و غیر معاملہ سے کیا کرتا تھا اوسکو بہت اچھا جانتا
تھا و اکثر دربار مین جاتا تھا بیشبہ وہ شاہزادہ متصف بصفات حمیدہ
و اخلاق پسندیدہ تھا تمام اہل شہر اوسکی عدالت و انصاف کے
شکرگزار و فقیر و امیر ادنی و اعلی ثنا خوان و دعاگو تھے شاہزادہ سے ہشام کو
سواے اتقیاء و حکومت کے محبت خاص بھی ہوگئی اور شاہزادہ بھی دل و جان
سے مہربان ہوکر بیشتر ہشام کے گھر جاکر اوسکے اعزاز کا باعث ہوا
کرتا تھا اس آمد و رفت مین شاہزادہ کو دریافت ہوا کہ ہشام
ایک دختر بلند اختر نا کتخدا رکھتا ہے کہ وہ سواے

حسن و جمال ظاہری نیک سیرت و صاحب فضیلت ہے لہذا نہایت
مشتاق ہوکر خواستگار عقد ہوا ہشام بھی فکر تزویج روح افزا مین مصروف
تھا اور اپنی قوم مین سے کسیکو اس لائق نپاتا تھا کہ اوسکے ساتھہ
بیاہے پس شاہزادہ کو عالی خاندان والا دودمان خلعت فضل وکمال
سے ممتاز و منصب حکومت سے سرفراز پاکر خوش ہوا و برضامندی
تمام خواہش شاہزادہ کو منظور کرکے روح افزا کو موافق رسم متعارفہ
و طریق مروجۂ ملک کے بیاہ دیا اور انصرام اس تقریب سے سبکدوش
و فارغ البال ہوا شاہزادہ کو بھی اوسکے ساتھہ شادی کرنے سے
لطف زندگی ملا اور قاسم و ہاشم نے بھی شکر بشکر آلہی ادا کیا چند مہینے
شادی روح افزا کو نہوئے تھے کہ بوجہ بعض ضروریات ہشام کو ترپولی
جانا ضرور ہوا اور بندر سوئیز سے جہاز پر سوار ہوکر روانہ ہوا و دفعتاً جہاز پر
لقوے کے مرض مین مبتلا ہوا اور اسقدر مادۂ شدید گرا کہ کسی طرح جانبر
نہوا اور اثناء راہ مین جہان فانی سے گذر گیا جسوقت روح افزا نے
سُنا اور شاہزادہ اور اہل شہر کو علم ہوا عجیب کہرام پڑا قاسم و ہاشم
برباد ہوگئے شیرازۂ جمعیت کا منتشر ہوا ہنوز غم و الم برپا تھا کہ شاہزادہ
کو حکم ملا کہ دمشق کو جاوے چنانچہ وہ مع روح افزا کے ادہر انتظام
ملک شام کے واسطے روانہ ہوا اور اودہر قاسم اور ہاشم مین یہ

قرار پایا کہ ترپولی اور شہر قاہرہ کی دکان قاسم لیوے اور سیوٹا اور اوسکو
متعلقات کے کارخانہ جات پر ہاشم قناعت کرے غرض جو جس سے بن پڑا
بطور خود اپنا اپنا انتظام کرنے لگا قاسم بذات خاص ترپولی مین مقیم رہا
اور اپنے گماشتہ کو جسپر اعتبار تھا شہر قاہرہ کو روانہ کیا اور ہاشم نے
اسپین اور اوسکے قریب کے جزائر مین اپنی تجارت کا بازار گرم کیا اور
سرامد تجاران ہوا قاسم کو بھی اوسکے دوستون نے صلاح دی کہ
افریقہ کے مغربی جزیرون مین اپنی دکانین بڑہا وے اور کئی لالچی اور
مال مردم خور جمع ہو گئے اور اونہون نے اوسکو اپنے دام مکر مین ایسا
پھانسا کہ اوسنے اونکا ساجھا قبول کرلیا اور شہر قاہرہ سے اپنا کاروبار
بند کرکے خود مورکو کو روانہ ہوا اور اس سفر کی وجہ سے ایک دوسریکے
حال سے بے خبر ہوگئے نہ قاسم کو معلوم تھا کہ ہاشم و روح افزا
کہان ہین نہ ہاشم کو خبر ہوئی کہ قاسم کدہر گیا اور بہن بیچاری کہان ہی
و روح افزا بوجہ عدم انکشاف حال بھائیونکی ساری عیش و آرام کو
ہیچ جانتی تھی اور بھائیونکی فراق اور قلق پدر سے ایکدم قرار نہ لیتی تھی غرض
اسپر عرصہ ممتد گذرا بعد مدت دراز ہاشم کثرت سفر سے عاجز ہوکر بغداد مین وارد
ہوا و عرصہ تک اپنے اجرای کاروبار مین مصروف رہا چونکہ آدمی سنجیدہ اور
انتہا کو فہمیدہ تھا دنان بھی اپنے پیشہ مین نامی ہوا اور دربار خلیفہ مین بھی سوخ

بہم پہونچایا حتی کہ بیشتر لین دین خاندان شاہی کا اوسیکی ذات سے
متعلق ہوا اور اپنی لیاقت ذاتی وصفاتی اور واقفیت رسم وراہ بلاد
متفرقہ وزبان دانی ممالک غیر متعارفہ سے شریک مشورہ امور مالی
وملکی ہونے لگا اوسی اثنا رمین ایک تاجر نامی گرامی ترکستان ایشیائی
سے آکر وارد ہوا ہشام اوسکی ملاقات کے واسطے گیا اور بیٹھا ہوا باتین
کرتا تھا کہ ایک گماشتہ اوس سوداگر کے کاغذات کے پشتارے لیے ہوئے
آیا اور ادب سے اپنے مقام پر بیٹھکر تاجر کو حساب کتاب دکھلانے لگا
ہاشم نے اوسکو اپنے بڑے بھائی قاسم سے مشابہ پاکر استفسار کیا اور اپنے
مظنہ کو ٹھیک پاکر لپٹ گیا اور باپ اور بہن کو یاد کرکے بہت غمگین ہوا
اور اپنے ساتھ لاکر بھائی کے ملنے سے شکر خدا ادا کیا اوسکی تھوڑے
دنون کے بعد ایکروز دربار خلیفہ مین قاسم نے ایک شاہزادہ کو دیکھا
کہ مذکور شہر قاہرہ مین مصروف ہے اور اوسکے باپ کے اوصاف
بیان کرتا ہے تفرس سے پہچانا کہ شاید وہ اوسکی بہن کا شوہر ہو اسلیے
اور بھی حالات پوچھنے لگا آخر کو ثابت ہوا کہ وہ شاہزادہ اوسکا بہنوئی
ہے چنانچہ دوسری صبح کو مع قاسم کے اوس شاہزادہ کی دولتسرا پر
گیا اور اپنی قرابت کا اظہار کیا باستماع اوس مژدۂ جان فزا کے
وہ خوشی سے باغ باغ ہوگیا اور روح افزا کو مطلع کیا اور دونون کو

محل مین لیگیا تینون بھائی بہن ایک دوسرے سے ملکر انتہا کو شاد ہوئے اور ایک دوسرے کا حال پوچھنے لگے ہاشم نے اپنی سرگذشت یون بیان کی ✤

ہاشم کی داستان

کہ میرا حال اوسوقت تک کا تم خود جانتی ہو کہ جب والد نے سفر آخرت کا کیا اوسکے بعد مین نے یہ تو سُنا کہ تم دمشق کو روانہ ہوگیئن لیکن پھر کچھ نہین سُنا اور یہان اگرچہ مین عرصہ سے وارد تھا اور تمہارے شوہر سے بھی ملتا رہا مگر چونکہ مین نے اوسکو کبھی نہ دیکھا تھا اور نہ سنا تھا کہ میرا بہنوئی فرزند رشید خلیفہ ہے نہ میرے گمان مین تھا کہ تم یہان ہوگی اسلیے مین نے کسی سے کچھ پوچھ پانچھ بھی نہین کی والد کے مرنے کے بعد قاسم نے مجکو مال واسباب و نقد دکان سیوٹا دیکر اپنا کار بار جدا کرلیا مین اگرچہ طالب اسکا نہ تھا اور پسند نکرتا تھا کہ نیے ہوئے کارخانہ کو اسطرح بگڑنے دون لیکن بھائی کی تجویز سے لاچار ہوا اور جسطرح ہوا پھر مین نے اسپین کے ملک مین بیوپار تجارت کا جاری کیا ہنوز جیسا مین چاہتا تھا فروغ نہوا تھا کہ سُنا قاسم نے دکان تریپولی اور شہر قاہرہ کو بند کردیا اور کسی ملک غیر کو چلا گیا باتباع اسکے ایک گماشتہ یہودی کو سیوٹا مین چھوڑکر مین تریپولی کو آیا

ہاشم

توصرف اسقدر معلوم ہوا کہ اپنے بعض دوستون کے مشورہ کے مطابق
قاسم جزائر مغربی افریقیہ کی طرف چلا گیا ہے کیا کہون اس خبر نے مجھے
کیسا رنجیدہ اور شکستہ دل کیا اور زیادہ رنج و غم کا یہ سبب ہوا
کہ اوس نواح مین بھی جو انکشاف حال کیا تو کچھ پتا نملا آخر مجبور ہو کر
چھ مہینے کے بعد پھر سیوٹا کو گیا اور اسقدر پریشان ہوا کہ قریب بدیوانگی
میرا حال پہونچا تمہین غور کرو کہ تھوڑے سے عرصہ مین ماں باپ کا مرنا
اور تمسے بچھڑنا اور بھائی کا سرپرستی سے ہاتھ اوٹھانا کیا تھوڑا تھا کہ اوپر
اوسکی مفقودی کا رنج سامنے ہوا لیکن تردد بیجا و لاحاصل سمجھکر اپنے اوپر
جبر کیا اور مجھکو سفر طرابلی مین اگرچہ عرصہ قلیل گذرا تھا الا جو کچھ میرا
نقصان بوجہ خیانت اوس گماشتہ یہودی کے ہوا وہ بہت زائد تھا
جس سے مین اور بھی تنگدل اور پریشان خاطر ہوا و اوضاع و اطوار
اہل روزگار پر مطلق اعتبار نرہا نہ تو کسیکو طرابلی مین اس لائق دیکھتا تھا کہ
وہانپر کارخانہ جماؤن نہ مصر کر ملک مین جانے کو جی چاہتا تھا نہ کسی اور
مقام مین سوای ذات جناب باری کے مین مددگار پاتا تھا حیران تھا کہ خدایا
کیا کرون اور کس صورت سے ایام زندگی کو کاٹون حاصل کلام یہ ہے کہ کوئی تدبیر
راست نہ آئی اور سوای اسکے کچھ بن نہ پڑا کہ اپنا مال و اسباب یورپ کے
ممالک مین خود بیچا کرون اور وہانکی اشیاء جہان جہان کی کار آمد ہون

پہونچایا کرون چنانچہ ایساہی کیا اور چند مرتبہ اسپین اور جزائر پرمیوس وسینیٹ جارج اور کناری اورسسلی کو آیا گیا اور اپنے مطالب اور مقاصد پر بخوبی کامیاب ہوا اور اسقدر تجربہ حاصل کیا کہ بڑے بڑے سفرون پر دلیر ہوا اور قسطنطنیہ کو چار بار گیا اور چین کا سفر دور دراز بھی کیا اگر مین تمام اپنے حالات کو مشرح بیان کرون تو ایک دفتر چاہیے لہذا اونکو اور وقت پر موقوف رکھتا ہون مگر چند امور جنکو نہین بھولونگا بیان کرتا ہون

مان کی فرزند پر شفقت

جسوقت کہ مین ترپولی سے بہ قصد چین کے جہاز پر سوار ہوا اور بحر ہند مین داخل ہوا تو قریب جزیرہ لیوزن کے دفعتًا طوفان شدید آیا ہملوگ تو اپنی اپنی فکر مین حیران ہی تھے کہ خوش ہوکر جہاز کے خلاصیون نے غل مچایا کہ سامنے بڑی روشنی نظر آتی ہے حقیقت مین وہ عجب مصیبت کا وقت تھا اور بدون اسکے کہ دریا کا سفر کرکے اوس سی آدمی تجربہ حاصل کرے کسیطرح سمجھ مین نہین آتا کہ آندھی کا چلنا اور طلاطم امواج سے جہاز کا تہ و بالا ہونا کیا یقین کرتا ہے لیکن کسیقدر بدون سفر سمندر کے بھی خیال کرنے سے ذہن مین آسکتا ہے کہ جہان بجز پانی کے درخت و زمین نظر نہ آتی ہو اور شدت ہوا سے

امواج دریا جو چھوٹی چھوٹی ندیون مین چار پانچ انگل اوٹھتی ہین وہ
سمندر مین بانسون بلند ہوتی ہین اور جہازون کو کبھی فلک الافلاک پر
اور کبھی تحت الثری مین پہونچاتی ہین اور سواے اسکے کہ خدا ہی
بیڑا پار لگاوے ہر ایک پنجۂ موت اور قبضۂ قابض ارواح مین آپ کو
اسیر دیکھتا ہے اور رہائی کا کوئی راستہ نہین پاتا نہ توکہین انسان نظر
آتا ہے کہ معین ہو سکے نہ نشان زمین کا ملتا ہے کہ اور نہین تو تیرہی کر
نکلجانے کا دھیان دلمین آسکے قصۂ مختصر اوسی حالت طوفان مین کہ
جہاز تلاطم امواج سے تہ و بالا ہو رہا تھا دفعتاً پھر خلاصیون کی آواز ہمنے
سُنی اور خبر روشنی کو مژدۂ جانبری جانا کہ کہین زمین ہے ہملوگ نکل نکلکر
دیکھنے لگے کہ شاید ورطۂ ہلاکت سے بچ جاوین مین سچ کہتا ہون کہ وہ وقت
میری نگاہ کے سامنے پھر رہا ہے کہ جہاز کبھی آسمان کے قریب پہونچتا ہے
اور کبھی گاو زمین کے قرین گرتا ہے اور روشنی کی جانب حسرت کی نگاہ ہوتی
ناک ٹکی لگ رہی ہے دل سے دعا خود بخود نکلتی ہے کہ الٰہی کسیطرح جو فاصلہ
باقی ہے جلد طے ہو جاوے اور زمین کے قریب جہاز ہمارا پہونچ جاوے
کہ ناگاہ ناخدا نے پکارا کہ کیون دیوانے ہوئے ہو یہان ہرگز زمین نہین
ہے اور یہ روشنی جو نظر آتی ہے سطح آب پر ہے اور مقرر کوئی جہاز
جلتا ہے اور بڑی آگ لگی ہوئی ہے خدا جانے کون بیچارے اوسپر سوار ہین

یہ سنتے ہی ہملوگ سرد ہوگئے اور اپنی مصیبت کو آسان وسہل سمجھکر
اون لوگون کے حال پر جو اوس آتش زدہ جہاز پر سوار تھے رونے لگے
ناخدا نے کہا افسوس اسوقت مین کہ ہم خود اپنے موت کے منتظر ہین
کیا مدد اون بیچارون کی کرسکتے ہین لیکن دنیا امید پر قائم ہے
اور ڈہارس اور دلاسا عالم اسباب مین عجیب چیز ہے اسوقت صرف
یہ ہی معلوم ہوتا کہ دوسرا جہاز اون کے قریب ہے بیچارون کو غنیمت
ہوگا ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بھی بہت کچہ ہوتا ہے کچہ نہ کچہ اونکو ہمت
ہوگی اور عنایت الٰہی سے کیا عجب ہے کہ جو ہوا اسوقت چل رہی ہے
قائم رہے اور ہمارے جہاز کو اون تک جلد پہونچا دیوے پس بہتر ہے
کہ توپین چھوڑی جاوین چنانچہ فی الفور پانچ آواز توپون کی اس غرض سے
کین کہ خاطر جمع رکھو ہم مدد کو آتے ہین مگر تقدیر کے آگے کوئی
تدبیر پیش نہین جاتی یا تو ہوا ہمکو اوسی جہاز کے جانب کہینچے
لیے جاتی تھی یا یکبارگی اونکی تقدیر اولٹ گئی اور ہوا پلٹ گئی و ہمارا جہاز
پیچھے کو چلنے لگا اوسوقت جو جوش ہمدردی کا ہمارے ناخدا کو تھا
ہم بیان نہین کرسکتے ہمارے ساتھی بھی اون لوگون کی مصیبت پر جو جلتے ہوے
جہاز پر سوار تھے روتے تھے غرض صبح کے قریب ہوا پھر موافق ہوئی
لیکن وہ کم بخت آگ کسطرح نہ بجھی صبح کے آثار نہ تھے جو ان سے گئے

کہ ہمارا جہاز اوس جہاز سوختہ کی قریب پہونچا مین نہین کہہ سکتا کہ راکبان
جہاز مذکور کو کیسی خوشی ہملوگونکی جہاز کو دیکھکر ہوئی ہماری ناخدا نی چھوٹی چھوٹی
کشتیان اپنی جہاز کی کھولکر اوس جہاز کیطرف دوڑائین اور اوس جہاز کی ناخدا نی
بھی اپنی جہاز کی نسیوئیان کھولکر بچی بچائی آدمیونکو چڑھایا مگر بیشتر جلگئی تھی اور اکثر
مرگئی تھی جو بچی تھی وہ کود کود کر کشتیونپر چڑھ آئی اور سب نی بالاتفاق جہاز کی آگ
بجھانیمین بڑی کوشش کی اور نہایت مشکل سے بجھائی اوس ہل چل مین کوئی
کسیکو نہ پوچھتا تھا کہ کون کہان ہی کون جیا کون مرا وہ حال اور ہول جو
قیامت کو ہوگا اوس جگہ سی بخوبی قیاس ہوسکتا تھا کہ ہر شخص اپنی ہی فکر
مین مبتلا تھا اور بامید حمایت جو جسکو دلسوز پاتا تھا اوس سی گرگڑاتا تھا
ہملوگون نے بھی مشقت شدید اوٹھائی اور اون لوگون کی آسایش اپنی
آرام پر مقدم جانی اور جہاز سوختہ کو مع اور کشتیونکی سہارا دیا دو نہار دشواری
تیسری روز بندر منیلا پر لنگر انداز ہوئی اوسوقت کی خوشی بھی مجکو نہ بھولیگی
اور راکبان جہاز سوختہ کی مسرت ہمیشہ یاد رہیگی وہ سب چھوٹے
بڑی پچاس آدمیون سے کم نہونگی کوئی تو اونمین سی ناچتا تھا اور کوئی
گاتا تھا کوئی لب بستہ خاموش کوئی عزیزونکی غم مین مدہوش کوئی جابجی
سے شکر الہی مین رطب اللسان کوئی بوجہ ضائع ہونی مال کی دل بریان
و سرگرم فغان کوئی بی فکرا جہاز پر چڑہتا اوترتا تھا مختصر یہ ہی کہ اوسوقت

شادی و غم توام ہو رہا تھا اوسی حالت مین ایک خلاصی نے شور کیا کہ جہاز
سوختہ کے ایک حجرہ مین کراہنے کی آواز آتی ہے یہ سنتے ہی ہر ایک
تجسس اور تلاش مین مصروف ہوا دیکھا کہ ایک بوڑھیا عورت اپنے
زانو پر ایک جوان کا سر رکھے ہوئے چھت کی جانب نگران ہے و ایک
تختہ جہاز کا نکلا ہوا اوسکے سر پر گرا چاہتا ہے اوس خوف سے اوس سے
بولا تو نہین جاتا مگر مُنہ کھلا ہوا ہے اور سانس آتی جاتی ہے اور وہ جوان
زخمی بھی بدحواس زانو پر بڑھیا کے سر رکھے ہوئے پڑا ہے کبھی کبھی بڑی دیر
مین مشکل سے کراہ دیتا ہے بجائنہ اس حال سراپا ملال کے ہلوگون نے چاہا
کہ بڑھیا کے زانو سے اوس جوان کا سر کاوین پس جیسے ہی ہلوگون نے
اوس جوان کے سر کو ہاتھ لگایا تو وہ بڑھیا بیخود تھی یا مانند اوس مسافر کے
جو کسی مقام مخوف پر اپنے گھٹری و اسباب پر ہاتھ رکھے ہوئے سوتا ہو
اور کسیکا ہاتھ لگتے ہی چونک پڑے اور پکڑ لیوے جوان سے لپٹ گئی
اور چاہا کہ کچھ بولے مگر آواز نہ نکلی قرینہ سے معلوم ہوا کہ وہ چاہتی ہے کہ
پہلے ہلوگ اوس جوان کو اوٹھاکر باہر نکالین چنانچہ کئی آدمیون نے اوس
مرد کو تھانبا اور کئی ایک نے بڑھیا کو سہارا دیا اور باہر لاکر دیکھا تو کہین
اثر چوٹ یا زخم کا اوس ضعیفہ پر نہ تھا البتہ اوس جوان کے سر پر ایک
زخم بوجہ گرنے ایک تختہ کے نظر آتا تھا معلوم ہوا کہ وہ عورت بوجہ نہ کھلنے

پینے کے نڈھال ہوگئی ہے لہذا چاہا کہ دو چار چمچہ یخنی کے پلاوین تا طاقت
گفتار ہو چنانچہ ایک چمچہ اوسکے منہ مین ڈالا اور عالم بیخودی مین اوسکے حلق سے
اوتر گیا الا دوسرا چمچہ اوسنے نہ پیا و آنکھ کھول کر اوس جوان کیطرف
نگاہ حسرت سے دیکھا جس سے ثابت ہوا کہ وہ چاہتی ہے کہ پہلے
اوس جوان کو پلاوین چنانچہ جب اوس جوان کو پلانا شروع کیا تو دو تین
چمچے اوسنے اور پیئے لیکن افسوس ہے کہ کئی روز کی بھوکھ اور پیاس
سے وہ ایسی ضعیف ہوگئی تھی کہ اوسی روز جان بحق تسلیم ہوئی اور
اوس جوان کی حالت مرہم پٹی سے اچھی پائی گئی اور ایک ہفتہ مین طاقت
گفتار کی آئی تو اوسنے بیان کیا کہ وہ بڑھیا اوسکی ماں تھی جبکہ گھبرا کر
وہ حجرہ سے باہر نکلنے لگا تو ایک تختہ اوسکے سر پر گرا اور اوسکے صدمہ
سے سر پر سخت چوٹ آئی چنانچہ گھبرا کر گرا ماں نے دوڑ کر اوٹھایا پھر اوسکو
غش آگیا اور کسی نے شور وغل اوس ضعیفہ کا نہ سُنا نہ تو محبت فرزندی
سے بیٹے کو چھوڑ کر باہر آئی نہ آواز اوسکی کسیکے کان مین پہونچی یہانتک کہ
چلاتے چلاتے اوسکی آواز بیٹھ گئی پھر جو اوسنے دیکھا کہ ایک تختہ اور گرا
چاہتا ہے اوسکے طرف دیکھتی رہی اور بھوکھ پیاس کی پروا نکرکے اپنے
فرزند کے سر کو زانو پر لیے بیٹھی رہی اور چھت کیطرف دیکھا کی اور باوجود اوس
طوفان شدید اور بلندی شعلہ ہاے آتش اور کثرت دھوئین کی بھی

شفقت مادری سے منہ نہ موڑا اور کسی طرح اپنے دلبند کو نہ چھوڑا یہانتک
کہ مرتے وقت تک بھی وہ ہی جوشش الفت رہا دسوین روز جبکہ ہم لوگ
اوس جہاز سوختہ کے لوگون سے مرخص ہوتے تھے وہ جوان بھی دنیا سے
سدہارا اور معلوم ہوا کہ دماغ کے اندر صدمہ سخت پہونچا اور بھیجا اوسکا
ہلگیا تھا ہملوگون کو بھی دونون کے مرنے کا الم شدید ہوا ہمارے
ناخدا نے ہمدردی کے سوا ایک بڑا کام یہ کیا جو لایق ہزارون تحسین
اور قابل کرڑورون آفرین کے ہے کہ راکبان و ناخدا جہاز سوختہ نے
بعد اداے شکر جان بچانے کے اپنا اپنا مال بکمال خوشی و رضا ہمارے
ناخدا کے روبرو پیش کیا وکہاکہ اپنے اوس نقصان کا جو بوجہ قیام فضول
کے جو اونکے استمداد و اعانت کے سبب ہوا ہے صلہ لیوین اور جان
بچانے کے احسان کو قائم رکھئے لیکن ہمارے ناخدا نے انکار کیا
اور کہاکہ نہ مین عرب کا بدو ہون نہ افریقہ کا لوٹیرا نہ ہندوستان کا ٹھگ
و پنڈارا کہ تمھارے اوس مال کو جو تقدیر ہی سے بچاہے اور گو قیمت
مین کتنا ہی زیادہ ہے لے لون اور تمکو محروم کردون مگر ہان بجاے
اس نقد آرزو کی امید نسیہ رکھتا ہون اور اپنا یہ حق مقرر کرتا ہون کہ خدانخواستہ
اگر کسی پر تمھاری سی مصیبت آوے تو اوسکی ایسی ہی مدد کرنا جیسی تمنے
پائی اور خوشی خوشی اوسی رخصت ہوکر لنگر اوٹھایا اور مع الخیر ساحل

چین کو طے کر کے کاشان پہونچا ❊

فرزندون سے والدہ کی اطاعت

بعد اُس ماجرے کے کہ جسکو مینے بیان کیا چین کی قلمرو مین پہونچکر اکثر اون مقامات مین جہان غیر ملک کے آدمیون کو آنے جانے سے نہین روکتے مین ٹھہرا حقیقت مین جیسا سنا کرتا تھا ویسا ہی ملک ختا کو آباد و زرخیز پایا اور زیادہ تر اسوجہ سے بھی خوش ہوا کہ وہان کے باشندے عادت جبلّی اطاعت والدین کی رکھتے ہین اور سر مو تعمیل احکام مین تفاوت نہین کرتے بلکہ بعد انتقال مان باپ کے بھی اونکا آداب اور نام قائم رکھتے ہین چینی عورتین مسلمانونسے بھی کہین زیادہ پردہ دار ہوتی ہین اور نقاب اوڑھ کر بھی گلی و کوچہ مین نہین نکلتین و غیر آدمیون سے بات چیت ہرگز نہین کرتین اور امور پردہ داری مین وہان کے باشندے اسقدر اہتمام بلیغ کرتے ہین کہ کمسنی مین لڑکیون کے پانون پر کپڑے کی پٹیان یا مضبوط فیتہ باندھ دیتے ہین تا کہ اونکے پانون بڑھنے نہ پاوین اور اس تدبیر سے ایسے چھوٹے چھوٹے پانون وہان کی عورتون کے رہ جاتے ہین کہ وہ بیچاریان قابل رفتار نہین رہتین ہمارے تمھارے نزدیک یہ رسم کیسی ہی بُری

اور زبون سمجھی جاوے الّا مردون کے سواے اوس بلاد کی عورتین بھی
چھوٹا پانون ہونا کمال حسن اور دلیل شرافت کی جانکر خودسی کرتی ہین
اور اپنے پانون کا چھوٹا ہونا اچھا سمجھتی ہین اور بمقابلہ اوس حسن
نازیبا کے چلنے پھرنے سے عاجز ہونا پسند کرتی ہین چنانچہ یہ بھی ایک
بڑی وجہ اونکی پردہ داری کی ہے جب مین کنٹان مین وارد تھا متصل
میرے مکان کے ایک چینی کا مکان تھا اوسمین کبھی کبھی صرف ایک
جوان کو مین آتے جاتے دیکھا کرتا تھا سواے اوسکے اور کیسکی آمد ورفت
اوس گھر مین نہ تھی البتہ ایک عورت کی آواز کریہ وسخت بشیتر سامعہ خراش
ہوتی کہ وہ دن بھر خفا ہو ہو کر جھنجلاتی اور جو جمین آتا تھا اپنے زبان
مین چلّا چلّا کر بکتی تھی تو بھی یہ معلوم نہین ہوتا تھا کہ وہ کس پر خفا ہوتی
ہے اور کسکو دھمکایا کرتی ہے کیونکہ دوسری کسی عورت کی آواز بھی گوش زد
نہوتی تھی جب چندسے عرصہ میری استقامت کو گذرا
و اور ہمسایہ کے لوگون سے تعارف بہم ہونچا تو دریافت سے
معلوم ہوا کہ وہ کرگیا ایک بڑھیا اندھی بیوہ ہے اور سواے
اوسی جوان کے جو اوس کا فرزند ہے ایک دختر بھی
رکھتی ہے بیٹا اکثر باہر محنت و فردوری کرتا ہے اور دوسرے
تیسرے روز مہلت پاکر آتا ہے پر مان کی خدمت کے لیئے

ختر نیک اختر گھر مین رہتی ہے بوڑھیا ہمیشہ سے بدمزاج ہے اور نابینا
بھی وہی خود بدولت اپنی خوے زشت سے ہوئی ہے باستماع اسکے
مین پہلے سے زیادہ مشتاق ہوا اور چاہا کہ اوس جوان سے ملاقات کرکے
حال واقعی پوچھون چنانچہ تیسرے روز جو وہ گھر کو آیا تو مین نے خواہش
کرکے اوسے بلایا اور ابتدا سے اوسکے حالات بدین غرض پوچھے تا
معلوم ہو کہ اوسکا باپ کب اور کس عارضہ سے مرا اوسنے اور تو سب
سرگذشت اپنی راست راست بیان کی مگر وجہ نابینا ہونے اپنی مان کی
اور سبب موت اپنی والد کا کچھ بھی بیان نہ کیا بلکہ خاموش ہو رہا ان
میرے کمال اصرار پر ملتجی ہوا کہ مین نہ پوچھون جس سے میرا اشتیاق
بمقتضاے الانسان حریص بما منع پہلے سے بھی بڑھ گیا اور دوسرے
وسیلہ سے جویاے حال ہوا آخر ایک قریب تر ہمسایہ سے مین نے
استفسار کیا اوسنے بمقابلہ اوسی جوان کے بیان کیا کہ باپ اس
سعادتمند وفا شعار کا انتہا کو صاحب سلیقہ اور عاقل وجفاکش و
خبررس تھا شب و روز محنت و مشقت کرتا تھا اور اپنی قوت
بازو سے بہت کچھ پیدا کرکے چین و آرام سے بسر کرتا تھا چالیس
برس فراغت اور آسائش سے اوسنے بسر کیے نہ تو شادی کا ارادہ
کیا نہ دلہن اوسکے خانہ آبادی کا خیال گذرا بعد اوسکے عزیزون

اور دوستون نے سمجھایا کہ زندگی کا کچھ اعتبار نہین ہے موت ہروقت
سر پر کھڑی ہے بقاے نسل ضرور ہے تا بعد مرگ نشان قایم رہے
اور باپ دادون کا نام گم نہو جاوے دوستون اور عزیزون کی
اس صلاح دینے کا سبب یہ تھا کہ ہمارے ملک مین جو شخص اولاد
نہین رکھتا وہ نہایت بد اور بُرا سمجھا جاتا ہے اسیلیے ہر شخص کو
خواہش رہتی ہے کہ بعد اپنی اولاد کو چھوڑے تا وہ مراسم تعزیت
کے بجا لاوے اور نام اپنے آبا و اجداد کا روشن رکھے بہرحال
لوگون کی صلاح سے وہ لاچار ہوا اور اِس بیہودہ عورت سے
جسکے جھنجلانے کی آواز سے آپ مکدّر ہوتے ہین شادی کی بعد
چندے یہ لچھمی بڑی بدمزاج نکلی بات بات پر بگڑتی تھی اور کسیطرح
شوہر کو کل نہ لینے دیتی تھی حالانکہ وہ بیچارہ جو کچھہ کماتا تھا اسکے
سامنے رکھتا تھا اور اپنے حلم و بردباری سے جورو کو بے عقل
اور ناقص فہم جانکر اوسکے غصّہ اور خفگی کو برداشت کرتا تھا
اور کبھی چین بہ جبین نہوتا تھا یہان تک کہ یہ لڑکا اور اسکی بہن
پیدا ہوئی لڑکی کا سن چودہ ۱۴ برس کا ہوگا کہ ایک روز اوسکی
مان کھانا پکاتی تھی اور لڑکی نادان بوجہ صغرسنی نزدیک جاجاکر
کوئی چیز اوٹھا لیتی یا حسب معمول لڑکون کی کوئی ایسی حرکت

کرتی کہ جس سے کھانا پکانے مین حرج ہوتا تھا مان بدمزاج تو تھی ہی
پہلے مار پیٹ کرکے باز رکھا اور جب اوسپر بھی وہ لڑکی رو پیٹ کر
پھر نزدیک آئی تو ایکبارگی اوٹھاکر نہایت بیرحمی سے ایک بلند طاقچے پر
بیٹھا آئی اور مطلق پروا نکی کہ اگر اوس طاق سے لڑکی اوترنیکا ارادہ کریگی تو گرکر ہلاک
ہوجاویگی بلکہ اپنے کام مین ناک بھون چڑھاکر پھر مشغول ہوئی اوسیحالت مین کم بختی کا
مارا باپ آگیا اور لڑکی کو عجب مصیبت مین روتا ہوا دیکھکر اوٹھا لیا
اور دلاسا دیکر چپ کرنے لگا د باوجود غصہ اصلاً و مطلقاً اوس قساوت
کا مواخذہ بی بی سے نہ کیا باین ہمہ بی بی کو ناگوار گذرا لیکن خدا جانے
کیا نیکی کے دم مین تھی کہ ضبط کیے رہی اور کھانا پکانے مین مصروف
رہی تھوڑی دیر مین لڑکی پھر اوس تنبیہ کو بھول بھال گئی اور پھر
اپنی مان کے پاس دوڑ کر گئی بمجرد اوسکے پہونچنے کے وہ مادر
مہربان سخت مشتعل ہوئی اور باپکے دکھلانے کو بے دردی سے
مارنے لگی تب باپ کو صبر نہ آیا دوڑ کر مشکل سے چھوڑایا صرف
اسقدر غصہ مین کہہ نکلا کہ لے کھانا اپنے سر مین ڈال لڑکی کی
جان مار مار مت نکال یہ سنتے ہی چولھے پر جو دودھ گرم ہورہا تھا
اوس شریر نے اپنے سر پر ڈال لیا اور فوراً اندھی ہوگئی و سارا
منہ جھلس کر کالا ہوگیا اس صدمہ سے شوہر شرمندہ ہوا اور

خلاف اسکے کہ اندھی ہونے بلکہ مرجانے پر ایسی نابکار عورت کے
مسرور ہوتا اپنے گلے مین آپ پھانسی ڈال کر مرگیا اور قصہ اپنا فیصل کر گیا
اوسوقت جو مصیبت اس نونہال باغ سعادت نے اوٹھائی مین کہانتک
بیان کرون صغرسنی باپ کا سوگ ضیق معاش مان کا علاج تصور کو کافی
ہے اور ان سب پر شب و روز خفگی اور جھنجلاہٹ مان کی جو پہلے سے
زیادہ ہوگئی تھی بالائے آفرین ہزار آفرین کہ اسنے سب کچھ آسانی سے
برداشت کی محنت و مزدوری کرتا تھا اور خود ہی کھانا پکاکر مان اور چھوٹی
بہن کو کھلاتا تھا اب کہ ماشاء اللہ بہن سیانی ہوگئی ہے اور نیک بخت
ہے اسلیے مطمین ہوکر نوکری کرلی ہے اور اسی وجہ سے گھر مین کمتر
آتا ہے پکانا کھلانا مان کا دختر نیک اختر کے حوالہ ہے وہ دیوانی بیوہ
گوکہ اپنے گھر کو ویران کرکے فرزندون کو یتیم کرچکی ہے اور اندھی ہوکر
بلا استعانت حوایج ضروری بھی رفع نہین کرسکتی توبھی غصہ کو نہین چھوڑتی بیچاری
لڑکی اگرچہ اکثر بیمار بھی رہتی ہی پر اپنی مان پر درد دکھ اظہار نہین کرتی
اور وہ اندھی عقل بھی نہیں رکھتی کہ قرینہ سے دریافت کرے اور صحت
و ملالت کو پہچانے باوصف اس فرمانبرداری کے کہ حالت تندرستی
اور مزاج کی ناسازی کو یکسان وہ لڑکی سمجھکر ادنی اشارے پر اپنی
مان کے سارے کام کرتی ہے اور کسی عنوان سے عدول حکمی نہین کرتی

پر وہ اپنی بد مزاجی سے باز نہین آتی نہ کسی کے کہنے سے مانتی ہے
نہ سمجھائے سمجھتی ہے راتدن بڑبڑایا کرتی ہے اور وہ لڑکی اُف تک نہین کرتی
نہ جواب دیتی ہے پچیس برس سے ہم ایک حالت میں دیکھتے ہین اور
سرمو اطاعت مین فرق نہین پاتے اکثر ہمجولیون اور پڑوسیون نے
اوس لڑکی کو صلاح دی کہ شادی کرلے لیکن وہ نہین مانتی اور کہتی ہے
کہ اگر وہ شوہر کرلیوے اور اُسکے یہان چلی جاوے تو مان کی خدمت
کون کرے گا اور اسی خیال سے فرزند بھی اپنی شادی نہین کرتا کہ مبادا
اوسکی جورو کا مزاج مان کی خفگی کا متحمل نہو تو بجاے خوشی اور آسایش
کے رنج مین پڑے بدریافت اِس حکایت کے مجکو جسقدر بہ سبب
اطاعت اور فرمانبرداری کے اون لڑکون سے محبت ہوئی اوسیقدر
اوس ضعیفہ سے نفرت ہوگئی و اوسکا شوہر تو کمال بے وقوف معلوم ہوا کہ
ناحق کو حرام موت مرگیا پر چند روز کے بعد وہ بدگمانی جو اوسکے شوہر سے
مجھے ہوئی تھی جاتی رہی اور معلوم ہوا کہ چین کے آدمی اکثر تھوڑے
امور مکروہ پر اپنی ہلاکت سہل جانتے ہین خصوصاً ایسی صورتون مین
کہ جیسی اوس نالایق بیہودہ کے شوہر کو پیش آئی تھی بلکہ جب کہ
کسی کی وجہ سے کوئی اپنا ضرر آپ کرلیوے تو جس سے وہ ضرر منسوب
ہوتا ہے عموماً مرجاتے ہین چنانچہ مجھسے اکثر لوگون نے کہا کہ اگر شوہر

اوس ضعیفہ بدمزاج کا آپ نہ مرجانا توڑا جو سکے قانون کے مطابق
مواخذہ مین پڑتا کہ کیون اپنی جورو کو اندھا ہونے دیا بدریافت
اس نالایق قانون کے مین وہان کی حکومت سے بھی جو باعث
خودکشی تھی انتہا کو متنفر ہوا ٭

بہن کی بھائی سے الفت

اول مرتبہ جبکہ مین قسطنطنیہ دارالسلطنت ترکستان یورپ مین وارد تھا
تب میرے زیر نگاہ ایک بڑی عمارت تعمیر ہو رہی تھی اوسپر مزدور
اس کثرت سے کام کرتے تھے کہ اگر مین تعداد اونکی بیان کرون تو
مبالغہ سمجھا جاسے گا اس مین کچھ شبہہ نہین ہے کہ مزدور اور لایق
مستریون ـــ اور ہوشیار کاریگرون و دانشمند کام لینے والون کا اوس
عمارت کے گرد جھرمٹ تھا شام کو جسوقت اپنے اپنے کام سے فراغت
پاکر سب یکجا ہوتے تھے تو ایک بڑی فوج کا پرا معلوم ہوتا تھا عمارت
کے گرداگرد مضبوط مضبوط رسیون اور مستحکم مستحکم ستونون سے پاڑہین
بندھی ہوئی تھین اور وہ ساری آدمی پاڑہیون پر کام کرتے تھے بڑی
بلندی پر ایک گنبد کے چار ونطرف جو لوگ کام کرتے تھے وہ مانند
بندرون کے نظر آتے تھے اوس بلندی پر کہ جسکے تصور سے مہنچ آہو

متعلقہ صفحہ (۲۶) آئنہ عقول

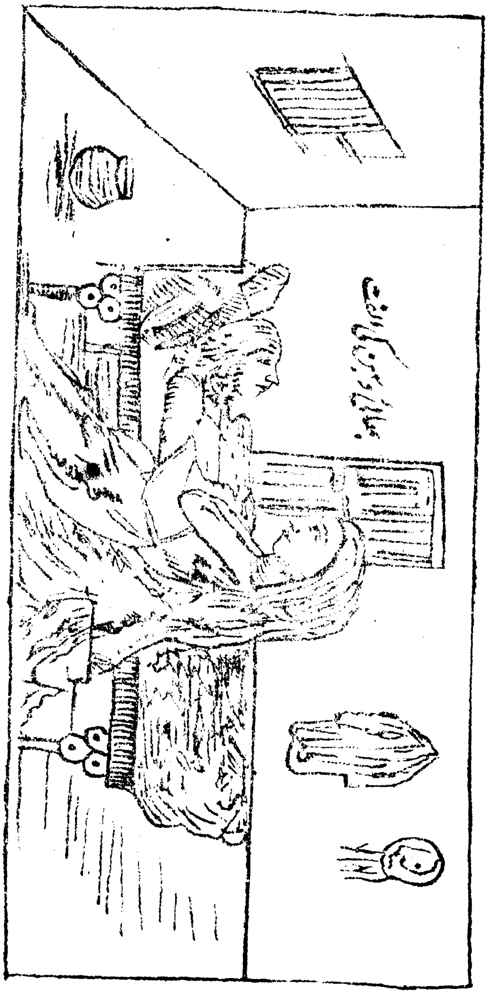

میرے پانون ٹھراتے ہین کام کرنا اونھین لوگون کا کام تھا ایک روز
دفعتاً قریب شام کے ایک پاڑہ پر جو بلند تر تھی آگ کا شعلہ بھڑکا اور غلغلہ
بلند ہوا مین بھی سراسیمہ گھر سے باہر نکلا آگ کے دیکھنے سے میرا دل
کانپنے لگا اور خیال کرنے لگا کہ پانی پہونچانے کی اوس بلندی پر کیا
تدبیر ہوگی زینہ پہلے ہی جل کر جدا ہو گیا تھا رسّی مزدورون کے پاس
پاڑہ پر موجود نہ تھی کہ جس سے پانی اوپر کھینچ سکتے نیچے سے پانی پہونچانے
کی کسیطرح گنجایش نہ تھی اون بیچارون نے بھی اپنے کو مردہ جان
لیا تھا جس جس طرح رسّیان جلتی جاتی تھین تختہ و ستون جدا ہو ہو کر
زمین پر گرتے تھے اور آدمی بھی اوسکے ساتھ گرتے جاتے تھے بعضے
دیوار سے چمٹے ہوئے تھے کچھ گنبد سے لپٹے ہوئے تھے عالم حشر کا
برپا تھا القصہ جتنے منصوبے بچاؤ کے خود اون بیچارون نے اور ہملوگون
نے کیے بیکار گئے و اکثر لوگ اوس بلندی سے نیچے گرکر گرتے ہی
پاش پاش ہوکر مر گئے و بعضے سسکتے ہوے عزیزون و دوستونکو
نظر آئے اور خال خال مجروح شدید ہوسے اور جو پاڑہ کے گرجانے تک
دیوارون سے چمٹے رہے وہ سب بچ گئے اسلیے کہ نیچے سے
ہم لوگون نے بھی اونکے اوتارنے کا بند و بست کیا اور ضرر پہونچنے
کے ابواب کا انسداد کیا جبکہ وہ ہلڑ کم ہو گیا تو مینے دیکھا کہ آٹھ

نو برس کی ایک لڑکی چارون طرف دیوانہ وار کسی اپنے کا نام چلا چلا کر
لیتی ہے اور کبھی کسی سے اوسکا حال پوچھتی تھی ناگاہ اوسکو ایک
جوان جسکی عمر بیس برس کی ہوگی زمین پر پڑا ہوا نظر آیا آنکھین اوسکی
بند تھین اور زخمون سے خون جاری تھا دیکھتے ہی وہ لڑکی پچھاڑ
کھا کر اوسی جگہ گر پڑی مجھے یقین ہوا کہ ضرور مرگئی چنانچہ جھپٹ کر
مین نے اوسکو پہلے اوٹھایا اور پانی چھڑک کر منہ ہاتھ دھلوایا لیکن
وہ متصل روتی تھی اور ہائے بھائی ہائے بھائی کہتی تھی مجھسے نہوسکا
کہ مین اوس لڑکی کو اوسی حالت گریہ وزاری مین چھوڑ دون یا اوسکی
بھائی کو وہین پڑا رہنے دون مین اوسکا گھر نہ جانتا تھا کہ پہونچانے کا
قصد کرتا پس دونون کو اپنے گھر لایا اور فی الفور ایک جرّاح کو بلوایا
اوسنے اوس بیچارے کے حال پر بہت افسوس کیا اور کہا کہ
باندہ بوندہ سے کچھہ فائدہ نہوگا دہنے ہاتھہ اور بائین پانونکی ہڈیان
ٹوٹ کر چور ہوگئی ہین بدون کاٹ ڈالنے کے کچھہ فائدہ نہوگا
یہ سنتے ہی وہ لڑکی پھر بیہوش ہوگئی اور اوسکے جان کے لالے پڑے مین اوس
لڑکی کو اوٹھا کر دوسرے کمرہ مین لیگیا اور مجروح کو جرّاح کے حوالہ کرکے
اپنے نوکرون اور خانساما نکو مامور کیا تھوڑی دیر مین قطع و برید و پٹیان
باندہ پلنگ پر لٹاکر جرّاح فارغ ہوا تب مین مطلع ہوکر اوس لڑکی کی ساتھ اوسکی

بھائی کے پاس آیا دوسری صبح کو اوس مجروح نے آنکھہ کھولی
اور اپنی بہن کو دیکھکر پوچھا کہ مین کسطرح اور کیونکر اوس جگھہ
آیا ہون اور یہ مکان کسکا ہے آہستہ آہستہ اوس لڑکی نے
رو رو کے کچھہ کہا تب وہ میرے جانب مخاطب ہوا اور شکرگذاری
کے بعد ملتجی ہوا کہ مجھے میرے گھر پہونچا دیجیئے مجکو اوسکی تقریر
سے معلوم ہوا کہ زیر بار احسان ہونا پسند نہین کرتا اور اسواسطے
اپنے گھر جانے کی درخواست کرتا ہے حالانکہ مجکو معلوم ہوچکا تھا
کہ سوا اون دونون بھائی بہن کے اونکا اور کوئی رشتہ دار
نہین ہے اور نہ مالدار ہین اور مکان بھی دور اور اچھا نہین
اسلیئے مین نے اوسکی درخواست کو نہ مانا اور سمجھایا کہ تمھارا اسجگھہ
سے ہلنا جرّاح منظور نہین کرتا اور مطمئن کیا کہ کسیطرح میرا احسان
اوسپر نہوگا سوا میرے نوکرون اور خدمتگارون کے کہ تیمار
اور جبرداری مین مجروح کے مشغول تھے خاص نوکر بھی مین نے
مقرر کیے اس سامان پر بھی وہ لڑکی دن اور رات خدمت اپنے
بھائی کی کرتی تھی اور شاید کسی وقت سوجاتی ہو مگر مین نے ہمیشہ
بیدار پایا دو مہینے کے بعد زخم اچھے ہوئے تو اوس مرد غیرت دار
نے بار بار اپنے گھر جانے کے لیے مجھسے اصرار کیا لاچار

مین نے منظور کیا اور اوسکے گھر پہونچا دیا اپنے جانے سے تیسرے
روز روہ لڑکی تین سو روپیہ میرے پاس لائی اور بہت کچھہ میری
تعریف اور شکرگذاری کرکے کہنے لگی کہ میرے بھائی کے معالجہ
مین جو کچھہ آپ نے خود فکر فرمائی اوسکا شکر تا قیامت ہمارے
گردن پر ہے اور جسقدر توجہہ نوکرون نے آپ کی فرمائی اوسکا
بوجہہ بھی ہمارے سر پر قائم ہے دوا درمن مین بھی جسقدر مصارف
کثیر آپ نے فرمائی اوسکے ادا کرنے کی ہمکو طاقت و قدرت
نہین ہے البتہ یہ زر قلیل موجود ہے براہ مہربانی اسکو قبول فرمائیے
مین نے اوسکی باتین سُنکر بہت آفرین کی اور سمجھایا کہ ای بی بی مجھکو
معلوم بھی نہین ہوا کہ میرا کیا خرچ ہوا اور دنیا مین دستور ہے کہ
ایک دوسرے کے کام آیا ہی کرتا ہے دیکھو جس صاحب عمارت
کی تعمیر مین تمھارے بھائی نے چوٹ اوٹھائی اوسنے کئی جرّاح
مقرر کرکے شفا خانہ مقرر کیا اور اپنے مصارف سے مزدورون
اور ضرر رسیدون کا معالجہ کرایا مین اگر بار سمجھتا یا مجھہ پر کسیطرح
مصارف علاج گران گذرتے تو مین اوس شفا خانہ مین کیون نہ بھیجدیتا
جہان کچھہ بھی تمھارا صرف نہوتا تم بیچاری خورد سال ہو بھائی
تمھارا بے دست و پا ہے سوا اللہ تعالے کے اور کوئی

تفصیل و مددگار نہین ہے تم اسکو لیجاؤ اور رکھو اور عندالضرورت
اپنے کام مین لاؤ وہ نیک لڑکی پھر ہاتھہ جوڑکر بولی کہ حضور نے
جو کچھ ارشاد کیا بجا و درست ہے اللہ تعالے نے آپ کو
بہت کچھ مقدور دیا ہے اور اس سے بھی زیادہ مقتدر فرماوے
مین ایسی ناسمجھ نہین جو سمجھتی کہ صرف معالجہ سرکار کو ناگوار رہا ہو
یا کہ بامید واپس پانے کے خرچ کیا ہو مین صاحب تعمیر عمارت
کی بھی حد بھر شکرگذار ہون آپ کے یہان سے جانیکے بعد
ہم لوگون نے سنا کہ چند بار اونسے بھی آدمی میرے گھر بھجوایا
اور بھائی کو تلاش کروایا مگر نہ پایا اگرچہ یہ مجکو یقین ہے
کہ میرا بھائی گھر پر ہوتا تو بھی خیراتی شفا خانہ مین جانا پسند نکرتا
تاہم احسان اوس امیر ابن امیر کا ہم پر ہے اور دعا اوسکی سلامتی کی
دل و جان سے کرتے ہین و بلا زبان حضور نے تو وہ
عنایت فرمائی ہے کہ زبان کہان ہے کہ بیان کرین حقتعالے
صد وسی سال بصحت و عافیت وحشمت و اجلال و جاہ
و اقبال قائم رکھے اگر یہ زر قلیل قبول ہو جاتا تو ہملوگون کا
دل زیادہ خوش ہوتا حضور اسکا خیال ہرگز نفرمادین کہ بھائی
میرا بے دست و پا ہے اور چل پھر نہین سکتا میرے ہاتھہ

باتون اوسکے مددگار ہونگے اور کھانے پینے کے لیے بھی
حضور کچہ فکر نکرین جسنے پیدا کیا ہے وہ بھوکا نرکھیگا غرض
مین اوس لڑکی کی باتون سے حیران ہوگیا اور تمبکل اوس سے
یہ کہکر پیچھا چھوڑایا کہ ابھی یہ روپیہ تم لیجاؤ تمھارے گھر آکر مین
تمھارے بھائی کو بخوبی سمجھا دونگا چنانچہ دوسرے روز اوسکے
گھر گیا اوس جوان کو بخوبی فہمایش کرکے راضی کیا پھر مین
اکثر اوس لڑکی کو دیکھتا تھا کہ اوسی عمارت مین مزدوری کرنے کو
جاتی تھی اور اپنی جسامت اور قوّت سے کہین زیادہ محنت
کرتی تھی اور کہین زیادہ اپنے برابر کی چھوکریون سے پیدا
کرکے لے جاتی تھی اور تمام کام کھلانے پلانے اپنے بھائی
کا کرتی تھی مجکو جب دیکھتی جُھک کر سلام کرتی اور دعائین دیتی چھہ مہینے
کے بعد مین وہان سے چلا آیا اور ساتوین برس میرا اتفاق
پھر ہوا تو مین نے خبر اوس جوان اور لڑکی کی منگوائی معلوم ہوا
کہ جہان رہتا تھا اوسی مکان مین ہے دوسرے روز وہ لڑکی
خود میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ تین برس مین نے مزدوری
کی لیکن اوسمین مُہلت بہت کم ملتی تھی بھائی کی خدمت
نہین ہوسکتی تھی اور بوجہ تنہائی کے اذیت ہوتی تھی اور

آوارہ و بے ادب چھوکروں و مزدوروں کے ساتھ رہنا پڑتا تھا
اسلیے مین نے سوداگرون کی خوشامد درامد کی اور اونکو راضی کرکے
اونکا مال ادہر اودھر لیجانا شروع کیا جسقدر مال میری
معرفت بکتا ہے اوسکا حصّہ نفع سے مل جاتا ہے دوپہر تک
مین اوس مزدوری سے کہین زیادہ پیدا کرلیتی ہون بھائی میرا
اچّھا ہے اور دعا سلامتی حضور کرتا ہے اوسی ہفتہ مین اوس
لڑکی کے بھائی کے دیکھنے کو مین بھی گیا اور دیکھا کہ کپڑے
صاف اور شفاف پہنے ہے اور پلنگ و مکان بھی درست ہے
میلا یا کوڑہ کرکٹ نام کو نہین ہے اور تندرست بھی ہے مگر
ضعف عمر کے ساتھ ساتھ بڑھتا جاتا تھا مشاہدہ اوسکے حال کے
مجھے رنج ہوا اوس جوان نے اپنی بہن کی انتہادرجہ کو تعریف
کی اور کہا کہ علی الصباح اوٹھکر اپنے حوائج سے فارغ ہوکر میری
بیداری کے بھلے منتظر رہتی ہے کہ مین کب اوٹھون جسوقت مین
جاگتا ہون اوسیوقت مُنہ ہاتھ دہونے کے واسطے گرم پانی
لاتی ہے اور تمام ضروری چیزین میرے واسطے مہیا کردیتی ہے
پھر ناشتہ طیار کرتی ہے اور پھر میرے ساتھ خود بھی ناشتہ کرکے
مجکو لٹا دیتی ہے تب واسطے پیدا کرنے معاش کے جاتی ہے

اور تین بجے کے پہلے پھر آکر مجھکو کچھ کھلاتی ہے اور کھانا اوسکی بعد پکا کر
شام تک کھلاتی ہر دو پڑوسیون نے بھی حد سے زیادہ ثنا و صفت اوس
لڑکی کی خدمت اور الفت کی کی اور بیان کیا کہ جو محبت اور خدمت یہ لڑکی
کرتی ہے کسی دوسرے مرد یا عورت سے ہونی غیر ممکن بلکہ محال ہے
دو تین مالدارون نے اوسکی خواستگاری بھی کی پر اسنے منظور
نکیا اور جواب دیا کہ اگر مین شادی کرلونگی تو بھائی کی زیست
کیونکر ہوگی اوسی مہینہ مین قسطنطنیہ سے مین پھر روانہ ہوا اور
تیسرے سال پھر جب میرا اتفاق وہان ہوا تو معلوم ہوا کہ وہ
لنگڑا لولا جوان کسی عارضہ مین مبتلا ہوکر دس مہینے ہوئے کہ مرگیا
اور دوسرا مہینہ ہے کہ اوس لڑکی نے شادی کرلی مین نے
بوجہ عدم تعارف اوسکے شوہر سے قصد ملاقات کا نہ کیا لیکن
وہ نیک بخت میرے آنے کی خبر سنکر مع اپنے شوہر کے
آئی اور اپنے بھائی کے حالات یاد کرکے بہت روئی اور کہنے لگی
کہ میری خدمت کام نہ آئی وہ بیچارہ جو مدت دراز تک ایک ہی
جگہہ پڑا رہا و چل پھر نہ سکا تو پڑے پڑے اوسکا معدہ خراب
ہوگیا اور قوت ہاضمہ مین رفتہ رفتہ بڑا فتور آگیا ہرچند مین
ونعیہ اوسکا کرتی رہی اور تقویت معدہ کی دوائین کھلاتی پلاتی

رہی الا دوا کہان تک اثر کرتی انجام کو ہیضہ ہوگئی اور کسیطرح اصلاح پذیر نہوئی ڈیڑہ ہفتہ کی بیماری مین مرگیا و مجھے بیوارث کر گیا لاچار سات مہینے مین نے بدستور گذارہ کیا اور ہوسکتا تھا کہ مین اوسکے غم مین تمام عمر بسر کرتی اور کسی کی دست نگر نہوتی لیکن اپنے پرائے سب مصر ہوئے کہ خواہ نخواہ شادی کرلون اور کسی کی ہو رہون تا ایام ضعف و پیری مین لاچار ہوکر محتاج غیر کی نہوجاؤن مین نے بھی اوسکے رنج کرنے کو بیفائدہ دیکہکر دو مہینے ہوئے شادی کرلی اوسکے شوہر کو بھی مین نے صاحب لیاقت پایا اور معلوم کیا کہ وہ تجارت پیشہ ہے اسلیے مجھکو بھی اوس نیک بخت کے ازدیاد حرمت پر خوشی ہوئی و اوسکے شوہر نے بھی بہت کچھ ثنا وصفت اپنی بی بی کی محبت و اطاعت کی بیان کی اور بجد ہوکر میری دعوت کی چنانچہ مین اوس لڑکی کی محبت کو جو اوسکے بھائی کے ساتھ تھی بثبیتر یاد کرتا ہون اور تعجب کرتا ہون تم بھی غور کرو کہ ایسی مصیبت کے وقت اپنے بیگانے ہوجاتے ہین اور ایک مہینہ تک بھی کسی بیمار کی خدمت نہین کرسکتے نہ کہ مدت ہاے مدید تک بکشادہ پیشانی ناز برداری کرنا اور کھلاتا پلانا پہناتا اور اپنی آسایش و آرام کو حرام کرنا بہت ہی

مشکل ہے اور کمال نیک اور شایستہ مزاج والون کا
کام ہے ۔

شوہر کے ساتھ زوجہ کی محبت

شہر سمیرنا مین جو ترکستان ایشیای مین ایک قدیم تجارت گاہ ہے
نعیم ابن قاسم بڑا سوداگر تھا اور بوجہ کثرت معاملات خرید و فروخت
میرا دوست ہوگیا تھا چنانچہ جب مین سمیرنا مین جاتا تھا ضرور اوس سے
ملاقات کرتا تھا اور وہ میری دعوت کیا کرتا تھا اور مین اوسکو
اپنے گھر کھانا کھلاتا تھا اور اوسکی دوستی پر بھروسہ رکھتا تھا
نعیم کا مکان بہت پُر تکلّف و آراستہ تھا و خدم و حشم جیسا
صاحبان اقتدار کے یہان ہوا کرتا ہے سب کچھ اوسکو مہیّا تھا
جبکہ مین نے سفر چین کا کیا تو عرصہ تک سمیرنا کے جانے کا
اتفاق نہوا اور سات آٹھ برس تک نہ نعیم سے نوبت ملاقات
کی آئی نہ خیر و عافیت دریافت ہوئی بعد اوسکے پھر مین سمیرنا مین
وارد ہوا اور حسب عادت نعیم کے مکان پر گیا تو بجاے اوسکے
اور غیر متعارف لوگون کو مکان مین رہتے پاکر مستفسر ہوا تو
معلوم ہوا کہ اوس بیچارے کو سخت نقصان پہونچا اور کام اوسکا

بگڑ گیا اور اسوجہ سے اوسنے اپنا مکان بیچ ڈالا دوسرے
محلہ مین کرایہ کے مکان مین رہتا ہے بدر یافت اس خبر کے
مین متالم ہوا اور جس محلہ مین وہ رہتا تھا ڈھونڈتے ڈھونڈتے
گیا جسقدر اوسکی ملاقات سے شاد ہوا اوسیقدر بمعاینہ اوسکے
افلاس کے رنجیدہ ہوا نعیم نے ساری اپنی کیفیت مصیبت کی
بیان کی و میرے یہان اپنی عادت کے موافق وہ بھی آیا
اور بدستور سابق مجھکو مدعو کیا چونکہ مین جان چکا تھا کہ نہ تو اوسکے
پاس وہ ساز وسامان ہے نہ وہ مکان ہے نہ دیوانخانہ و
محل سرا نہ نوکر چاکر نہ کار باری عذر کیا کہ مین بار شاطر ہون نہ
بار خاطر مگر وہ میرے عذر سے مکدّر ہوا اور رنجیدہ ہونے لگا
لاچار اوسکی دل شکنی روا نرکھکر حسب المطلب وقت پر حاضر ہوا
محلسرا کے دروازے پر جہان وہ بیچارہ بیٹھا کرتا تھا مین بھی
پیدل وتنہا جاکر بیٹھا اور باتین کرتا رہا کھانے کے وقت دستک
کی آواز محلسرا سے آئی نعیم اوٹھا وہ مجھکو ساتھ لیکر اندر محلسرا
کے گیا اور دروازہ مکان کا اندر سے بند کرکے مجھے ایک
دالان مین لیگیا جہان صاف وستھرا فرش تھا اور دسترخوان پر
سلیقہ سے کھانا چنا ہوا موجود تھا اور موقع سے شمعین روشن

تھین غرض ہم اور وہ دسترخوان پر بیٹھ گئے حسب معمول اوس
ملک کے ایک عورت نے آکر ہمارے ہاتھ دہولائے اور
خود مؤدب کھڑی ہوگئی اور جس جس کھانے کی ضرورت دیکھی
مہیا کرتی رہی بعد کھانے کے قہوہ بھی لائی اور شطب بھی درست
کرگئی غرض کہ پہر ہم دونون اوٹھکر اوسجگہ جہان پہلے بیٹھے تھے
آئے مین نے اوس عورت کی ہوشیاری اور سلیقہ کی از حد تعریف
کی و میری تحسین بجا تھی اسلیے کہ جسقدر ماما اور خادمہ مین نے
اپنی عمر مین بلاد مختلفہ مین دیکھین تھین کیسکو اوسکا سا صاحب سلیقہ
نہین پایا تھا مین سمجھتا تھا کہ میری تعریف سے نعیم خوش ہوگا الاّ
خلاف میری امید کے وہ یکبارگی رونے لگا اور بولا کہ اے صاحب
مجھ بیچارہ کو ماما کہان نصیب ہے یہ نیکبخت میری وہی بی بی
ہے جو کنیز بن اور خادمہ رکھتی تھی اور ابتدا سے اوسکا حال یون
بیان کیا کہ یہ بی بی ایک بڑی مالدار تاجر کی نازپروردہ بیٹی ہے
باپ اور بھائی اسکے صاحب مقدور موجود ہین اور کمال پیار
والفت اسکے ساتھ کرتے ہین جب میرے ساتھ اسی نیکبخت
کی شادی ہوئی خدا کے فضل سے ہر قسم کا مقدور مجھکو حاصل تھا
جیساکہ آپ نے ملاحظہ کیا تھا متعدد کنیز و غلام ماما نوکر میرے

یہان موجود تھے آسایش و آرام کا سامان تمام مہیا تھا تو بھی
یہ بی بی کچھ نہ کچھ خود کیا کرتی تھی اور مین اوسکے بیفائدہ تکلیف
اوٹھانے پر ہنستا تھا و اکثر منع کرتا تھا الا یہ باز نہ آتی تھی اور مجھکو
سمجھاتی تھی کہ مین اپنی طبیعت سے عاجز ہون نہین ہو سکتا کہ اپاہجون
کیطرح بیٹھے بیٹھے دوسرون پر حکومت کیا کرون بلکہ میرے کام
کرنے سے اور نوکرون اور لونڈیون کو غیرت ہوتی ہے اور
کام کاج مین اونکی ہمت بڑہتی ہے غرض ہمیشہ اسیطرح محنت مین
مصروف رہتی تھی آخرش وہ بساط دفعتاً اولٹ گئی مجھکو انتہا
کی تشویش اور تردد دامنگیر ہوا گھڑیون سر نگوڑے سوچا کرتا تھا
کہ الہی زیست کیونکر ہوگی خواب و خور چھوٹ گیا تو اس میری پیاری
بی بی نے مجھ پر نہایت نفرین کی اور کہا کہ تھوڑی مصیبت پر ہمت
ہارنا اور خدا کی رزاقی کو بھولانا کمال نامردی ہے مین اخراجات
بخیال آسایش و آرام اس نیک بخت کی مین بند نکرسکتا تھا اوسکے
بند کرنے کی مجھ پر خود موکد ہوئی کنیز و غلام کے آزاد کرنے اور
اثاث البیت و مکان کے فروخت کرنے اور قرض کے ادا کرنیکا
تقاضا کیا اور مشورہ دیا کہ چندے ایک چھوٹا مکان کرایہ پر لیکر
گذارا کرنا چاہیے نوکر چاکر سب چھوڑا دیئے و سارا کام اپنے

ہاتھ سے اس سلیقہ سے انصرام کرنا شروع کیا کہ جیسا آپ نے خود
آج دیکھا آپ سچ کہتے ہین کہ جو کام کئی نوکرون سے نہین ہو سکتا
اوسکو اس خوبی سے انجام کر لیتی ہے کہ مجھپر ہرگز ثابت نہین ہوتا کہ مین نوکر چاکر
نہین رکھتا ہر وقت میری خوشی کو اپنی زحمت اور تکلیف پر مقدم سمجھتی ہے
اور میرے واسطے اپنی جان پر دقت اور محنت اوٹھاتی ہے
باوجود ان تکلیفون کے اپنے باپ یا بھائیون کو عسرت کا
حال نہین لکھتی بلکہ تین برس سے وہ متواتر بولاتے ہین اور
گھر بھی اونکا چھہ سات منزل سے زائد دور نہین ہے الا نہین جاتی
ان سب امور پر زیادہ یہ ہے کہ چوتھا مہینہ گذرتا ہے کہ مجھے ایک
قرضخواہ نے پکڑا تین روز تک مجھکو گھر نہ آنے دیا اون تین روزون
مین جو کچھہ حال اس بی بی کا میری مفارقت مین گذرا اوسکو مین
بیان نہین کر سکتا بہرحال چوتھے روز اوسکو معلوم ہوا کہ مین قرضخواہ
کے ہاتھہ گرفتار ہو گیا ہون یہ سنتے ہی ایک سوداگر کنیز فروش کے
یہان جا کر ملتجی ہوئی کہ اوسکو خرید لیوے اور قیمت فلان تاجر کو
ادا کرے وہ کنیز فروش حیران ہوا کہ ایسی عورت آج تک
نہین دیکھی کہ خود اپنے ہاتھہ بکے پوچھنے لگا کہ آیا کیسی لونڈی ہے
یا آزاد شوہردار ہے یا بیوہ جب معلوم ہوا کہ وہ میری زوجہ ہے

تو میرے قرض خواہ کے پاس آیا اور سارا ماجرا بیان کیا وہ قرضخواہ
بھی متحیر ہوا اور میرے گرفتار کرنے پر منفعل ہوکر معذرت کرنے لگا
کہ مین نہ جانتا تھا کہ تم واقعی ایسے بے مقدور ہو اور فوراً مجھے
چھوڑ دیا باستماع اس حال کے جسقدر مین عورتون کی بیوفائی کا
قائل تھا اوسیقدر اونکی وفاداری کا مقر ہوا اور پانچ ہزار روپیہ
مین نے دوسرے روز بطور قرض حسنہ اپنے دوست نعیم کو
دیے اور کہدیا کہ اگر تمکو خدا برکت دیوے اور گنجایش ادائے
قرض کی ہو تو واپس کرنا ورنہ ہدیہ دوستانہ ہے نعیم نے میرا بڑا
شکر کیا اور اپنا کام اوس روپیہ سے جاری کیا اور خدا کے
فضل سے اب پھر کاربار اوسکا ترقی پر ہے غرض کہ مین اوسیطرح
بیس برس تک مصر مین رہا اور پھرتے پھرتے تھک گیا اور
یہان کے خلیفہ کے انتظام کو اچھا دیکھکر مقیم ہوا تھوڑے دنون مین
میرے کار و بار کو خوب فروغ ہوا اور بدولت عنایت خلیفہ
میرا مال بیشتر سرکار شاہی مین صرف ہونے لگا اور عزت و
آبرو سے شرف اختصاص حاصل ہوا حتے کہ براہ مزید مہربانی
معاملات مالی و ملکی مین عند الضرورت مجھکو شریک مشورہ فرمایا
اور ہنوز لطف و مرحمت روز افزون ہے بعد اسکے صبح ہوا

قاسم کی جانب مخاطب ہوئی اور اوسکے حال کا استفسار کرنے لگی تو اوسنے بیان کیا ٭

قاسم کی داستان

مین تنگ خاندان اپنا حال کیا بیان کرون یہ تو ظاہر ہے کہ والد نے کوئی دقیقہ سعی کا میری تعلیم مین اوٹھا نہین رکھا تھا اور جہان تک ہوسکا میری تعلیم مین کد و کاوش کی مگر شامت اعمال سے مین محروم رہا جبکہ والد نے سفر آخرت فرمایا مجھکو چند ناکسون نے ڈرایا کہ ہاشم جو نہایت لایق اور فایق ہے سواے اوس مال و جایداد کے جو اوسکے قبضہ و اختیار مین تمھاری جایداد مقبوضہ پر بھی کسی نہ کسی حکمت سے قبضہ کریگا بہتر ہے کہ یہان کی دکان اوٹھا ڈالو اور جزایر مغربی افریقہ مین کسی اچھی جگہہ اپنا کارخانہ قایم کرو مین نے بوجہ نافہمی منظور کرلیا اور عیاری اور مکاری اون مشیرون کی ذرا نسمجھا اور اون جو فروش گندم نما کی ہمراہی پر آمادہ ہوا چنانچہ وے میرے ساتھ ہوتے مین نے سارا اسباب جسطرح بک سکا اونے پونے بیچنا شروع کیا اور بیشتر اونھین لوگون نے

خرید کیا اور صرف زر نقد لیکر موراکو کی جانب روانہ ہوا اور
بعد صعوبت بسیار مقام ساناٹا کروز مین پہونچکر حسب صلاح اون
ظاہری خیر اندیشون کے جو حقیقت مین دغا پیشہ تھے بشراکت اونکے
دکان قائم کی اور اسباب تجارت کا خرید کرنا شروع کیا انجام کار
اون عیارون نے باخود باکچھ بند وبست ایسا کیا کہ انتفاع کے
سوا پونجی بھی رفتہ رفتہ اوڑاکر اپنے وطن کو بھیجنی شروع
کی اور سالیانہ حساب کتاب پر بجای نفع کے نقصان مجھے دکھائینگے
یہان تک کہ چوتھے برس دیوالہ نکل گیا اور حسب ظاہر دہ
خود محتاج اور قرضدار بن گئے اور مقامات مختلف کو روانہ ہوگئے
مین پریشان ہوکر موراکو کے جانب ایک کاروان کے ساتھہ
روانہ ہوا اور جو شداید اوس راہ مین اوٹھائے کہانتک انکو
بیان کرون مختصر یہ ہے کہ اثناء راہ مین لٹیرون سے
سارا قافلہ لٹا میرے پاس مال و اسباب و زر نقد تو کچھہ باقی
نہ تھا صرف میری ذات تھی تو بھی اون سفاکون بے رحم نے
مجھے گرفتار کرلیا اور ایک ظالم نے غلام بناکر اوس ریگستان
بار بار مین جو موراکو سے شمال کی جانب مشرق سے لیکر مغرب
تک اڑھائی ہزار میل سے کم نہین ہے نہ معلوم کہان کہان لیے پھرا

وہان نہ تو کوئی شہر ہے کہ جسمین انسان رہین نہ کوئی مقام لایق بستے کے ہے کہ بتلاؤن بلکہ وحش مثل بنجارون کے اودھر اودھر میدانون مین پھرا کرتے ہین اور جو بیچارے اونکے ہاتھ چڑھ جاتے ہین بلا خوف خدا اونکو لوٹ لیتے ہین نہ خدا سے ڈرتے ہین نہ کسی کے استغاثہ اور فریاد پر رحم کرتے ہین نہ کوئی اونکا سلطان یا بادشاہ ہے مثل حیوانون کے سوائے خورد و نوش کے اونکو کچھہ فکر نہین ہے سارے ریگستان مین وہی پھرا کرتے ہین غرض جو رنج و اذیّت اوس بار بری سے مینے اوٹھائی وہ قابل بیان نہین ہین دس برس کی میری محنت اور مشقت پر بھی اوسکو نظر نہ ہوئی اور مجھکو نہ چھوڑا اور نہ مجھسے کوئی تدبیر اپنے آزادی کی بن پڑی اوس ریگستان مین کہان جاتا اور کیا کرتا گیارھوین برس مجھکو شہر فز مین لیگیا اور ایک یہودی کے ہاتھہ بیچ ڈالا وہ یہودی بظاہر نیک اور کبیر السن معلوم ہوتا تھا لیکن اوسکے ظاہری نرمی مین مثل پنبہ دانے کے اوسقدر سختی تھی کہ باربری کا ظلم اوس یہودی کے رحم کے ساتھہ ہم وزن نہین ہو سکتا تھا اگرچہ فرمانبرداری اور اطاعت اوسکی مجھے نہایت ناگوار تھی لیکن بس کیا تھا چار برس جیون تیون

قاسم کی گرفتاری

اوسکے بھی ساتھہ کاٹے پانچوین سال اوسنے بھی مجھے مقام موزرک
مین بشیر نامے ایک تاجر کے ہاتھہ فروخت کیا بعد ڈیڑہ برس
کے وہ مجھے بمقام ادانا جو صوبہ نتولیا ترکستان ایشیائی مین
واقع ہے اپنے وطن کو جہاز پر سوار کراکے لیگیا اور جو
راحت مجھکو اوسکی عنایت سے ملی اور جو عافیت اوسکی بی بی
کی بدولت مین نے پائی قیامت تک نہ بھولون گا بے اختیار
جی چاہتا ہے کہ محامد اور اوصاف اوس بی بی کے بیان کرون

آقا کی خدام پر مرحمت

بشیر کی بی بی کے مانند آج تک مین نے کوئی نیک اور
رحم دل بی بی نہ دیکھی نہ سُنی اگرچہ سن و سال اوسکا تیس برس
سے زاید کسی حال مین نہ تھا مگر بوڑھیون سے بڑھکر عقل وفہم
رکھتی تھی ماں باپ بھی اوسکے بڑے مالدار تھے اور وہ بھی
اوسی شہر مین رہتے تھے اور عزیز اور رشتہ دار بھی کثرت سے
تھے اور شوہر بھی خدا کے فضل سے نامی وگرامی اور مالدار
مشہور شہر و دیار تھا بلا مبالغہ بیس نفر کنیز و غلام سوا ے نوکر و
خدام کے رکھتا تھا و با این ہمہ بیشتر کام مشکل جنمین محنت اور

اور شفقت زائد ہوتی تھی اپنے ہاتھ سے کرتی اور کسی وقت
تنگدل نہوتی تھی اور بھولکر بھی کسی پر غصہ اور خفگی نکرتی تھی جسوقت
اپنے شوہر کو دیکھتی ایسی ہشاش وبشاش ہوجاتی تھی کہ وہ کسی
فکر ورنج مین ہو لیکن مسرور ہوجاتا تھا اور کبھی کسی قسم کی شکایت
کسی امر کی نکرتی تھی نہ کوئی فرمایش یا درخواست اپنے شوہر سے
جو دل وجان سے مہربان تھا کرتی تھی ہمسایہ کی عورتین جو آتی
تھین اونسے اخلاق اور مروت کرتی اور ہرایک کا حال نام
لے لیکر پوچھتی کہ اوسکا کیا حال ہے اور اوسپر کیسی گذرتی ہے
اور کسطرح بسر ہوتی ہے جسکی پریشانی سے مطلع ہوتی آبدیدہ
ہوجاتی اور اعزہ اور اقربا کی بی بیون سے ایسے تپاک اور الفت
سے ملتی تھی کہ سب کی سب اپنی حقیقی بہن سے زیادہ اوسکو
سمجھتی تھین یہان نے تمام شہر کی عورتون سے اوسکی مدح اور
ثنا سُنی شب کو روز مرہ اوسکا معمول تھا کہ قبل کھانا کھانے کے
اپنے شوہر سے ہمسایہ مین جسکے گھر عسرت یا فاقہ ہوتا بیان کرتی
اور ترغیب دلاتی کہ اوسکی استعانت کرے اور جسوقت وہ
اجازت دیتا نہایت خوشی سے اہتمام کرتی ۔ جیسا کہ کوئی باتمیز
دوستون کے لیے کھانا بھجواتے ہین خوان مین آراستہ

کرکے بھواتی ہوسے لنگڑے اپاہج جہان اوسکے گوش زد ہوتے
اونکو یاد رکھتی اور شوہر کو خبردار کرتی مین نہین کہہ سکتا کہ جمیع
نیکیون کو اللہ تعالے نے اوسیکی ذات ستودہ صفات مین
مجتمع کردیا تھا نوکر چاکر پاسی پڑوسی کنیز وغلام کے ساتھہ وہ
سب امور مین ایسے سلوک اپنے مقدور بھر کرتی جو اپنی ذات خاص
کے لیے روا رکھتی اور کسی حالت مین قبول نکرتی کہ کوئی اوس سے
رنجیدہ یا گران خاطر ہو ایکمرتبہ مجھسے ایک ہمسایہ کی عورت
نے بیان کیا کہ مین اوس بی بی کے پاس گئی اور ایک درم
قرض مانگا درخواست سنتے ہی اوسنے اپنا صندوقچہ کھولا مین نے
دیکھا کہ اوسمین کچہ درم ہین مگر اوسنے ایک اور تھیلی ڈہونڈہ کر
نکالی جو درم سے خالی تھی، و مجھکو دکھا کر معذرت کرنے لگی کہ
افسوس درم نہین ہین اور جن درمون کو تونے دیکھا وہ میرے
نہین ہین میرے شوہر کے ہین اور اونکا خرچ کرنا بدون رضامندی
شوہر کے مجھہ پر درست نہین ہے چونکہ اہل الغرض مجنون مشہور
ہے میرے دہیان مین اوسکا کہنا نہ آیا اور رنجیدہ ہوکر مین نے
کہا کہ ہرگاہ آپ کو دینا منظور نہ تھا تو اسقدر زحمت اوٹھانا
کیا ضرور تھا پہلے ہی سے فرما دیا ہوتا بجز میرے طعن کی رنگت اوسکی

چہرہ کی متغیر ہوئی اور ہاتھہ جوڑ کر مجھہ ناچیز و بے حقیقت سے
کہنے لگی کہ خفا مت ہو مین جھوٹھی نہین ہون اور جو کچھہ مین نے
کہا بالکل سچ ہے اوسوقت جو کلمات لجاجت کے اوس بی بی
نے مجھسے فرمائے اونسے مجھکو کمال ندامت ہوئی حتے کہ قدمون پر
گر کے مین نے معذرت کی اور عفو تقصیر کرا کے رخصت ہوئی
قریب پہر رات گئے اپنی لونڈی کی معرفت ایک درم جو مین نے
مانگا تھا عنایت کیا اور کنیز کی زبانی معلوم ہوا کہ میان کی تشریف
آوری پر بی بی نے تیرا حال بیان کیا اور بعد حصول اجازت
درم صندوقچہ سے نکالا حقیقت مین مین نے بھی خوب آزمایا
کہ اپنی دانست مین وہ بی بی کسی کو محلّہ مین بھوکھا نرہنے دیتی
تھی جب سنتی تھی کہ کوئی بیمار ہے تو اپنی لونڈی غلام اوسکی
خدمت کو مامور کرتی تھی اور بلا تکلّف خود بھی عیادت کو اونکے
پاس جاتی تھی جب کبھی ہمسایہ مین کوئی مرجاتا تھا تو کیسا ہی وہ
غریب و محتاج و ناچیز ہو مگر تعزیت مین شریک ہوتی تھی اور
ورثا کی دلجوئی اور خاطرداری کرتی تھی لونڈی غلامون پر تو
عجب عجب عنایت کرتی تھی مختصر یہ ہے کہ جیسا مان باپ
فرزندون پر شفقت کرتے ہین اوسیطرح وہ اونسے پیش آتی تھی اور نوکرون

جاکرون سے بھی ایسا ہی سلوک کرتی تھی ایکروز دن کے کھانے
کے واسطے ایک لونڈی کو بلایا وہ نہ ملی تو کمال متردد ہوئی تھوڑی
دیر مین تلاش کرتے کرتے ایک دوسری لونڈی نے خبر دی
کہ وہ تہ خانہ مین پڑی سوتی ہے یہ سنکر خود اوٹھی اور جاکر
اوسکے سرہانے پنکھا جھلوانا شروع کیا کہ ایک مرتبہ وہ سہمکر
اوٹھی اور خوف سے تھرّا گئی تب اوسکو سمجھایا کہ دن کا سونا
باعث غیبتی و فقر کا ہے رات اللہ تعالے نے سونے کو اور
دن جاگنے کے لیے بنایا ھے اپنے کھانا کھانے کے پہلے اوسکا
معمول تھا کہ لونڈی غلامون کو کھانا تقسیم کراتی و بعد اوسکے اصطبل
و گاؤخانہ و شترخانہ مین دریافت کراتی کہ جانورون نے
دانہ پانی کھا پی لیا و گھاس سب کے روبرو ہے یا نہین اوسکے
بعد خود کھانا کھاتی اونٹ و بیلون و گھوڑون کو اچھا صاف و
چنا ہوا دانہ دیتی اور جب کہین باہر کسی کام کو وہ روانہ ہوتے
تو بار بار اوسکے وقت پر دانہ و گھاس دیتی اور پانی پلانے
کی تاکید فرماتی سچ یہ ہے کہ مین اوسکی غلامی کو آزادی سے
بہتر جانتا تھا جبکہ مین تازہ تازہ اوسکے یہان وارد ہوا تو خیال
کرتا تھا کہ شاید شوہر کے آنے کی خوشی مین ایسے معاملات

کرتی ہے لیکن مین بر سر خطا تھا اوسکی ساری عادتین خلقی اور جبلی تھیں ماں باپ تو اوسکو اپنے آنکھون کی روشنی اور شوہر اپنی عزت و افتخار کا باعث خیال کرتا تھا چونکہ مین مرد تھا اسواسطے میرے حالات سے وہ ناواقف تھی اور جانتی تھی کہ مانند اور غلامون کے مین بھی ہونگا ایک روز بر سبیل تذکرہ عرصہ کے بعد ایک ماما سے عندالاستفسار اپنا حال مین سنے بیان کیا اوسوقت میری یہ غرض نہ تھی کہ وہ بی بی سے جاکر کہے مگر اوس مامانے میری سرگذشت پر تعجب کرکے بی بی سے نقل کیا وہ نیک نہاد سنتے ہی رونے لگی اور ضبط نہ کرسکی یہانتک کہ اپنے شوہر سے بیان کیا دوسری صبح کو کمال مہربانی سے بشیر نے مجھسے میرا حال پوچھکر سکوت کیا مگر اور غلامون سے علحدہ مجھکو رکھنے لگا چوتھے مہینے مجھسے ایک روز دوپہر کیوقت ہنسکر فرمایا کہ ہمنے تریولی سے دریافت کیا اور تمہارے بیان کو بالکل سچ پایا اور خوشی سے تم کو آزاد کیا و بیس روپیہ نقد مجھکو زادراہ کے عنایت فرمائے اور بہت معذرت کی کہ ہمنے اس عرصہ تک نادانستہ تمسے جو خدمت لی اوسکو معاف کرو اور بی بی کی طرف سے بھی ماما نے آکر مجھسے درخواست

عفو تقصیرات گذشتہ کی مین نے بعد شکرگذاری کے اپنے مالک
سے عرض کیا کہ میرا مواخذہ بین العباد و پیش خدا کچھہ نہین ہے
بلکہ آپ کے احسان فراوان کا بوجھہ میرے سر پر ہے اور
ہرگز مین آپ سے جدا ہونا پسند نہین کرتا باستماع اسکے نہایت
مسرور ہوا اور حمید سوداگر سے سفارش کرکے مجھے نوکر رکھادیا
جسکے ساتھہ مین بغداد مین وارد ہوا اور بھائی ہاشم نے مجھکو
دیکھکر پہچانا حالانکہ مینے کسی طرح اوسکو نہین پہچانا تھا اور
اب مین انتہاکو اوسکی محبت برادرانہ اور الفت کا شکرگذار
اور اپنی بدگمانی اور نافہمی سے خجل اور شرمسار ہون

روح افزا کی داستان

روح افزا نے ہاشم سے کہا کہ اے بھائی جب مجھکو والد نے
امیر سے منکوح کیا تو چھہ مہینے مین بہت خوش و خورم رہی
اور امیر کی محبت اور الفت سے خوب فراغت سے بسر
کرتی تھی مگر جب والد نے اظہار قصد سفر کیا تو میرا دل خود
بخود گھبرانے لگا اسواسطے کہ مدت کے بعد مین نے والد کو
دیکھا تھا اور بعد اونکی تشریف بری کے جو کچھہ صدمہ

مجھے ہوا تھا وہ تو ہوا ہی تھا کہ دفعتاً اونکے خبر مرگ نے سارا
عیش و نشاط میرا درہم برہم کر دیا اس درجہ مجھے وحشت ہوئی
کہ بیان نہین کر سکتی پھر اونھین دنون جو وطن اور اہل برادری
کی عورتون سے چھوٹ کر دمشق کو آئی اور تم دونون بھائیون
کی اصلا خبر نہ پائی تب تو مین دیوانی ہوگئی رات دن رونا
میرا کام تھا کوئی دم گریہ وزاری سے خالی نہین گذرتا تھا میری
حالت بیقراری سے اپنے بیگانے سب متردد تھے اور روز بروز
ضعف و نقاہت بڑھتا جاتا تھا حتی کہ تپ کہنہ کا حکما و اطبا کو
خیال ہوا اور معالجہ پر مجھکو مجبور کیا مین نے ہرچند اونسے کہا
کہ مین بیمار نہین ہون مگر کسینے نہ سنا آخرکار مین نے اپنے شوہر سے وجہ اپنے
غم و الم کی بیان کی اور باور کرایا کہ نہ مجھکو تپ کہنہ ہے نہ خدانخواستہ کوئی اور
عارضہ ہے مگر ہان موت باپ کی جو دفعتاً و غربت مین ہوئی اور عدم
دریافت خیر و عافیت بھائیون کی مجھے قرار نہین لینے دیتی
تب سب کو دوسرا اندیشہ ہوا کہ مین مجنون ہو جاؤن گی
امیر اور کنبے کی بی بیان سمجھاتی تھین اور طرح طرح کی
حکایت سناتی تھین و بیشتر افسانہ و کہانی لوگون کے پیارونکے
مرنے اور صبر کرنے اور عزیزون کے بچھڑنے کی درمیان

مین لاتی تھین اور مجھے نادان ثابت کرتی تھین پر میرا دل کمبخت نہ مانتا تھا اور اپنی حماقت کی خود بھی معترف ہوتی تھی لیکن بھیّا ہاشم تمھین انصاف کرو کہ ایسے باپ کا مرنا کہ جو محض میری دلداری کی غرض سے سبوتا سے کام و کاج کو برباد کرکے چلا آیا تھا و علاوہ محبت پدری کے اونکی اور انواع شفقت کو مین کیونکر بھول جاتی بھائی قاسم سے اگرچہ مین عرصہ سے دور ہوئی تھی مگر یہ کب ہوا تھا کہ مین دریافت خیر و عافیت سے محروم رہتی تھی اور تمسے تو ظاہر ہے کہ ابتدا سے کبھی جُدا نہوئی تھی ایک ہی جگہہ پلی اور کھیلی و کودی تھی پھر غم دوری اور تمھاری مفقودی کیونکر گوارا کرتی اور کیونکر سنگدل بنکر درد مفارقت و رنج مہاجرت سہتی خیر جو کچھہ مجھہ پر گذری اب اوسکا بیان لاحاصل ہے اور بیفائدہ یہ مین بخوبی جانتی ہون کہ انسان کا دل مانند آئینہ کے ہے اور ایک دوسرے کے حال سے بوجہ فرط محبت بخوبی واقف ہوتا ہے پس یقیناً اثر میرے غم کا تمھارے دل پر پہونچتا رہا ہوگا قصۂ مختصر میرے حال سے امیر کو بھی نہایت تردد ہوا اور دل بہلانے کے سامان قسم قسم کے کرنے لگا ایک روز ایک عورت کو جسکی عمر قریب اسی

برس کے رہی ہوگی میرے پاس بھجوایا اور مجھکو رقعہ لکھا کہ یہ نیک بخت ازبس فہمیدہ و دانشمند و زاہدہ و پارسا ہے اگر تم اسکی باتین سنوگی تو ضرور دل بہلے گا مین نے بھی اوس بی بی کو خوش قیافہ پاکر بہت سی تواضع اور تکریم کی اور بوڑھیا سمجھکر اعزاز و حرمت مین اہتمام کیا اور لایق اور خوش سلیقہ پاکر حسب معمول اوسکا مولد اور مسکن اور نام دریافت کیا تو وہ بڑھیا کہنے لگی کہ اے بی بی مین آپ کی اس پرسش اور نوازش کی نہایت شکرگذار ہوئی +

ہاجرہ کی داستان

نام میرا ہاجرہ ہے و قصہ طول و طویل ہے ایسا مختصر نہین ہے کہ مین اوسکو جھٹ پٹ بیان کردون ہان اگر سمع خراشی گوارا ہو اور میری بک بک ناپسند نہو تو مین تھوڑا تھوڑا جب آپ کو مخاطب پاؤنگی بیان کرونگی مختصر یہ ہے کہ مین متوطن ارض روم کی ہون جو ترکستان کے صوبہ ارمنیا مین ایک ممتاز اور بڑا شہر ہے مین قوم بنی اسرائیل سے ہون اور موسائی مذہب سے ہے ہم دو بھائی اور دو بہن ایک مان اور باپ سے پیدا

ہوئے اور ساتھ ہی پرورش پائی ہنوز خرد سال تھے کہ ماں اور
باپ دونون یکبارگی تھوڑے آگے پیچھے مرگئے بڑے بھائی کو انتہا
درجہ کی فکر ہوئی کیون نہو کہ اُندنون صرف وہ ہی ہملوگون مین سیانے
سولہ برس کے سن کے تھے دوسرے بھائی کی عمر بارہ۱۲ برس کی اور
میری بڑی بہن کی عمر آٹھ برس کی اور میرا سن صرف چھ برس کا
تھا ظاہر ہے کہ بڑے بھائی کا تردد لاحاصل تھا اسواسطے کہ اوسسے
کیا ہو سکتا تھا میرے چچا اور خالہ نے جسوقت ہماری یتیمی کا حادثہ جانکاہ
سُنا فاصلۂ دراز سے دوڑے آئے اور باہم مشورہ کرکے حفاظت
اور تیمار بھائیون کا چچا نے اپنے ذمہ لیا اور ہم دو بہنون کو خالہ نے
اپنے ساتھ رکھنا مناسب جانا اور دیار بکر کو جو ارض روم
سے بڑے فاصلہ پر پچھم طرف ہے لیکر چلی گئین اور دونون
بھائیون کو چچا اپنے ساتھ اتیاک ڈیا کو جو صوبۂ سرکیشیا مین
ہے لے گئے یہ مجھکو نہین معلوم کہ چچا نے کیونکر اور کسطرح
بند وبست تعلیم بھائیون کا کیا اور کس طرح پالنے کا
ارادہ کیا اسواسطے کہ وہ مجھسے بہت دور تھے البتہ میری
خالہ نے بڑی بہن کو دل لگاکر ہر ایک فن جن کا جاننا عورتون پر
واسطے امور خانہ داری کے ضرور ہے سکھلایا وہ

دسینے پرونے و دیگر امور مین خوب مشاق کیا و گو ہماری خالہ
استعداد علمی نہین رکھتی تھین تو بھی بڑی بہن پر موکد رہتی تھین
کہ وہ ہمسایہ مین بڑی بی کے یہان جاکر پڑھا کرین اور فواید تحصیل
علم کے اکثر بیان کرتی تھین مگر میری بہن کو لکھنے پڑہنے کی محنت
ایسی ناگوار تھی کہ اونہون نے ہرگز گوش دل سے نہ سنا میری
عمر جب سات برس سے زیادہ ہوئی تب ایک روز مین نے
خود اپنی خالہ سے کہا کہ مجھکو آپ اون نیک بی بی کے پاس
بھجوائیے جو درس دیا کرتی ہین تاکہ مین کچھ اونسے پڑھون میرے
اس سوال سے خالہ صاحبہ نہایت مسرور ہوئین اور کہا کہ رات کو
مین تم کو خود لے چلون گی اون کے فرمانے سے میرا شوق اور
بھی زیادہ ہوگیا اور راتون کو تو مین روز سر شام سوجاتی
تھی اوس رات کو ارادہ سونے کا بھی نہین کیا اور غروب
آفتاب کے بعد بار بار خالہ کو یاد دلاتی رہی یہان تک کہ اونہون
نے مہربانی سے تکلیف گوارا فرمائی اور مجھکو اپنے ساتھ بڑی
بی کے پاس لے گئین اور بعد مزاج پرسی و طے مراسم
عرفی کے میری سفارش تعلیم کے لیے کی بڑی بی نے بھی کمال
شفقت سے منظور کیا چنانچہ دوسرے روز سے صبح کو اوٹھکر

مین بڑی بی کے پاس جانے لگی دو گھنٹہ کامل ہر روز بڑی بی نے پاس
حاضر رہکر پڑھتی اور پہر دن چڑھے رخصت ہوکر گھر آتی اور پہلے ہاتھہ مُنہ دھوتی
اور اوسکے بعد اپنی خالہ کو امورات خانہ داری مین مدد دیتی اور سینے
پرونے کے سیکھنے مین بسر کرتی تھی اور اُس سے فراغت پاتے ہی
اپنے سبق کو یاد کرتی دو ہفتہ مین ابجد اور ترکیب ملانے حرفون کی
بخوبی مجھکو آگئی اور ایک مہینہ مین جملے بخوبی مین خود بنانے لگی اور
دو مہینہ کے بعد عبارت پڑھنے مین بھی مشاق ہوئی اوسوقت قدر پڑھنے
کی مجھکو اوس سے زیادہ معلوم ہوئی کہ جسقدر میری خالہ بڑی بہن سے فرمایا کرتی
تھین جو کتاب مجھکو ملجاتی تھی مین اوسکے مطالعہ کی شائق ہوتی بڑی بی نے
جو میرے شوق کو زیادہ پایا تو ایک روز خود خالہ صاحبہ کے پاس آکر
کہا کہ اگر تم چندے مفارقت اپنی بھانجی کی گوارا کرو اور میرے
بھروسہ پر چھوڑ دو تو مین اسکے شوق کو پورا کرون اور پڑھانے
لکھانے مین کد کرون میری نظر مین یہ نہایت ذہینہ ہے چونکہ
خالہ صاحبہ خود بھی ہر روزہ مجھکو دیکھا کرتی تھین کہ کسی وقت
کتاب ہاتھہ سے نچھوڑتی تھی راضی ہوگئین اور مجھکو بڑی بی کے
سپرد کیا اور میرے کھانے پینے کا بند و بست بطور معقول کردیا
بڑی بی علاوہ پڑھانے و لکھانے کے زبانی بھی ہر طرحکی نصیحت

اور ہدایت کیا کرتی تھین یہان تک کہ میرے اس عہد و جہد مین
دو برس گذرے اور بقدر حاجت مین نے بہت کچھ پڑھا لکھا
اوسی عرصہ مین ہماری خالہ نے ہم دونون بہنون کی شادی کی
فکر کی ہرچند مجھکو شادی کرنا بطور عادت کے بدون حاجت و
ضرورت کے پسند نہین تھا اور دل بہلانے کے واسطے کتاب
اور قلم دوات اور کاغذ سے کوئی بہتر وسیلہ معلوم نہوتا تھا البتہ
خالہ پر اپنے کھانے پینے کا بوجھ جانکر لاچار تھی علاوہ اسکے حیا
و شرم بھی مانع تھی دل ہی دل مین گھٹتی تھی اور زبان سے
کچھ نکہہ سکتی تھی ایک روز بڑی بی نے مجھکو اوداس دیکھکر
باصرار پوچھا کہ چند روز سے تمھارے بشرہ پر تردد و انتشار کے
کیون آثار نمودار ہین ہرچند مین نے ٹالا لیکن جب بڑی بی نے
بار بار پوچھا تو حقیقت حال کو لاچار ہوکر مین نے بیان کیا میری
راے کو بڑی بی نے چند وجوہ سے ناپسند اور کئی دلائل سے
پسند کیا جو وجوہات میری راے کے ناپسند کیے تھے وہ صرف
احکام مذہب سے متعلق تھے اور مین نے اونکو بلا عذر مان لیا
تھا مگر جب مین نے یہ بیان کیا کہ مین انکار مطلق نہین کرتی
ہون نہ یہ کہتی ہون کہ شادی کبھی نکرونگی و نہ میرا انکار اس

غرض سے ہے کہ مین شادی کرنے کو برا جانتی ہون بلکہ مین
اقرار کرتی ہون کہ جب ضرورت ہو تو ہر فرد پر عام اس سے
کہ عورت ہو یا مرد نکاح کرنا واجب ہے تو کیونکر گنہگار ٹھر سکتی
ہون تب میری معلمہ خاموش ہو رہین اور بطرز مناسب میری خالہ کو
مطلع کرکے شادی کرنے سے باز رکھا اور میری خالہ کو بھی میری خاطر
وکفالت بدستور گوارا رہی بڑی بہن کی شادی اوس سال مین ہوگئی اور
مین تحصیل علم مین بفراغ خاطر مصروف رہی یہانتک کہ سات برس کامل مجکو
بسر ہوے اور اوسوقت تک جو کچہ بڑی بی سے ہوسکا مجھکو پڑھایا اوسکے
بعد مین نے قصد سیکھنے زبان عربی کا کیا تو میری محسنہ استانی نے عذر کیا
اور کہا کہ اونکو اوس علم مین دستگاہ نہین ہے پر مجھسے یہ بھی
کہا کہ عنقریب ایک بی بی یہان آنے والی ہے اور وہ
نیک مزاج اور خوش لیاقت ہے تمھاری خواہش کے موافق
تعلیم کرے گی لاچار چندے مین نے صبر کیا یہان تک کہ وہ
بی بی آئین بڑی بی نے تقریب مناسب سے میری خواہش کو
ظاہر کیا پہلے بہ عذرات کم فرصتی اور کثرت افکار اونھون نے
انکار کیا آخر کو بڑی بی کی سفارش فریہ سے قبول کیا مین ہر روز
اونکے پاس جاتی اور جسقدر مہلت وہ بی بی پاتی میرے سکھلانے

مین دریغ نہ فرماتی تھوڑے ہی عرصہ مین میرے شوق مزید پر آگاہ
ہوکر اس درجہ کو مہربان اور متوجہ ہوئی کہ اپنے کامون کو معطل
کرکے میری تعلیم کو مقدّم کرتی اور نہایت مہربانی سے درس
دیتی مین اوس سرمایۂ عفت اور عصمت کی کمال ممنون اور شکرگذار
ہون غرض اندک زمانہ مین میری محنت ٹھکانے لگی اور بخوبی مہارت
عربی کی ہوگئی اور عمدہ عمدہ کتابین پڑھنے لگی و میری عمر ۱۵
برس تک شوق تحصیل علوم مین گذری و میری خالہ نے کہ خدا
اوسکے درجات بہشت مین بلند کرے میری ٹری امانت کی اور
مان باپ سے کہین زیادہ الفت اور محبت ظاہر کی یہ مثل
کہ مری مان جیسے موسی در حقیقت اوسکے واسطے زبان زد خلایق
ہوئی تھی افسوس ہزار افسوس کہ وہ بہ از مادر مہربان اس
دار فانی سے عالم جاودانی کی جانب کوچ کرگئی اور سوا
اسکے کہ مین اپنی بہن سے مدد چاہون کچہ سہارا زندگی کا مجھکو
باقی نرہا لیکن میری بہن کو نہ اوسقدر مقدرت تھی نہ میری
حمیت مقتضی تھی کہ اپنے لیے اوسکو تکلیف دون اسواسطے
مین اپنے خالہ زاد بھائی کے ساتھ چند روز رہی اس میری
مغایرت کو بڑی بہن نے گوارا نہ کیا و باصرار مجھکو بلا بھیجا اور

شادی کر لینے کا مجھے مشورہ دیا اوسوقت مین صلاح اونکی درحقیقت
بہت بجا تھی و بجز شادی کر لینے کے صورت زندگی کی نہ تھی نہ کوئی
اور چارہ تھا مین نے خوشی سے منظور کیا چنانچہ میری بہن نے
اپنے شوہر کے کنبہ کے ایک تاجر سے جو زیور علم و فضل سے آراستہ
اور حلیہ فہم و عقل سے پیراستہ تھا میری شادی تجویز کی اور
ٹھیک اونتیس ۲۹ برس کے سن مین میرا عقد ہوا و خانہ داری کا
بوجھ مجھ پر پڑا گو مین اوس کوچہ سے نابلد تھی لیکن کچھ دشوار
نہین ہوا اور ہر ایک کام کو بوجہ احسن مین نے سر انجام دیا
میرا شوہر بڑ دبار و فہمیدہ سرد و گرم آزمودہ تھا مجھسے نہایت
الفت کرتا تھا و مراعات میری ہر وقت مد نظر رکھتا یہان تک
کہ چند مہینے مین جو اور عزیز و اقربا تھے وہ بھی مجھ پر دل و
جان سے مہربان ہو گئے اور تمام خاندان مین میری عزت
اور حرمت ہر روز زیادہ ہونے لگی اور کوئی رشتہ داران
شوہری سے ایسا نہ تھا کہ میری خاطر نہ کرتا اور بار لطف و احسان
کا میرے سر پر نہ دھرتا افسوس کہ ایک سال کے بعد باہم
میرے شوہر کے و اوسکے دو بھائیون کے بے لطفی ہوئی
اور وجہ اونکے رنج کی پہلے سے مجھکو مطلق معلوم نہوئی کہ مین

اوسکی تدبیر کرتی اور آتش فتنہ کو آب مروّت سے بجھاتی دفعتاً
ایک روز میرے شوہر نے قصّہ پر غصّہ اپنے بھائیون کی بدسلوکی
کا بیان کیا اور مجھسے مشورہ چاہا کہ متروکہ پدری عرصۂ سترہ سال
سے مشترک چلا آتا ہے اور اوس مایہ مین میری محنت و مشقت
سے بہت کچھ ترقی ہوئی جسمین بھائیون کی کوشش اور سعی کو
مطلق دخل نہین ہے توبھی وہ چاہتے ہین کہ بحصّہ مساوی جائداد
موجودہ کو تقسیم کرلین مین جو اپنی دقتّ اور صعوبات سفر پر نظر
کرتا ہون تو دل نہین چاہتا کہ اوس دولت کو جسکے لیے مین
ملک ملک مین مارا مارا پھرا اور خون جگر کھاکر حاصل کیا
بھائیون کو جنھون نے رفتہ رفتہ بہت کچھ مجھسے پہلے بھی لیلیا ہے
اب پھر اونکو برابر حصّہ بانٹ دون بجواب اِسکے مین نے
خوب سمجھ بوجھکر و نرمی و ملامیت سے کہا کہ اگر میری صلاح
مانو تو خیر اسی مین جانو کہ بلا ردّ و قدح و بحث و تکرار جیسا وہ
کہتے ہین حصہ دیدو و راہ و رسم برادرانہ کو نہ چھوڑو و ہرگز
محبّت و الفت سے مُنھ نہ موڑو یہ سچ ہے کہ تمنے جدّ وجہد
کیا ہے لیکن یونجی موروثی ہے پہلا پہلا مال نہ ہوتا تو تمھاری
بڑی سے بڑی کوشش سے کیا نتیجہ مترتب ہوتا اور یہ بھی

یاد رکھو کہ اگر تمھارا جھگڑا چار کانون مین جاوے گا تو ایرے غیرے بیفکرے خود غرضے اپنے دانت مال حلال پر لگاوینگے اور جھگڑے بڑھانے اور ایک دوسرے کے بھڑکانے مین کدّ کرینگے اور اگر حاکم تک معاملہ گیا تو اہالی موالی مختار وکیل چپراسی پیادے مردمان ذلیل اپنے اپنے ہتّے حماوینگے سوای مال کی نقصان کے ناحق کا غم وغصہ تمکو کھانا پڑیگا و دوڑ دھوپ کی محنت مفت سہو گے اس سے تو یہی بہتر ہے کہ جو ادھر اودھر کے غیرونکی پلّے پڑے وہ تمھاری ہی گھر مین رہے اور بھائیون کے نیگ لگے میری سمجھ مین انجام کو نقصان مایہ و شماتت ہمسایہ کے سوا کچھ حاصل نہوگا پس چپ چاپ تصفیہ کرلو اور اس معاملہ کو مہمل بھی نرکھّو اور حصّہ بانٹ کرکے صاف صاف بھائیون سے فارغخطی لیلو میری سمجھ مین اس نزاع اور تکرار کی باعث میری ہی ذات معلوم ہوتی ہے ابتک تمھارے بھائیون کو بوجہ تمھارے تجرّد کے خیال تھا کہ جو کچہ تم کماتے ہو وہ اونھین کا مال ہے اب متاہل ہونے سے مغایرت سمجھتے ہین اور حصّہ مانگتے ہین آخر مشکل سے میرا یہ کہنا اور اونچ نیچ سمجھانا میرے شوہر کو پسند آیا اور بلا جھگڑے و تکرار کے گھر ہین قصّہ رفع دفع ہوگیا یہ امر

بھی باعث میری بلند نامی و عزت و تکریم کا سارے کنبہ مین ہوا
و میرے شوہر کے بھائی پہلے سے زیادہ میری خاطر کرنے لگے
اور مجھکو اچھا سمجھنے لگے اور میرے شوہر کو بھی میرے مشورہ پر
عمل کرنے سے فائدہ کثیر ہوا اسواسطے کہ بعد تقسیم جو کچھ تجارت
سے نفع ہوا اوسمین کسی کی شراکت نہ تھی میری شادی کے
تیسرے برس قتورہ میری بڑی لڑکی پیدا ہوئی اور اوسکے
ولادت کے بعد میرے شوہر نے قصد عرب کا کیا اور گھوڑے
خرید کرکے بہت دور دور لیے پھرا تیسرے سال لوٹ کر گھر
آیا تو خدا کے فضل سے بہت کچھ نفع بچا میری شادی کے
ساتوین برس ربقہ منجھلی بیٹی پیدا ہوئی ہنوز وہ دو مہینے کی
بھی نہین ہوئی تھی کہ میرے شوہر نے قصد طہران کا کیا اور
ڈیڑہ برس کے بعد پلٹ کر آیا ان دونون سفر مین باوجود
میری تنہائی کے کسی طور کا فتنہ نہین ہوا بلکہ میرے شوہر کو
میری خوش انتظامی پر اعتماد ہوگیا اور شادی کے نوین
سال ونیا میری چھوٹی بیٹی متولد ہوئی و پھر کوئی سفر میرے
شوہر نے نکیا بلکہ دکان معقول خاص وطن مین جاری کی اور
فارغ البالی سے بسر کرنے لگا اس اثنا مین میرے شوہر کے

بھلے بھائی کو جسنے اپنی تجارت علیحدہ شروع کی تھی اتنا نقصان ہوا کہ دیوالا نکل گیا میرے شوہر نے پچھلے غصہ کی وجہ سے مطلق پروا نکی لیکن مجھسے نرہا گیا و اپنے شوہر سے سفارش کرکے پھر اوسکی اعانت اور مدد کے لیے راضی کیا افسوس کہ اِس ماجرے کو ایک برس بھی نگذرا تھا کہ دفعتاً میرا شوہر فالج کے عارضہ مین مبتلا ہوا اوسوقت کا تردد اور ہراس مجھسے بیان نہین ہوسکتا اور اوسکے کرب و درد کی تشریح مین کلیجہ مُنہ کو آتا ہے غرض ہزارون طرحکے معالجہ کیے یہ سب غیر مفید ہوئے صحّت کی سرکار سے جواب مِلا اور حِس و حرکت اور قُوت تکلُم نے بھی ساتھہ چھوڑ دیا و خلاف امید میرے شوہر کے بھائیون نے بھی میرے شوہر کے کار و بار مین کچہ مدد ندی نہ کوئی دوست و آشنا اوس بُرے وقت کا ساتھی ہوا مین نے سوچا کہ اگر دکان بند کردون تو مصارف پرورش عیال اور تیمار و علاج شوہر کہان سے آئینگے لاچار اپنے شوہر کے معتمد نوکرون کو بدستور مامور رکھا و حساب کتاب کا دیکھنا اور جانچ لینا اپنے ذمّہ کیا ایک برس کامل اوس رنج و مصیبت مین کٹا آخرش بارہ ۱۲ مہینے کے بعد میرے شوہر نے اوس عارضہ

کی شدت سے مرکر نجات ابدی حاصل کی اور مصیبت رنڈاپے
کی میرے سر پر ڈالی اوسکے مرنے کا مجھکو اسقدر صدمہ ہوا
کہ نوبت بجنون پہونچی خود میری جان کے لالے پڑ گئے بہ ہزار
وقت مین نے اپنے کو سنبھالا اور کارخانہ دکان کا بھی نہ بگاڑا
اسکے سوا اپنی لڑکیون کو خود ہی تعلیم و تربیت بھی کرتی تھی و
ہر طرحکے فنون اونکو سکھلاتی تھی اور ایک وقت مقرر پر حساب
کتاب اپنی دکان کا بھی دیکھ بھال لیتی غرض مردون سے بہتر
اپنا کام چلاتی تھی میری بہن نے جو میری لڑکیون کو خوش سلیقہ
دیکھا تو الیفر و تمر و لیاہ اپنی تینون لڑکیون کو میرے پاس
بھیجدیا کہ اون کو بھی تعلیم کرون اگرچہ اونکی عمر زیادہ ہوگئی تھی
تو بھی مین نے مثل اپنی لڑکیون کے اونکی تعلیم و پرداخت کی
مین بڑی خوشی سے لڑکیونکی تعلیم کرتی تھی اور وجہ میرے اس محنت
کرنے کی یہ تھی کہ بچپنے سے مین جاہل عورتون کی برائیان
سنتی تھی اور جو کچھ عورتون کی حقارت بہ سبب بے علمی اور
جہالت کے ہوتی تھی اوسپر رنجیدہ ہوتی تھی اور جب مین نے
کچھ پڑھا لکھا تب تو مین خود بھی سمجھنے لگی کہ جاہل چاہے مرد
ہون خواہ عورتین درحقیقت درند و گزند سے بدتر ہین اسلیے

دل و جان سے چاہتی تھی کہ میری لڑکیان بے علم نرہین اکثر اوسے
د اور بی بیون سے جو میرے پاس کبھی کبھی آتی جاتی تھین مین کہا کرتی تھی
کہ سنو بی بیو پڑھے لکھے آدمی تمکو جانور کے برابر خیال کرتے ہین سو
ایسی تدبیر کرو کہ آدمی بنو اسپر اگر کوئی کہتی کہ واہ جی ہم تو جہان جاتے
ہین عزت سے بلائے بٹھلائے جاتے ہین جانورون کی طرح کیونکر
خوار ہین تو مین اوسے کہتی کہ یہ تمھاری ظاہری عزت و توقیر ویسی ہے
جیسے بعضے جانورون کی عزت ہوتی ہے کیا یہ تم نہین دیکھتی ہو کہ
جانورون کی پرورش مین بھی یکسان اہتمام نہین ہوتا گای بیل
بھیڑ بکری گدھے اوسطرح کی توقیر سے پرورش نہین پاتے
جسطرح ہاتھی گھوڑے اونٹ کھلائے پلائے جاتے ہین تسپر بھی
جانے ہے گھوڑا کیسا ہی اچھا ہو مگر اوسکے پالنے اور رکھنے کا دستور عام
یہ ہے کہ پالنے والے سایہ مین باندھتے اور دانہ و گھاس کھلاتے
ہین گرمی کے دنون مین نہلا دھلا کر ٹھنڈا کرتے ہین و جاڑے
مین کمل یا گردنی باندھکر سردی سے بچاتے ہین خاص کر اگر کسی
شوقین اور قدردان کے پاس عرب کا عمدہ سے عمدہ خوبصورت
جاندار اور خوش رفتار ایسا اچھا گھوڑا ہوتا ہے کہ جسے مالک
اپنے جان کے برابر جانتا ہے تو بھی اوسکی پرورش مین

اور کیا اہتمام کرتا ہے نہ تو اپنے پلنگ کے پاس سولاتا ہے نہ
اپنے ساتھہ کھلاتا ہے نہ بدون باندھے چھوڑتا ہے وجب باندھا
تو چاہے جھبّے دار ریشمی ڈوریون سے سونے چاندی کی میخونمین
باندھے چاہے سوت کی رسیّون سے لوہے یا لکڑی کی میخونسے
جکڑے برابر ہے یون ہی اگر عقلمند مرد تم کو ریشمی کپڑے یا قیمتی
زیور پہناتے ہین یا سمجھہ دار عورتین تم کو ظاہری عزّت و توقیر سے
بلاتی یا بٹھلاتی ہین تو اوس سے وہ تمھاری بے توقیری نہین
جاتی اور وہ عزّت تم کو کبھی نہین مِل سکتی جو دانا اور عقلمندون
کے حصّہ مین ہے بھلا غور تو کرو کہ ایک دم بھی تمھاری عقل اور
فہم پر تمھارے مرد بھروسہ نہین کرتے اپنے راز اور بھید
نہین بتلاتے امور خانگی و غیر خانگی مین صلاح نہین لیتے وسوا ے
معمولی کامون کے کام نہین کراتے مُنہ پر بدعقل و ناقص فہم
کہا کرتے ہین غرض اس قسم کی باتون نے میری لڑکیون و
بھتیجیون پر بڑی تاثیر کی و چندہی روز مین مین نے بھی جہانتک
ہوسکا اون کے سواے اکثر لڑکیون کو سکھلایا اور بہت سی عورتونکو
تعلیم کیا و نہایت خوشی اور چین سے بعد بیوہ ہونے کے تینتیس
برس تیر کیے اپنی لڑکیون اور بھانجیون کی شادی بھی کی کہ وہ

خدا کے فضل سے صاحب اولاد بھی ہوئین جب یہان تک
میری مہمان بڑی بی بی نے اپنا حال بیان کیا تو مین نے پوچھا
کہ تمھارے بھائیون کا کیا حال ہوا یہ میرا سوال سُنکر اوس ضعیفہ
کا رنگ متغیر ہوا اور آنکھون مین آنسو ڈبڈبا لائی اور کہنے لگی
کہ مین نہین چاہتی تھی کہ اونکا حال کچھہ بیان کرون مگر آپ کے
استفسار سے مجبور ہوئی اسے بی بی ہمارے بھائیون کو چچا
اپنے ساتھہ لیگئے وہ عرصہ تک اونکا کچھہ حال ہمکو معلوم نہین ہوا
آخر کو مین نے سنا کہ اون کے ساتھہ لیجانے کے چار پانچ برس
بعد میرے چچا فوج شاہی سے موقوف ہوگئے اور میرے
بھائیون نے اوس مدت ہمراہی مین بھی تحصیل علوم مین دل ندیا
اور چچا کے مال کو ہمیشہ کی جاگیر جان کر مفت حلال سمجھا جب کہ
چچا بیکار ہوئے اور معطلی کے اضطرار مین گرفتار ہوئے تو اونہون
نے ایک پہاڑی پر اپنا مسکن بنایا اور میرے بھائیون کو ساتھہ لیکر
ادہر اودھر زمینداروں وغیرہ پر اپنی نوکری کا بدستور اظہار
کرکے کچھہ لے مرنا اختیار کیا جس سے حرام مال کا چسکا پڑگیا
اور رفتہ رفتہ اونھون نے لوٹ مار کا پیشہ اختیار کرلیا میرے
بھائیون اور اپنے لڑکون کو اپنا معاون اور مددگار بنالیا یہ چال

مین نے ہنوز نہ سنا تھا کہ دفعتاً دو برس ہوئے چھوٹا کیسا تی
نہ معلوم کیا سمجھکر میرے پاس آیا نہ تو ایک عرصہ سے مین نے اوسکو
دیکھا تھا نہ اوسکی وضع پہلے آدمیون کی سی تھی اسوجہ سے پہلے مین نے
نہ پہچانا مگر جب اپنا بھائی جانا تو الفت اور محبت سے پیش آئی اور
چچا اور دوسری بھائی کا حال جو پوچھا تو پہلے اوسنے ٹالا آخر کو
بتلایا سنتے ہی میری آنکھون مین خون اوتر آیا اور سخت ناگوار
گذرا اور ٹکڑہ سا توڑ کے جواب دیا کیونکہ اوسکے ساتھ رہنے سے
میری لڑکیون اور رشتہ دارون کے اخلاق مین فتور آنے کا
اندیشہ تھا و اپنے یہان رکھنا منظور نہ کیا پر عزیزون اور ہمسایون نے
اسقدر سفارش کرکے مجھکو مجبور کیا کہ مین لاچار ہوگئی اور میرے
بھائی نے بھی توبہ کی اور مجھسے وعدہ کیا کہ خلاف تمھاری مرضی
کے کچھ نکرونگا چنانچہ اوسنے ایسا ہی کیا و بلا خیال اپنے بزرگی
سن کے اپنے شدید سابقہ کو جو لڑکپن مین حاصل کی تھی ترقی
دی اور آسان آسان مذہبی کتابین مجھسے پڑھکر اوامر و نواہی
پر بخوبی آگاہی پائی و تھوڑے روز مین خوف الہی نے اوسپر
ایسا اثر کیا کہ جسقدر ہم لوگون کی نگاہ مین ذلیل و خوار بے اعتبار
تھا اوس سے بڑھکر مقدس و ابرار معلوم ہونے لگا حتی کہ مجھکو بھی اوسنے

امور دنیا سے نفرت دلائی اور شوق زیارت بیت المقدس پر آمادہ
کیا چنانچہ مین زیارت کی ضرورت سمجھکر اپنے کنبہ سمیت روانہ ہوئی
اور جب آپکے ملک مین پہونچی آپکی دارالحکومت کے قریب
دفعتہً لٹیرون نے ہم کو گھیرا اور مارا اور ہر طرف سے قافلہ والونکا
کسیقدر مال ضایع کیا مین نے نصایح اور عورتون کے باوجود
اس ضعف و ناتوانی کے چاہا کہ دھمکاؤن اور لٹیرون کو ڈراؤن
ہنوز یہ نوبت نہ پہونچی تھی کہ منجانب اللہ یہ سامان ہوا لٹیرونکے
سردار کو درد گردہ شروع ہوا اور وہ گر پڑا سارے لٹیرے
اوسکے گرد جمع ہو گئے اور ہمارا پیچھا چھٹ گیا لیکن مجھکو جوش
دردمندی نے نہ چھوڑا کہ ایک بنی آدم کی جان بیکسی سے جائے
اسلیے وہان ٹھہری رہی اور لٹیرون کو سمجھایا کہ فوراً سردار کی
فصد لیوین لیکن وہ گنوار کیونکر اوس جنگل مین فصد لیتے اور نشتر کہانسے پاتے
لاچار مین نے خود نشتر آبدار نکالکر فصد اوس سردار کی لی اور خون کے
نکلنے سے وہ اچھا ہوگیا تب تو سب لٹیرے میرے بڑے شکرگذار ہوئے
اور جو اسباب اونکے قبضہ مین ہمارے قافلہ کا آگیا تھا وہ
بھی پھیر دیا مگر مین نے اپنے اسباب کے واپس پانے پر کچھ
شکرگذاری نہین کی بلکہ جہان تک میری زبان نے یاری دی

مین نے اوس ڈاکو اور ملا کو سے کہا کہ یہ تو اپنی بیماری سے تم جان
چکے کہ زندگی کا کچہ ٹھکانا نہین اگر آج بچ گئے توکل مروگے پھر جو
ایسا پیشہ ظلم وستم کا تم نے اختیار کیا ہے اسکا بدلہ مرنیکے
بعد کیسا خدا سے پاؤگے و نہ معلوم کس عذاب مین پڑوگے
و اگرچہ مین یہ جانتی ہون کہ تم میری بات نہ مانوگے پر مین نے
جو اپنے دل کی نرمی سے تمھارا علاج کیا اور اوس سے تم
اچھے ہوگئے ہو لہذا خود مجھے خدا سے خوف ہے کہ تمھارے
مظلون کا و لوگون کے ستانے کا مجھسے بھی کہین بدلا نلیوے یہ
سنتے ہی نہ معلوم کیا خوف اوس ڈاکو کے دل مین سمایا کہ اوسنے
اوسیوقت توبہ کی اور ڈاکوؤن کے گروہ سے نکلکر ہمارے قافلہ
کے ساتھہ چلا آیا اور شہر تک اپنے حفاظت مین مجھکو پھونچا دیا
اوس قافلہ مین آپ کے شوہر کے سرکار کے ایک سردار بھی
تھے اونھون نے باصرار مجھکو اپنا مہمان کیا اور بر سبیل مذکور آپ
کے شوہر سے میری حال کو بیان کیا چنانچہ حاکم نے مجھے بلوایا
اور آپ کی خدمت مین حاضر ہونے کا حکم دیا ہنوز یہ تقریر وہ
ضعیفہ کر رہی تھی کہ میرا شوہر اندر آیا اور مجھسے فرمانے لگا کہ
مین نے اس نیک بی بی کے اوصاف اوسقدر سنے کہ بیان ختم

میرا جی چاہا کہ تم سے ملاقات کراؤن پھر میرا حال بطور مختصر
میرے شوہر نے اوس ضعیفہ سے بیان کیا و آخر مین یہ فرمایا
کہ تم اپنے صاحبزادیون کو بھی تکلیف دو اور یہان
لاؤ اور مین اِس شہر کی بی بیون کو بھی جمع کرتا ہون اون سے
براہ مہربانی اپنے خیالات کو آپ اور آپ کی لڑکیان ظاہر
کرین بڑی بی بی نے بہت خوشی سے قبول کیا میرے شوہر کو
یہ وسیلہ میری دل لگی کا اچھا ہم پہونچا اور مجھکو بھی مطبوع ہوا غرض
بڑی بی تو رخصت ہوکر چلی گئین مین نے دوسرے روز مجلس کے
جمع ہونے کے واسطے ایک بڑا وسیع دالان آراستہ کیا اور
طرح طرح کے فرش و شیشہ آلات سے پیراستہ کرکے سامان
مہمانداری مہیا کیا و شہر کی معزز بی بیون کو پیغام بھجوایا و بڑی بی سے
بھی کہلا بھیجا کہ مع اپنی صاحبزادیون کے تشریف لاوین چنانچہ
جمعہ کے روز بعد نماز سواریان امرازادیون کی آنے لگین اور
وہ نیک بی بی بھی مع اپنے صاحبزادیون اور بہن و بھانجیون
کے آئی مین نے ہر ایک کی آؤ بھگت و تواضع و تکریم بقدر
اوسکے رتبہ کے کی اور کھانے پینے سے جب فراغت ہوئی
تو بی بی ہاجرہ نے اپنی بڑی بیٹی کو جسکا نام قتورہ تھا اشارہ کیا

اور کہا کہ تم اس مجمع مین کچھہ بیان کرو اور جو مناسب وقت سمجھو بے تکلف کہو +

فتورہ کا بیان

فتورہ نے یون کہنا شروع کیا کہ اگرچہ اِس مجمع مین جہان خاتونان والا شان و بانوان عالی دودمان موجود ہین مجھہ کج مج بیان کو زبان کھولنا اور لب ہلانا دشوار ہے مگر مین امیدوار ہون کہ میرے طرز کلام اور انداز گفتگو سے قطع نظر کرکے صرف مطلب پر لحاظ کیا جاوے مین اِسوقت چاہتی ہون کہ قبایح کبر و سربلندی و ملامت شیوہ عجب و خود پسندی کو بیان کرون حقیقت مین اگر غور سے دیکھا جاوے تو مورث اکثر خرابیون کا غرور ہوتا ہے انسان کی عزت اور حرمت کو ڈبوتا ہے اور طرح طرح کی خرابیون مین ڈالتا ہے میرے راے مین غرور چھہ طریقون سے پیدا ہوتا ہے اول پیدایش و نسب دوم حکومت و منصب سوم حسن و جمال چہارم دانش و کمال پنجم کثرت مال و ثروت ششم توانائی و قدرت حالانکہ اِن مین سے کوئی بھی وجہ لائق اسکے نہین ہے کہ اوسپر گھمنڈ کیا جاوے اگر بوجہ اعتبار

اڈل غرور ہے تو بعید از عقل صاحبان شعور ہے کیونکہ ہر کس
و ناکس ادنی و اعلے ایک ہی گوشت اور پوست سی بنائے
گئے اور صلب اور بطن واحد سے پیدا ہوئے اور جو خون
اور گوشت ایک مین ہے وہی دوسرے مین بھی ہے اور
کسی دلیل سے ایک کو دوسرے پر فرق نہین ہے جیسے کہ
اگر ایک ہی قسم کے دو درختون مین سے ایک تو ایسے باغ
مین ہو جسکے چارون طرف سنگ مرمر کی دیوارین بنی ہون
اور چشمون و حوض و فوارون سے آراستہ و روش و پٹری
سے پیراستہ ہو اور بہت سے اوسکے باغبان و نگہبان ہون
اور دوسرا درخت ایک بیوہ بوڑھیا کے جھوپڑے کے روبرو
ہو جو سوائے برسات کے کبھی پانی نہ پاتا ہو تو بھی دونون
ایک ہی وقت مین پھولین گے اور ایک ہی قسم اور شکل کا
پھل لاوینگے ہان یہ ممکن ہے کہ باغ کا درخت شاداب اور
عمدہ پھل لاوے اور بوڑھیا کے جھوپڑے کا پودھا مرجھایا
ہوا بردبوے مگر یہ ممکن نہین کہ دونو خواص مین یکسان نہون
علی ہذا القیاس جس ضرر سے بادشاہ متفکر ہو سکتا ہے اوسی شست
ایک ادنی ترین نسب کا آدمی بھی دوکھ اوٹھاتا ہے گویہ اپنی

نزاکت سے زیادہ تر شور وشغب کرے اور وہ بمقتضاے
اپنی جفاکشی کے اف بھی نکرے اور اسی طرح دوسرا سبب
ہے کہ پیدایش ہر بنی نوع انسان کی یکسان ہے اور حکومت و
منصب ایک عارضی شے ہے جو کہ بلا تخصیص ادنی و اعلیٰ
سب کو نصیب ہو سکتی ہے اور کوئی بھی نہین کہہ سکتا
کہ کب تک وہ قائم رہیگی اور کس وقت کسکے ساتھ منتقل
ہو جاوے سواے اسکے اکثر ایسا بھی اتفاق پڑ جاتا ہے کہ حاکم
کو اپنے ہی محکوم کی حکومت برداشت کرنی پڑتی ہے و بیشتر
عین حکومت مین بھی اپنے مطیع کی اطاعت کی احتیاج ہوتی
ہے بادشاہت سے زیادہ مرتبہ کسی حکومت مین میسر نہین ہو سکتا
لیکن اگر ایک صحراے ریگستان مین جاکر بادشاہ پیاسا ہو اور
نوکر چاکر لاو لشکر سے جدا ہو کر پانی نہ پاوے اور اوسوقت
ایک ایسے آدمی کے پاس پانی دیکھے جو قوت جسمی مین زیادہ
ہو اور رتبہ مین نہایت درجہ گھٹ کر ہو اوس مقام پہ دیکھنا چاہیے
کہ شوکت شاہنشاہی کہان جاتی ہے اور کس کس طرح وہ پیاسا
بادشاہ جسکے اوسکے اشارے سے ملک کے ملک تباہ
ہوتے ہون کیسا لاچار ہو کر منت و سماجت کرکے پانی مانگیگا

یا آنکہ حاکم ہفت کشور و فرمانروائے بحر و بر اگر ادنی سے عارضہ میں
مبتلا ہو کر دیکھے کہ اوسکی رعایا مین سے ایک ایسا شخص جو نان
شبینہ کو محتاج ہے دوا اوسکے عارضہ کی رکھتا ہے اور طمع
زر و مال کی نہین رکھتا تو اوسوقت بادشاہ ساری شان حکومت کو
بالائے طاق رکھکر کیا کیا نہ خوشامد کرے گا اور اپنے کو حقیر اور
اوسکو بزرگ جانکر چاپلوسی کرے گا پس ایک ایسے عارضہ کہ جسکو
ایک دم بھی ثبات و قرار نہین ہے جادۂ انسانی سے مُنہ
موڑکر طریقہ غرور و استکبار اختیار کرنا کیسا نازیبا اور بدنما ہے
باقی بغرور حسن و جمال کہ باعث ناز و سرمایہ غرور خود فروشان
ہے اوسپر ہر عاقل و جاہل آگاہ ہے کہ وہ حکومت سے بھی بڑھکر
عارضی اور بے اعتبار ہے کیونکہ حکومت کا زوال غیر معین و
نامعلوم ہے اور خزان گلشن جمال کی ایک وقت پر منحصر و مقرر ہے
سو مخفی نہین کہ خوبی لب و رخسار جو نشاء افتخار ہے صرصر پیری
سے برباد جاتی ہے و اوس سے بھی بڑھکر سموم مرگ ہے
کہ ہر روز قریب چلی آتی ہے و وفاتر حسن و جمال کو ابتر کردیتی ہے
پس یہ امور ظاہر محض مہمل و بے بقا ہین بے شک فضائل
و کمالات معنوی و فنون و علوم عقلیہ و نقلیہ جسکو قابلیت

واستعداد سے تعبیر کرتے ہین اور باعث تزکیہ نفس ہوتے ہین تبھی تک
باعث کمال وسرمایہ سعادت ہین جب تک عجب وغرور سے فاسد
نہو جاوین ورنہ جب گلشن کسب وکمال مین خودپسندی نے دخل پایا
تو فضیلت اونکی بھی باطل ہوجاتی ہے پس فضیلت علم وکمال لائق
بزرگی ووقار وسرمایۂ اعزاز وافتخار ہے مگر نہ لائق اسکے کہ آدمی خود
اپنے کو موقر اور دوسرون کو محقر جانے اسواسطے کہ ہر حقیر
اس دولت کو تھوڑی مشقت مین حاصل کرکے صاحب توقیر ہوسکتا ہے
اور داغ ندامت اپنا دھوکر متکبّرون کو شرماسکتا ہے یہ وہ دولت ہے
کہ جو بلا دست برد خیانت ودغا ہر شخص کو پہونچتی ہے اور محنت
اور وقّت سے ملسکتی ہے اور کسی کے خاص ذات پر موقوف
نہین ہے یہ ممکن نہین کہ کوئی شخص اپنے کو براہ تبختر اچھا جانے
اور دوسرے کو اپنے سے بہتر پاکر نہ شرماوے فضلنا بعضکم علیٰ
بعض مشہور وزبان زد جمہور ہے یہ تو ہوسکتا ہے کہ ایک قریہ مین
دوسرا آدمی اوسکا مثل نظر نہ آوے اور اوس علم وفضل کا جسپر
ناز ہے نہ پایا جاوے مگر یہ دشوار ہے کہ دوسرے شہر یا قریہ مین
اوس سے بھی بڑھکر انسان ہاتھہ نہ آوے باقی رہا مال وثروت
کہ باعث نخوت ہے اوسکی بیقدری وبے اعتباری ہر ایک ادنے

واعلی وچھوٹا وبڑا جاتا ہے و نادان سے نادان تک سمجھتا ہے
کہ زر و مال مانند عرق انفعال ٹپک جاتا ہے قصر وایوان طلاکار آشیانۂ
جغد و بوم آخرکار ہو جاتے ہین علیٰ ہذا القیاس توانائی وزور بھی ایک
شئے مستعار اور بے اصل و ناپائدار ہے اسواسطے کہ بنا اسکی تندرستی
و جوانی پر ہے اور وہ دونون معرض زوال مین ہین زور دو روز کی
اذیّت مین زائل ہوجاتا ہے اگر رستم سا پہلوان بستر بیماری پر پڑتا ہی
تو امداد پیرزال اور اعانت اطفال خورد سال کا محتاج ہوجاتا ہے
وجب گلستان تنومندی و بوستان سرسبزی پر سموم پیری وضعیفی
چلنے لگتی ہے تب چوب خشک سے امداد کا محتاج ہوجاتا ہے اور
اگر جوانی ہی مین پیمانۂ حیات لبریز ہوا تو اجل سے زور آوری کسکی
چلی ہے زور و طاقت کچھ کام نہین آتا پس معلوم ہوا کہ جتنے اسباب
غرور واستکبار کے ہین وہ سب کے سب بے ثبات و بے اعتبار
ہین اب مناسب مقام ہے کہ جو کچھ خرابیان بوجہ غرور کے پیدا
ہوتین اونکو آویزۂ گوش مستمعان با ہوش کردن ٭

فارس کی خاتون کا قصّہ

ملک فارس مین جمشید ایک بادشاہ اولی العزم گذرا ہے

ہر شخص اوسکی شوکت و صولت کا قایل ہے بلکہ نام اوسکا اب تک
زبانزد خلائق ہے اوسکی نسل سے شہر کرمان مین ایک امیر والاشان
رہتا تھا گو انقلاب روزگار و گردش فلک دوّار سے شوکت و
اقتدار اوسکا مبدّل بہ ادبار ہوگیا تھا تاہم بوجہ تواضع و اخلاق
شہرۂ آفاق تھا ہر صغیر و کبیر حرمت و تعظیم کرتا تھا شاہزادہ سوا ایک
دختر کے کوئی اور اولاد نرکھتا تھا اسواسطے اوسکو ناز و نعم سے پالا
و تعلیم و تربیت مین بھی کمال اہتمام کیا وہ دُرّ یتیم بھی حسن خداداد مین
انتخاب اور خوبی خط و خال مین فرد و لاجواب تھی باپ کی ابتدا سے
یہ خواہش تھی کہ کسی شاہزادہ کیانی سے منسوب کرے لیکن وہ
امید پوری نہوئی آخرش لاچار ہوکر ایک امیر سے جو حلیۂ عقل
و کیاست سے آراستہ و جوہر فہم و فراست سے پیراستہ تھا
بیاہ دیا شوہر کو امید تھی کہ راحت سے ملکر رہین گے اور ایّام زندگی
بفراغت بسر کرینگے یہ اوسکو معلوم نہ تھا کہ بی بی اپنے کو ہر وقت
جمشید کی پوتی اور موجد خورد و نوش جانے گی الحاصل وہ عورت
فرعون خصال اپنے شوہر کو نظر حقارت سے دیکھتی اور اوسکو
ذلیل اور اپنے کو عالی نسب جانتی اور ہر امر پر جھنجھلاتی اور
تیوری چڑھائے رہتی شوہر اوسے نافہم جانکر درگذر کرتا مگر جب

عاجز آگیا تو ایک روز بڑی نرمی سے پوچھا کہ میری سمجھ مین نہین آتا
کہ مین ہر طرح سے تمھاری خاطر کرتا ہون اور کوئی دقیقہ محبت کا تمسے
اوٹھا نہین رکھتا تو بھی تمکو خوش نہین پاتا اسکا اگر سبب بتلاؤ تو مین تمھارے
خوش رہنے کا مقدور بھر بند وبست کرون اور اپنے رنج اور تمھارے
تعب کو دور کرون یہ سنکر بی بی بولی کہ تمھاری محبت و ولداری
کی مین ممنون ہون لیکن تمھارے خاندان کی عورتین میری
ویسی تعظیم و تکریم نہین کرتین جو میرے لائق ہے سوا اسکے
مجھے ہر وقت یہ رنج رہتا ہے کہ میرے باپ نے بلا لحاظ تمھارے
خاندان کے کیون میرا بیاہ کیا یہ سنکر وہ دانشمند مطلق رنجیدہ نہوا
بلکہ مسکرایا اور خندہ پیشانی سے بولا کہ بی بی تمکو صرف جمشید کی پوتی
ہونے کا دعوی ہے تم نہین جانتی ہو کہ میرا نسب جمشید کے دادے
کے دادے پر جاکر ملتا ہے یہ کلمہ اوسکو نہایت ناگوار گذرا
وجھنجلا کر بولی کہ آپ اپنے کو بہت نہ بڑھایئے مہربانی کرکے اوسکے
نام کو بتلایئے چپکے سے شوہر نے کہا کہ وہ آدم ہے شاہزادی
لاجواب ہوکر عرق عرق ہوگئی تسپر بھی شوہر نے چندے اور
خاطرداری کی تو بھی راہ پر نہ آئی اور دفعتاً خفا ہوکے اپنے باپ
کے گھر چلی گئی وہان تقدیر نے عجب سامان کیا غارتگر چرہ آئے

شہر کو تباہ و ویران کیا شہزادی کو ایک دھوبی پکڑلے گیا ساری شرافت جمشیدی پہ پانی پڑگیا دغرور کی سلوٹ دھوبی کی استری سے نکل گئی آخرش دھوبی نے ایک تاجر کے ہاتھہ لونڈی قرار دیکر بیچا اور یون ہی بکتے بکاتے دروازے شوہر پہ بکنے کو پہونچی شوہر نے پہچان کر نقد جان دیا اور پھر اوسکو عزت وحرمت سے لیا غرور کا سر نیچا ہوگیا لونڈی کے بنتے کا دھبا کسیطرح نہ دھلا ❊

دو بہنون کا قصہ

بغداد مین ایک شخص کی حمیدہ و حمیرا دو لڑکیان تھین حمیدہ بیچاری جنم کی لولی بدصورت و کریہ منظر تھی و حمیرا جو چھوٹی تھی حسن وجمال ظاہری رکھتی تھی مان باپ نے دونون کی اپنے مقدور بھر اگرچہ یکسان تعلیم وتربیت کی تو بھی دونون مین یہ فرق باقی رہا کہ حمیدہ منہہ ہاتھہ دہوکر جب بال گوندھنے کو آئینہ آگے رکھتی اور اپنا منہ دیکھتی تو اپنی بدصورتی کے عوض خدا سے خوش سیرت ہونے کی دعا کرتی اور خود بھی مقدور بھر سعی کرتی کہ دیکھنے والے اگر اوسکی صورت کو برا کہین تو کہین مگر بدطینت نہ سمجھین اور خلاف اوسکے حمیرا آئینہ مین اپنے منہ کو دیکھکر نہال ہوجاتی اور

واہ رہی مین گنگر جامہ مین پھولی نہ سمائی اور بجاے اسکے کہ وہ اسکی تمنا کرتی کہ جیسی اوسکی صورت ہے ویسی ہی سیرت بھی ہوجاوے اپنے دل مین خیال کرتی کہ اگر پورانے قصہ سچّے ہون تو شاید حضرت یوسف کو خدا نے حسن وجمال دیا تھا یا مجھکو دیا ہے اور یہ غرور حمیرا کا روز بروز اسوجہ سے اور بھی بڑھتا جاتا تھا کہ آنے جانے والیان اوسکے حسن وجمال کو سراہتین و برادری کی بی بیان جو اوسکے گھر آتین اپنے اپنے رشتہ دارون کے واسطے اوسکی خواستگاری کرتین وحمیدہ کی صورت دیکھکر سب ناک بھوّن چڑھاتین اور چرچہ تک اوسکی نسبت کا نہ چلاتین الغرض وہ تو اپنے حسن کے غرور کے نشہ مین چوُر رہتی تھی و مان باپ جو کسی کو حمیدہ کا طالب نہ پاتے تھے تو گھبرائے جاتے تھے نہ تو یہ ہی ہوسکتا تھا کہ حمیرا کو بیاہ دین نہ یہ ہی بن پڑتا تھا کہ حمیدہ کے ساتھہ حمیرا کو بٹھلائے رکھین اور اسکے سوائے یہ بھی اونکو خیال تھا کہ حمیدہ بیچاری بیر اونکے مرنے کے بعد کیا گذرے گی کئی مہینے جو مان باپ کو اسی فکر مین حمیدہ نے حیران دیکھا تو اوس سے نرہا گیا ایک روز تنہائی مین اپنی مان سے کہا کہ حمیرا کے بیاہ دیکھنے کو میرا جی بہت چاہتا ہے اور یہ بھی مین دیکھتی ہون کہ ہر جگہہ سے اوسکی بات آتی ہے

پہ نہ تم ہی منظور کرتی ہو نہ والد ماننے ہین آخر اسکا سبب کیاہے مان نے آب دیدہ ہوکر کہاکہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ تم کنواری رہو اور تمھاری چھوٹی بہن کا بیاہ کردون حمیدہ نے کہاکہ امان مین لولی اپاہج غیر کے گھر جاکر کیا نباؤنگی اور میرا نباہ غیرون مین کیونکر ہوگا میری تو یہ آرزو ہے کہ تم سے جدا نہون اور خدا مجھے تمھارے ہی سامنے موت دیوے مان کے دلپر اس پیارے بیان سے بڑی چوٹ لگی و بولی ہماری زندگی کا کون ٹھکانا آج مری کل دوسرا دن جب تک تمھارا ٹھکانا نہوگا قبر مین بھی چین نہ آئیگا حمیدہ نے مان کو سمجھایا و کہاکہ اماں جسنے پیدا کیاہے وہ بھوکھا نرکھیگا تم اسکا ترددنکرو اگر میری موت دیر کریگی اور تم مجھے چھوڑ مروگی تو جیسی پڑیگی جھیلون گی ابھی سے کیون کڑھتی ہو پر خدا کے واسطے حمیرا کا بیاہ وسہرا مجھے دکھادو مان اوسوقت تو چپ رہی مگر پھر اپنے شوہر سے تقریر حمیدہ کی بیان کی قصہ مختصر حمیدہ کے والدین نے عقل و فہم حمیدہ کی تعریف کی اور مطمئن ہوکر ایک اونچی و مالدار خاندان مین حمیرا کا بیاہ کیا حمیدہ کو جسقدر خوشی ہوئی اوسکا بیان مشکل سے بھی نہین ہوسکتا مگر افسوس ہے کہ حمیرا نے اپنے شوہر کے گھر

جا کر غرور حسن و جمال کو یہان تک صرف کیا کہ ہفتہ ہی عشرہ مین
شوہر کو ثابت ہوا کہ میری شکل بی بی کی نظرون مین مکروہ معلوم
ہوتی ہے اور میرے ڈیل وڈول کو بھدّا و بدقطع جانتی ہے
اور میرے کُنبے کی عورتون پر طرح طرح کی پھبتیان کہا کرتی ہے
غرض دس ہی بارہ روز کی صحبت مین اس درجہ کو وہ متنفر ہوا
کہ اپنا جانا اوس جمیلہ کے پاس چھوڑ دیا بی حمیرا چندے اپنا سا
مُنہ لیے بیٹھی رہین شدہ شدہ میان بی بی کی ناموافقت کی خبر
میکے مین گئی تو بی بی حمیدہ واسطے انکشاف حقیقت کے
مامور ہوکر حمیرا کی سسرال مین آئین آتے ہی وہان مُنہ
ہر ایک نے کہہ سنایا کہ بی بی تمہاری بہن ساری دنیا کی عورتون
مردون کو مٹکایا و ریچھ بندر بنایا کرتی ہین اور اپنی صورت کو
سراہا کرتی ہین ظاہرا یہی وجہ رنجش کی ہے حمیدہ سُنکر سُن ہوگئی اور
جہانتک ممکن ہوا کہہ سُنکر ہر ایک بی بی کو راضی کر کے آمادہ کیا
کہ سب ملکر حمیرا کے شوہر کی کدورت کو رفع کرین چنانچہ شوہر
حمیرا کو حمیدہ نے بمنت بلایا اور اس لطف و خوبی سے تقریر
کی و حمیرا کو نافہم و لڑکی ناسمجھ کہہ کر ایسی اچھی معذرت کی کہ
قریب تھا کہ شوہر حمیرا گذشتہ را صلواۃ کہکر دل صاف کرتا

مگر حمیرا سے اپنا غرور ضبط نہوا وغصہ مین آکر بھڑکے منہ سے
بول اوٹھی کہ بس بی حمیدہ بس کیا تم سفارش کے پردے مین
میری اہانت کرنے آئی ہو اور دودہ پیتا بچہ نبا بناکر مجھے
نادان ٹھرا رہی ہو جو مجھے نادان کہے وہ آپ ناسمجھ ہے اور
جو مجھے کم فہم سمجھے اوس سے خدا سمجھے مین کیون ناسمجھ بنے لگی
جو مین نے کہا جھوٹہ نہین کہا یہ بی بھنگی اور وہ کوتاہ گردن جو
چاہین کہین قیافہ کی کتاب منگائین اپنے عیب وصواب پڑھکر
آپ شرمائین یا چار آدمیون کو بلاکے کتاب دکھلائین اگر وہ مجھے
ہرائین تب ہی مجھہ پر منہ آئین بس اب آپ باتین نہ بنائین خیر
سے گھر کو سدھارین یہ سنتے ہی شوہر آگ ہوگیا طلاق کا صیغہ
پڑھنے کو مستعد ہوا مگر بی حمیدہ نے ہاتھہ جوڑے اور منایا اور
جلد رخصت ہوکر اپنی مان باپ کو وہ سارا قصّۂ پُرغصّہ سنایا مان
باپ نے سر پیٹ لیا چاہا کہ خود جائین وہ بیچارے تو اس فکر
مین بیٹھے تھے کہ بی حمیرا کو شوہر نے مار کھدیرا و مان باپ کے
گھر کا راستہ دکھلایا دوسرے دن بی حمیرا بھی آئین مان باپکو
سخت کوفت ہوئی مان ایک طرف روتی باپ جدا سر دہنتا تھا
کسی کے بنائے کچہ نہ بنتا تھا چند مرتبہ حمیرا کی سسرال مین

جاکر سمدھن نے تماشا کرنا چاہا و بہت دفعہ حمیدہ کے جاکر ہر ایک کو
خوشامد درآمد کرکے راضی کرنا چاہا مگر حمیرا کا شوہر اس درجہ کو
بگڑا تھا کہ ایک طرح نہ مانا جسقدر ادھر رنج و تشویش تھا اودھر
حمیرا کی سسرال مین حمیدہ کی لیاقت کا شہرہ ہوتا جاتا تھا
ہر ایک اوسکو سراہتا تھا اور حمیرا کو برا کہتا تھا یہ مخمسہ طے
نہوا تھا کہ حمیرا کا جیٹھہ پردیس سے گھر آیا اور اوسکے بیاہ کی
فکر درپیش ہوئی تو بلا لحاظ لولی لنگڑی ہونے حمیدہ کے کنبہ کی
ساری عورتون نے اتفاق کرکے کہا کہ حمیرا کا سا گورہ چہرا وڈبی
بڑی آنکھین درگور ظاہری ٹیپ ٹاپ چار دن کی چاندنی
ہوتی ہے حمیدہ سی لڑکی نیک باطن خوش سلیقہ چراغ لیکر
ڈھونڈہ پھرین تو نہ ملیگی و حمیرا کے شوہر نے بھی اپنے بھائی
سے حمیدہ کی اسقدر تعریف کی کہ حمیرا کے جیٹھہ نے ظاہری
صورت و شکل سے قطع نظر کرکے حسن و جمال باطنی کی وجہ سے
حمیدہ کی خواستگاری کی مان باپ سنتے ہی باغ باغ ہوگئے اور
حمیرا کے بکھیڑے کو جہان کا تہان چھوڑ کے حمیدہ کے بیاہ کی
تیاری مین مصروف ہوئے حمیدہ نے بہت کچہ عذر کیا و اپنا
اپاہج پنا جتا جتا کے باز رکھنا چاہا مگر سسرال والون نے ایک

نہ سنا آخر شش بیاہ ہو گیا کیا کہنا تھا بی حمیدہ تو اسم بامسمے ہی تھین
چند ہی روز مین شوہر کے دل مین جگھہ کرلی ساس دیورانیونکے
راضی کرنے مین وہ کچہ اہتمام کیا کہ وہ سب دم بھرنے لگین مگر
باوجود اسکے حمیرا کے حق مین اوسکی سفارش نہ چلتی تھی گھڑیون
بیچاری سوچا کرتی تھی کہ کون سی صورت ہو کہ حمیرا بھی پھر اوس
گھر مین آوے پر اپنے دیور کا منہ نہ پاتی تھی کہ کچہ کہے اسی فکر مین
آٹھہ مہینے گذرے تھے کہ بغداد مین سخت وبا آئی اور حمیدہ کی
ماں اور باپ دونون ایک ساتھہ مرگئے اور حمیرا کے شوہر نے
دوسرا نکاح کرلیا تو حمیدہ نے مایوس ہوکر اپنے ماں باپ کا
اندوختہ جو اونھون نے خاص اوسکے لیے بچایا تھا کمال سیرچشمی
سے نہ لیا اور اس خیال سے کہ حمیرا نے خوبصورتی بیٹی کا لقب
حاصل کرکے تمام شہر مین اپنے کو ایسا رسوا کرلیا ہے کہ اگر اپنے
شوہر سے طلاق لیکر دوسرا نکاح بھی کرنا چاہے تو کوئی خواستگار
نہوگا سارا متروکہ پدری حمیرا کو دیدیا لیکن وہ ایسا کیا تھا کہ حمیرا
کے غیر محتاط صرف کو وفا کرتا چند روز مین ہو چکا تب تو حمیرا
گھبرائین اور تمام شہر مین کسی کو اپنی خوبصورتی کا گاہک نہ پاکر
بار بار بہن کی خوشامد کرنے لگین کہ کسی طرح شوہر سے قصور

معاف کرادے اور نان نفقہ دینے پر راضی کردے غرض بمشکل تمام حمیدہ نے اپنے دیور کو راضی کیا ساری عمر حمیرا خاتون کی حسن کے غرور کے بدولت شوہر کے مفارقت مین کٹی و کچھ بنائے نہ بنی

سکندر ذوالقرنین کی حکایت

سکندر کا نام مشہور ہے روی زمین کا بادشاہ تھا پیغمبری کا رتبہ رکھتا تھا اوسکا ایک خادم نیک سیرت تھا اتفاقاً بادشاہ ذ آزردہ ہوکر اوسے اپنے خدمت سے جدا کردیا بیچارے نے تباہ حال ہوکر کاشتکاری پر قناعت کی اور ایک قریہ مین سکونت اختیار کی بعد ایک مدت کے بادشاہ کسی مہم پر جاتا تھا راستے مین ایک صحرا حائل ہوا فوج ولشکر سے جدا ہوکر راستہ بھولا ٹاپتا ہوا پہر رات گئے اوسی اپنے خادم قدیم کے قریہ کے پاس نکلا اور دروازے پر ٹھہر کر پکارا جلدی خادم نکلا اور دیکھا کہ ایک سوار دروازے پر کھڑا ہوا ہے اور شب باشی کی درخواست کرتا ہے مگر نہ اسنے اوسکو و نہ اوسنے اسکو پہچانا پہلے تو دہقانی نے کہا کہ تم لوگون پر اطمینان واعتبار نہین ہے اسواسطے کہ پہلے

عجز و انکسار کرتے ہو اور جب ٹھہر جاتے ہو تو رنج و آزار پہونچاتے ہو بادشاہ اگرچہ باستماع اس کلمہ کے دل مین سخت بیزار ہوا الا تاریکی شب اور نا واقفیت راہ سے لاچار ہو کر بار بار خواستگار اجازت قیام ہوا محض مروت کی راہ سے دہقان نے بادشاہ کو سوار جان کر مہمان کیا اور ماحضر آگے دہرا گھوڑے کو بھی دانہ و گھاس دیا اور پلنگ بچھا کر فرش کر دیا کھا پیکر سوتی وقت بادشاہ نے دہقان سے پوچھا کہ اس قرب و جوار مین کہین لشکر سلطانی ٹھہرا ہوا ہے دہقان کو جو کچھ معلوم تھا بتلایا اور ڈیڑہ کوس کے فاصلہ پر لشکر کا پتہ دیا بادشاہ نے خوب پتہ رستے کا یاد کرکے فرمایا کہ ہم رات رہے بلا انتظار تمہاری رخصت کے چلے جاوینگے لیکن تم صبح کو آکر ہمسے ضرور اوسی لشکر مین ملنا اور اپنی انگوٹھی اوتار کر دی کہ جسکو تم یہ انگوٹھی دکھاؤگے وہ ہمکو بتا دے گا دہقان نے بے پروائی سے انگوٹھی لے لی اور گھر کا دروازہ بند کرکر اپنے اہل و عیال کے ساتھ سو رہا بادشاہ کچھہ رات رہے اوٹھا جدہر دہقان نے نشان دیا تھا روانہ ہو کر لشکر مین پہونچ گیا اودہر یہ بھی حسب معمول جاگا اور ایفاء عہد کے نظر سے لشکر کو جانب چلا لشکر مین پہلے جو پہرہ ملا اوسنے اوسکو ٹوکا تو دہقان

شوہر روح افزا

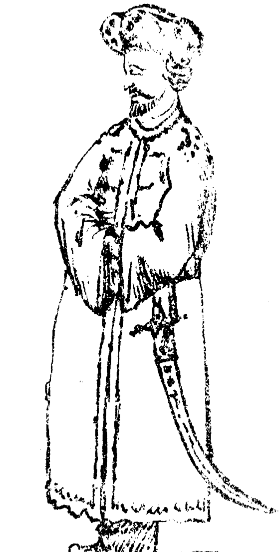

خفا ہوکر بولا کہ اگر یہ مصیبت ہم جانتے تو کاہے کو آتے ایک
تمھارے لشکر کے سوار نے یہ انگوٹھی پتہ کو دیکے ہمین بولایا تھا
اب انگوٹھی یہان رکھی ہے اگر وہ سوار آوے اور مجھکو پوچھے تو
کہہ دینا اور انگوٹھی کا پتہ دینا اس گفتگو سے پہرہ والا خبردار ہوا
اسلیے کہ ہنگام ورود شاہ حکم پاچکا تھا دوڑکر خاطر سے اوس
کاشتکار کو پھیر لایا اور کہنے لگا کہ ای نادان جسے تو سوار جانتا ہے
وہ سکندر بادشاہ ہے اور یہ لشکر جرار اوسی کا ہے یہ سنتے ہی
وہ بولا کہ اللہ اکبر مجھہ ادنے کو اوسکے حضور مین کیا قدرت کہ
جا سکون پس یہان ہی سے آداب بجالاتا ہون اور رخصت
ہوتا ہون مگر سوارون نے نچھوڑا اور بادشاہ کے روبرو حاضر کیا
اتفاقًا بادشاہ اوسوقت عبادت الٰہی مین مصروف تھا اور
مناجات کے لیے درگاہ جناب باری مین ہاتھہ اوٹھائے دعا
مانگ رہا تھا جب بادشاہ متوجہ ہوا دہقان قرینہ سے آداب
بجالایا اور عرض کرنے لگا کہ یہ آپکا بندہ قدیم ہے مگر شب کو
نحوست بخت سے نہ پہچان سکا اور بجا آوری شرائط خدمت سی
مقصر رہا معاف فرمایا جاوے بادشاہ کو علاوہ مراعات تازہ
خیال سابقہ بھی آیا اور چاہا کہ وہ حاضر رہے مگر اوسنے فقر وفاقہ کو

نخر جانکر عرض کیا کہ غلام لائق حضوری نہین رہا اور رخصت ہوکر اپنے گھر آیا

اٹھیل تاتار کی حکایت

نوین صدی سنہ عیسوی مین اہل تاتار سے ایک مرد جرار اٹھیل نامے تھا جسکی ہیبت سے شاہان عرب وعجم کا دم نکلتا تھا وسلاطین روم وچین کا کلیجہ ہلتا تھا ہرایک اوسکو قہر الٰہی جانتا تھا وبلاد بعیدہ مین بھی ہرایک اوس سے ہراسان رہتا تھا وہ بادشاہ ہن والے چین کا بھتیجا تھا بعد چچا کے تاج وتخت اوسنے پایا اور چین مین بیٹھے ہوئے روے زمین کو ہلا ڈالا اوسکے عہد سلطنت مین روم دوحصہ پر منقسم ہوچکا تھا ایک کو حصۂ مغربی اور دوسرے کو مشرقی کہتے تھے ممالک مشرقی کا تخت گاہ قسطنطنیہ اور دیار غربی کا پایہ تخت روم قدیم تھا والن ٹنی آن فرمانرواے روم کی ہونوریا نامے بہن تھی جسنے حسن وعقل دونو خداداد پائے تھے اپنی عقل کے مقابلے مین کسی کو خاطر مین نہ لاتی تھی اور اپنے فہم وسلیقہ کے سامنے سبکو طفل دبستان جہالت جانتی تھی قصہ مختصر اٹھیل نے فرمانرواے روم سے ہونوریا کی

خواستگاری کی اس خبر وحشت اثر سے تہلکہ پڑگیا سارا ملک
ہل گیا اسواسطے کہ انکار مین غضب اٹیل تخیل تھا اور اوسکی
ناخوشی غضب آلہی کے برابر گنی جاتی تھی مشیر با تدبیر خوض و
فکر کرنے لگے انجام کو ایلچی روم اٹیل کے پاس حاضر ہوا اور
بکمال ادب ملتمس ہوا کہ قبل از ارشاد فیض بنیاد ہونوریا کا عقد
ہوچکا اور فسخ ہونا نکاح کا مطابق دین عیسوی بدون مرگ
زن وشوہر ناممکن ومتعذر ہے یہ سنتے ہی اٹیل مثل مار سیاہ
غصہ مین آیا اور اپنے لشکر کو جو ہر وقت مستعد پیکار وتباہی بلاد
رہتا تھا لیکر مثل طوفان شمال ملک گال پر جسکو فرانس کہتے
ہین پہلے چڑھ دوڑا اور جو شہر سامنے آیا گھوڑونکے ٹاپون سے
روندو اتا ہوا اور فرانس کو تباہ کرتا ہوا دریاے سین کے پار
ہوا تھی اوڈورک رئیس قوم گاتھ وایشی یس سپہ سالار
شاہنشاہ روم مقابلہ کو شالون کے میدان مین آئے وبڑی
بھاری لڑائی ہوئی طرفین کی سپاہ کشتہ وخستہ ہوئی لاکھہ آدمی
کام آئے تھی اوڈورک سپہ سالار روم گو ٹھکانے لگا مگر اٹیل کا
پانون بھی اوٹھہ گیا اور عمر بھر مین اوسکو وہی پہلا واقعہ شکست کا
نظر آیا کچھہ نہ بن پڑا اپنے ملک کو لاچار ہوکر لوٹا کچھہ رنج اور کچھہ

غصہ نہ پہاڑ دیکھتا نہ جنگل سیدھا اپنے ملک کو چلا جاتا تھا کہ اتفاقاً ایکروز اپنی فوج سے جدا ہوگیا اور نحوست ایام سے گھوڑا اوس تنہائی مین اسقدر بگڑا اور نافرمان ہوکر بھاگا کہ ایک صحرا مین جہان انسان کا پتہ نہ تھا ٹھوکر کھاکر گرا اٹھیل کو چوٹ سخت آئی وقوت حس وحرکت کی باقی نرہی جب فی الجملہ غشی رفع ہوئی تو پیاس کی شدت ہوئی اوس حالت یاس مین چارون طرف تکتا تھا پر کوئی دکھائی نہ دیتا تھا لاچار چلا چلا رونے لگا اتفاقاً اوس حالت ناکامی مین ایک دہقانی اوسطرف سے گذرا اٹھیل نے بہت منت وزاری سے اوس سے کہا کہ ذرا سا پانی پلا اور میری جان بچا اوسنے کان نہ دیا جدہر جاتا تھا چلا اٹھیل خدا کی واسطے دینے لگا اور عجز وانکسار سے بار بار پوکارنے لگا دہقانی کو رحم آگیا اور ڈہونڈ ڈہانڈ کر پانی پلایا وپھر اوسکی حالت تباہ دیکھہ کر زیادہ مہربان ہوا اور گھوڑے کو بھی پکڑ لایا واٹھیل کو بھی جھاڑ پوچھہ کر سوار کرایا واپنی راہ کھوٹی کرکے اوسکے لشکر تک گیا اور پہونچا آیا مقام غور ہے کہ اوس جگہہ نہ تزک شاہنشاہی کام آتی تھی نہ زر ومال سے مطلب برآری ہوتی تھی منت وعاجزی ہی نے آخر کام کیا دہقانی کو غلام بنا دیا قتورہ یہان تک کہہ چکی تو مین نے

درخواست کی کہ براہ مہربانی اٹھیل کی بقیۂ حکایت کو بھی پوری کیجیے
تب وہ بولی کہ بی بی اٹھیل کی وہ ہزیمت براے نام تھی کوٹنز ہی میز
اوسنے کچھ مصلحت سمجھی تھی اہل روم بھی قوت وشوکت وجرأت
اٹھیل پر بخوبی مطلع تھے اور اوسکی مراجعت کو خالی ازحکمت نہ جانتے
تھے نہ شکست کو شکست گردانتے تھے اور اوسکی آمد آمد کے انتظار میں
رہتے تھے چنانچہ دوسرے سال کے آغاز مین وہ مانند صاعقہ اپنے
دارالحکومت سے روانہ ہو مثل بلاے ناگہانی پھر مملکت اٹلی پر
نازل ہوا اور کوئی بھی اوسکا مانع ومزاحم نہوسکا شہرون کو تباہ
کرتا ہوا دارالسلطنت قسطنطنیہ کے جانب چلا د والن ٹنی آن اس
خبر وحشت اثر سے جیتے جی مرگیا اور بلا عذر ادہر اپنی بہن ہونوریا کو
اوسکی پاس بھیجدیا اور اسطرح صلح کرکے ملک اور بندگان خداکو
بچایا اودہر اوس خونخوار مردم آزار کا پیمانہ حیات لبریز ہوا
یعنی جسوقت ہونوریا اوسکے پاس پہونچی جوش مسرت وخوشی سے
بہت شراب پی گیا و اوسی جگہہ شدت نشہ سے مرگیا اور یہ تباہی
ملک اور مواصلت ہونوریا کا پھل ملا

مغرور فاضل کی ندامت

ایک بادشاہ نے کسی فاضل کو جو اپنے تئین بے بدل جانتا تھا

واسطے تحریر تواریخ ملک اور حالات بادشاہان سلف مامور
کیا تھا اور اوس فاضل کی ازبس عزت و قدر کرتا تھا اور چونکہ
اوسے وحید عصر اور فرید دہر جانتا تھا اسلیے بہت کچھ انعام
و اکرام کا متوقع کیا تھا اور خود بھی مکان پر اوسکے ہر ہفتہ
جایا کرتا تھا اور جو کچھ وہ لکھتا تھا اوسکو سُنتا تھا اس وجہ سے
فاضل کا دماغ عرش پر تھا اور جو چاہتا جھوٹھہ سچ لوگون کو
جاہل سمجھہ کر لکھڈالتا تھا اتفاقاً اوس شہر مین ایک سیاح
وارد ہوا اور لوگون سے اوس شہر کے مستفسر ہوا کہ وہان کوئی
نامی گرامی فاضل بھی ہے چونکہ اوس شہر مین بلکہ تمام ملک
مین وہ ہی فاضل ممتاز تھا اسلیے لوگون نے اوسکا نشان دیا
مسافر کمال مشتاق ہوا اور اوسکی در دولت پر پھونچا پہلے دربانونکی
روک ٹوک سے رنجیدہ ہوا پھر اندر جاکر خود عالم کی کج ادائی سے
شرمندہ ہوا باوجود بڑی دیر تک کھڑے رہنے اور بار بار سلام
کرنے کے نہ تو اوس عالم نے کچھ پوچھا نہ جواب سلام کا جو
ہر مذہب و ملت مین واجب ہے دیا لاچار باہر نکل آیا اوسی وقت
جو سواری بادشاہ کی بھی آئی تو مسافر پھر اندر گیا اور سامنے
کھڑا رہا بادشاہ نے حسب معمول فاضل سے تالیف جدید کی

پڑہنے کا اشارہ کیا اور اوسنے بکمال طلاقت و بلاغت پڑہنا شروع
کیا مسافر توشائق علم وہنر تھا کان لگاکر سننے لگا بادشاہ کی نظر جو
اوسکے غور و سماعت پر پڑی فاضل سے مسافر کی نسبت پوچھا کہ یہ
کون آدمی ہے جو اس ملک کا رہنے والا نہین معلوم ہوتا عالم نے
جواب دیا کہ کوئی سائل فلک زدہ ہی کہ بڑی دیر سے یونہین کھڑا ہے
یہ سنکر بادشاہ نے قبول کیا اور اشارہ سے مسافر کو بلاکر عالم کے
قریب بیٹھنے کا اشارہ کیا مسافر نے نہایت ادب سے جُھک کر
سلام کیا مگر عالم کی بسترے پر آنا رتکلف پاکر تھوڑی فرق سی بیٹھہ گیا
بادشاہ نے براہ اخلاق و مسافر نوازی پوچھا کہ تم کون ہو اور یہان
آنے کی کیا وجہ ہے مسافر نے عرض کیا کہ مسافر بغرض ہون اور
بجز زیارت بزرگون کے اور کوئی حاجت نہین رکھتا بادشاہ پھر
سماعت تالیف مین مشغول ہوا اور گوشۂ چشم سے مسافر کے جانب
دیکھتا رہا اسلیے کہ جہان خلاف مسافر کے مزاج کے کوئی فقرہ یا
مطلب فاضل پڑہتا تھا مسافر ناک بھون چڑہاتا تھا جب فاضل
اپنی تالیف پیش کر چکا تو بادشاہ پھر مسافر کی جانب مخاطب ہوکر
کہنے لگا کہ تمکو کچہ تواریخ دانی مین دخل ہے اوسنے جواب دیا کہ
مین جاہل نہین ہون دبعد اوسکے جو کچہ کہ عالم نے بیان کیا تھا

اوسکو بدلائل معقول اکثر جگہہ غلط ثابت کیا اور جس ترتیب سے
اوسنے سلسلہ بادشاہون کا قائم کیا تھا اوسکو قبول نکیا اور فاضل کو
اسقدر معقول کیا کہ وہ عرق انفعال سے نہاگیا انجام کار بادشاہ نے
خلعت ترتیب تواریخ اوس سیاح کو عنایت کرنا چاہا مگر اوسنے
دست بستہ عرض کی کہ مین فقیر بے بضاعت ہون ایسی استعداد
نہین رکھتا ہون کہ بار اوس کار عظیم کا اوٹھاؤن اور اپنے کو جھوٹھہ موٹھہ
بڑا کرکے دکھلاؤن البتہ جب تک یہان رہونگا موافق حکم اس عالم کے
جو اس کام پر مامور ہے مدد دونگا یہ سنکر عالم ازبس شرمندہ
و نادم ہوا اور مضمون اس شعر کو سرنامہ تواریخ پر لکھا سعدی

سو قرجان ارباب ہنر کو بدلباسی ہین ۞ کہ ہو جو تیغ با جوہر اوسی عزت ہے عریانی

پہلوان کی پشیمانی

ایک پہلوان طاقت ور کو راستے مین ایک غریب کم زور ملا پہلوان نے
اوسے دیکھہ کر کہا کہ اللہ تعالی نے تجکو کیون خلق کیا ہے ہنوز اوس
بیچارے نے جواب نہ دیا تھا کہ ایک بیل بھاگا ہوا اودہر آنکلا اور دھکا
اوسکا پہلوان کو ایسا لگا کہ اوندہے منہ ایک پتھر پر گرا اور سخت چوٹ
کھا کر کراہنے لگا یہ حال دیکھکر اوس مرد کمزور نے اوٹھایا اور اپنے

سہارے سے اوسکے گھر تک پہونچایا اور رخصت ہوتے وقت چپکے سے
پہلوان کو سُنایا کہ اللہ تعالی نے مجکو اسی مصلحت سے خلق کیا تھا
کہ جب تو گرے ولاچار و بے بس ہو تو مین اوٹھاکر تیرے گھر تک
پہونچادون اس جواب سے پہلوان شرمندہ ہوا جب تتورہ یہانتک
بیان کر چکی تمام مجمع نے تحسین وآفرین کی اوسوقت ہاجرہ نے
ابقہ سے اشارہ کیا

ابقہ کا بیان

ابقہ نے زانو ادب کو تہ کر کے یون بیان کرنا شروع کیا کہ اے
بیبیو مین طاقت بیان مین بوجہ لکنت زبان عاجز ہون پس مین
جو کچہ مختصر عرض کرون اوسکو گوش دل سے سماعت فرمایئے اور
میرے ہکلے پن سے جو کچہ گران گذرے اوسے معاف کیجیے میری
بہن تتورہ نے جو کچہ اسوقت بیان کیا فی الواقعی نہایت مناسب تھا
لیکن مین چاہتی ہون کہ اوسے بدتر عیب کی شکایت کرون اور وہ
بدترین بلا طمع ہے کہ جو اکثر اوقات اپنے دام مین پھنساتی ہے
طالبان دنیا پر مخفی نہین ہے کہ جب انسان اس بلا مین مبتلا
ہوتا ہے نیک و بد جہان کو بھول جاتا ہے حلال وحرام کی تمیز
نہین کر سکتا ہے آنکھہ وکان کو عقل بند کر لیتا ہے زن وفرزندی

محبت صفحۂ دل سے مٹا دیتا ہے اپنی قدر و منزلت کھو دیتا ہے
دوسرون کے مال و حرمت پر دانت لگاتا ہے اپنے آئینۂ ضمیر کو
زنگ طمع سے مکدر کرتا ہے و فکر اجتماع زر و دولت مین مانند اژدہے
کے پیچ و تاب کھاتا ہے حالانکہ وہ ساری تدابیر بیجا د نئے سود
ہوتی ہین حقیقت مین طمع بڑی بلا ہے اور جہان تک اوسکی مذمت
کرون روا ہے طمع سے کبھی کچھ پھل نہین ملتا طمع کے لفظ سے
ثابت ہے کہ بے نقطے کے حرفون سے بنی ہے اور حرص و ہوا بھی جو
اوسکے ہم معنے ہین اونکے حرفون مین بھی کوئی نقطہ نہین ہے اب مین
دو تین حکایتون پر اسکو ختم کرتی ہون اور بیان زشتی طمع مین اپنی
زبان کو زیادہ آلودہ نہین کرتی

حکایت

ملک چین مین حکیم لاوذی جو ایک مشہور آدمی گذرا ہے اوسکے
پیدائش کا حال تواریخ مین یون لکھا ہے کہ لاوذی کا باپ کسی
سرکار مین ایسے قلیل مشاہرہ پر نوکر تھا کہ اپنی ذات کی پرورش کی
سوا اور کسی کے کھلانے کا مقدور نرکھتا تھا اس وجہ سے خلاف
طریقہ چین کے ستر برس عالم تجرد مین رہا اکھترہوین برس بقاے
نسل کی غرض ۔ ایک نیک بخت چہل سالہ سے شادی کی ایکروز وہ

بی بی دہوپ مین بیٹھے بیٹھے سو گئی چند ساعت کے بعد دہوپ کی
شدت سے جاگی تو سارا بدن تھرتھرانے لگا و سر گھومنا شروع ہوا اوسی وقت
سے بیچارے کی یہ حالت ہوئی کہ ہر وقت جی متیلاتا تھا زبردستی کچھ
کھاتی تھی تو ہضم نہوتا تھا دو مہینے اوسی کیفیت مین گذری تیسرے مہینے
مین ثابت ہوا کہ حمل ہے بڈھا سُنکر خوش ہوا کہ نام لیوا اور پانی دیوا
پیدا ہوگا اوسی امید پر نو مہینے تیر ہوئے و دسوان مہینا لگا لڑکا بالا
نہ ہوا تو بھی امید باقی رہی مگر جب آج کل کرتے کرتے دو برس تک
وضع حمل نہوا تب تو میان بی بی دونو گھبرائے اطبا نے دیکھکر بیماری
قرار دی دوا کھلائی پلائی مگر معالجہ سے بھی کچھ نفع نہوا شوہر نے
برعکس اپنی خواہش کے جو سامان پایا تو دوسری جورو کرنے کی فکر
مین ہوا اوس بیگناہ بی بی کو طلاق دیکر جدا کیا اوس بیچاری کو
بے والی وارث دیکھکر پاس پڑوسی عورتون نے پہلے مضحکہ کرنا شروع
کیا پھر اونسے سنکر غیر محلے والے چھوٹے بڑے عورت مردون نے
چڑھا چڑھا تنگ کیا آخر لڑکون نے تالیان بجا بجا کر اوس بیچاری کو
یہانتک دق کیا کہ اپنا شہر چھوڑکے دوسرے شہر مین بھاگی لیکن
مضحکہ کی بلا ایسی پیچھے پڑی کہ جہان جہان وہ گئی لڑکون سے پناہ نملی
لاچار ع نکل شہر سے راہ جنگل کی لی * پینتالیس برس جنگل مین

اکیلی ماری ماری پھری دہناس پتی کھاکر جی چھیالیسوین سال جنگل ہی مین
وضع حمل ہوا اوسکا جنی دیکھنے مین وہ بچہ تھا مگر حقیقت مین ثانی
دستان زال تھا بچے کے سر پر سفید سفید بال دیکھہ کر ماں حیران
ہوئی پھر خود ہی سوچی کہ عرصۂ دراز تک پیٹ مین رہے رہے بڈہا
ہوگیا ہے چنانچہ لاوذی یعنی پیر نابالغ نام رکھا دشہر مین لائی و
پرورشس شروع کی لاوذی دن دونا رات چوگنا پڑہنے لگا چھہ
سات برس کی سن مین ہوش وحواس سنبھال پڑہنے بیٹھا ذہن
وذکا حافظہ شوق اچھا تھا چندہی روز مین فارغ التحصیل ہوکر ایسا
عالم باکمال مشہور ہوا کہ فغفور چین نے اپنے کتب خانہ کا داروغہ
مقرر کیا ہر قسم کے علوم و مختلف مصنفونکی بے شمار کتابین جو لاوذی نے
پائین نہایت خوش ہوا اور خوض وغور سے ہر علم کو پڑہا و فیلسوف اعظم
بنا ہزارون طالب علم کو پڑہایا اور ایک عالم کو عالم بنایا اور اپنے
مسائل مفروضہ سے ایک طریقہ جدید جاری کرکے رواج دیا اور ایک
نسخہ اکسیر کا بناکر اپنے پیرون کو سمجھایا کہ جو سامان فکر چھوڑکر اوس
اکسیر کو کھائیگا ہمیشہ جیتا رہیگا یہ سُنکر شاگردون کے سوای جو
لوگ جینے پر مرتے تھے لاوذی کے مرید ہوئے اوس فیلسوف نی اپنے
دل مین یہ سمجھہ رکھا تھا کہ فکر و تشویش سے انسان کی عمر

گھٹ جاتی ہے اور کثرت مال ودولت وزیادتی جاہ ومنصب وحکومت
سے بجای راحت کی کاہش روح اون سبکے جمع کرنے اور قائم رکھنے مین
زیادہ ہوتی ہے لہذا ہرایک اپنے مرید کو سمجھاتا تھا سوداے اکیلا ہوکے
رہ دنیا مین گرچاہے بہت جینا* ہوئی ہے فیض تنہائی سے عمر
خضر طولانی* وسرشتۂ تعلق اپنے بیگانے کا قطع کرکے جنگل مین تنہا
وکسی کی بھلائی یا برائی نہ سننا عمدہ وسیلہ ترقی عمر کا جانکر ہرایک کو
آمادہ کرتا تھا وجو لوگ زر ودولت کو باعث عیش وراحت جانتے تھے
اونسے یون کہا کرتا تھا سوداے فراہم زر کا کرنا باعث اندوہ دل ہووے
* حصول جمع سے غنچہ کو آخر ہو پریشانی* غرض لاوذی نے بہتونکا
گھر ویران کیا واپنے شاگردون ومریدون کو دشت ادبار مین آوارہ
کیا حالانکہ لاوذی کو خود اون مسائل اور نسخہ سے نفع نہوا وزندگی کے
دن پورے کرکے مرگیا لاوذی کے مقلدون نے اوسکا مرنا بھی
خالی ازحکمت نہ جانا اوس کی صورت کی مورت بناکر پرستش
شروع کی وطالبان اکسیر سے پوجوائی چند روز مین اکسیر کی
ایسی شہرت ہوئی کہ امرا اور عورتین خواہش مند ہوکر اکسیر کی
متلاشی ہوئین وطمع طول عمر کا سودا فغفور چین کو بھی پیدا ہوا
اور اپنی بزرگی اور وقار کو چھوڑکے باوجودیکہ خود سجدہ گاہ

رعایا نخا تھا مگر لاوزی کی مورت کے آگے سر جھکایا و سجدہ کر کے
اوسکے مذہب کا پیرو ہوا طوالت عمر کی طمع نے عقل پر پردہ ڈالدیا
فہم و فراست خاقانی حرص زندگی سے بیکار ہوگئی جو جڑی بوٹی لاوزی
کے تصدق مین پاتا تھا بے جانے بوجھے و دیکھے پرکھے چٹ کرجاتا تھا
بادشاہ کی سفاہت اورنادانی دیکھہ دیکھہ وزیر حیران ہوتا تھا اور جب
موقع پاتا تھا عرض معروض کرتا تھا کہ حضور ناحق جینے پر مرتے ہین
بے دیکھے بھالے جوب چینی پیتے ہین جو پیدا ہوا ہے وہ مقرر ایک روز
مریگا نہ کہین آب حیات ہے نہ اکسیر کبھی تھی نہ اب موجود ہی خدا کیلیے
جہان پناہ ہوش مین آئین اور غور فرمائین کہ خود لاوزی جو نسخۂ بقا
جانتا یا آب حیات پیتا تو کاہے کو مرتا مگر وہ طمع سے ایسا خود رفتہ تھا
کہ ہرگز بھلائی بُرائی نہ سمجھتا تھا ہر روز اکسیر کا پیالہ جینے کے شوق مین
آنکھین بند کر کے چڑھا جاتا تھا چند روز مین اکسیر نے اثر کیا بدن کا
سارا خون سوکھہ گیا آخرش ایسا کمزور ہوا کہ بقا بقا پکارتا فنا ہوا
اور طمع زندگی نے موت کا دروازہ جلد دکھلایا جس قدر ایام زندگی
باقی تھے اونکو لالچ نے گھٹا کر ساحل حیات کے پار پہونچایا

حکایت

ایک شخص قارون سے زیادہ زر و دولت رکھتا تھا تو بھی اوسکے

پڑہانے مین سعی اور کوشش کرتا تھا اوسکے ہمسایہ مین ایک
پیرزال نہایت ضعیف رہا کرتی تھی وہ ثانی قارون اوس بڑہیا کو
بھی مالدار جانتا تھا اور اوسکے مال لینے کی فکر مین رہتا تھا غرض
پہلے بوڑہیا سے محبت و اختصاص بڑہایا پھر اپنے کو بیٹا و اوسکو
مان اس تاک پر بنایا کہ بوڑہیا مہربان ہوکر اپنا وارث بناوے
اور اپنا روپیہ پیسہ بتاوے لیکن بوڑہیا بھی ہوشیار تھی کسیطرح
اوس مکار کے دام مین نہ پھنسی مُنہ بولے بیٹے کا چال چلن
جانچتی رہی دم دلاسے مین ٹالتی رہی آخر طامع نے جو دیکھا کہ بوڑہیا پر
خوشامد کا افسون نہین چلتا تو ایکروز ادہر اودہر کے دو چار
مُردون کا ذکر کیا ٹھنڈی سانسین لیکر کہا کہ زندگی کا کچھہ بھروسا
نہین موت کم بخت کبھی کہکر بھی نہین آتی کہ جو جسے وصیت کرنا ہو
کر لیوے دل کی دل ہی مین لیکر نہ مرے امان تمکو جو کہنا ہو
پہلے سے کہہ رکھو بڑہیا نے بھی آہ سرد بھری دردناک ہوکر
کہا کہ حقیقت مین بیٹا سچ کہتے ہو موت کا کیا ٹھکانا کون جانتا
ہے کہ کب کسکا پیمانۂ حیات لبریز ہوتا ہے کس سے آپ وصیت
کیجیے اور کسکی وصیت آپ سن رکھیے مجھہ کم بخت نے بہت
سے بچون کو اپنی گود مین پالا اور پھر اونکو اپنے ہاتھون لحد مین

سوالایا جبکہ مرنے جینے کا یہ حال ہے تو کیا معلوم کہ مین پہلے
مرون یا تمہارے رونے کو بیٹھی رہون تسپر بھی صلاح تمہاری
معقول ہے وصیت کرنا وکسیکو وصی بنا رکھنا ضرور ہے مگر میرے
پاس ایسا کیا ہے جسکے واسطے پہلے سے کہون سنون ہان تمکو
مین محبت مین سچا پاؤنگی تو جو کچھ کہنا ہے سواے تمہارے اور
کس سے کہونگی یہ سنکر اوس نابکار کو طاقت انتظار نرہی شہر کے
او باشون کو بلاکر اپنا راز ظاہر کیا وکئی مہینے کے بعد ایکروز بوڑہیا
کے گھر چوری کرنے کی صلاح دی اور چورون کی مدد کو آپ
سر شام سے بوڑہیا کے یہان جا رہا اتفاقاً چورون کے آنے کے
پہلے دوچار مہمان بوڑہیا کے گھر آئے اور دیر تک جاگتے رہے
واوسی درمیان مین چور بھی آئے اونہون نے گھر والون کو جو
جاگتا پایا تو دل مین سمجھے کہ وہ دغا باز اونہین مین ہے کہ چورونسے
کہے کہ چوری کرو و ساہ سے کہے کہ ہوشیار رہو اس غصہ مین
پلٹے اور اوسی دغاباز کے گھر چوری کرنے کو پھاندے مثل
مشہور ہے سونا گھر چورون کا راج اطمینان سے جو کچھ گھر مین
برسون سے جمع کیا تھا سب باندہ لیا وچلتے ہوئے اودہر وہ
دغاباز بھی مہمانون کے جاگنے سے سمجھا کہ داؤن خالی گیا اور

مایوس ہوکر سو رہا صبح کو جب گھر گیا تو دیکھا کہ جو بوڑھیا کے واسطے سوچا تھا وہ اوسیکے آگے آیا زر و مال کی تاراجی سے پیچھے چھوٹ گئے اوسکے بعد مُنہ بولی مان کو بھی دغاباز بیٹے پر شبہ ہوا اور مُنہ بولا رشتہ توڑکے اوسکا آنا بند کیا اور خود اوس محلے سے اوٹھہ کر دوسرے محلے مین چلی گئی وہ کم بخت لالچی اپنی پونجی اور ایمان کھوکر کہین کا بھی نہوا

حکایت

ایک حریص زر و مال کے جمع کرنے مین دن و رات مصروف تھا اور بلا قید حلال و حرام کے مال جمع کرتا تھا اتفاقاً دن دوپہر شہر مین ڈاکو آئے اور اوس حریص کے گھر کے جو دولتمند مشہور تھا پہلے متلاشی ہوئے اوسکے یہان سوائے ایک فرزند کے کوئی دوسرا نہ تھا جسوقت حریص کو معلوم ہوا کہ غارت گر گھر مین آیا چاہتے ہین فرزند کی فکر سے ہاتھہ اوٹھایا و زر نقد کا صندوقچہ بغل میں دباکر مکان کے پچھواڑے گیا دھری کی راہ سے نکل بھاگا لڑکے کی جان کا کچھ خیال نکیا اور دوڑ دھوپ کر ایک دوست کے گھر چھپ گیا اودھر لڑکے کو پکڑکے قذاقون نے زر و دولت کا پتہ پوچھنا شروع کیا وہ نادان ناواقف کیا بتلاتا آخرش قساوت سے

غارتگرون نے مارتے مارتے اوسکو مارڈالا اوسکے بعد غارتگرون نے
اوس گھر کو بھی لوٹا جہان حریص چھپا تھا اور حریص کا صندوقچہ
ھتیایا اور گھرون کو لوٹ پاٹ کر چلدیے جب شہر مین امن و
چین ہوگیا تو لوگ باہم ایک دوسرے کی تسلی اور دلاسے کو جمع
ہوئے اوس حریص سے بھی فرزند کی ہلاکت کی تعزیت کی اوسنے
جواب دیا کہ ارے صاحب ہم سلامت ہین تو لڑکے اور ہورہینگے
مگر افسوس دولت گئی عمر بھر کی ریاضت مفت کھوگئی وہ چلاکر
رونے لگا لوگ اوسے مردود جانکر لعنت کرنے لگے جب البقہ
یہان تک کہہ چکی تو بی بی ہاجرہ نے دنیا سے کہا کہ تمہارے نزدیک
بھی جو مناسب ہو بیان کرو چنانچہ وہ سامنے آئی۔

دنیا کا بیان

دنیا بولی کہ جہان آپ سی بیبیان دانشمند نیک خصال رونق افروز
ہون وہان کونسا امر ہے کہ جسمین میرے بیان کی حاجت اور
گزارش کی ضرورت ہو مگر ہان جو میرے ذہن ناقص مین عیب
ہے اور جسکو مین حد سے زیادہ بُرا سمجھتی ہون اوسکو چاہتی ہون
کہ بیان کرون یقیناً آپ پر روشن ہوگا کہ حسد کیا شے ہے
وہ ایک قسم کی تمنا ہے اور تمنا کی دو قسمین ہین ایک محمود دوسری

مردود پس پہلی تو وہ ہے کہ ایک شخص کا مرتبہ یا اعزاز یا راحت
ونعمت وفضیلت دیکھہ کر دوسرے کے دل مین تمنا پیدا ہو کہ یہ
نعمت مجھکو بھی میسر ہو اور دوسری یہ ہے کہ غیر کی بزرگی اور دولتمندی
یا علم وکمال دیکھہ کر یہ رنج ہو کہ یہ نعمت اوسکو کیون حاصل ہوئی
اور خواہان اوسکے زوال کا ہو پس مین نسبت اول کے گفتگو نہین کرتی بلکہ
اوسکو اچھا و بہتر جانتی ہون اسواسطے کہ پہلے کو حسد نہین کہتے وہ غبطہ کہلاتا ہے
اور باعث تحریص وترغیب امور خیر کا ہوتا ہے مثلاً اگر کسی فاضل یا حکیم کو
دیکھکر یہ خواہش پیدا ہو کہ مجکو بھی وہی مرتبہ حاصل ہو اور کوشش
کرکے علم وفضل کا اکتساب کرے تو ظاہر ہے کہ مقرون بصواب ہے
مگر ثانی جسکو حسد کہتے ہین البتہ مردود ہے اور موجب کمال بیوقوفی
اور نادانی کا ہے اور حقیقت مین معاذ اللہ خدا سے دشمنی باندہتی ہے
ساری خرابی اور فساد اسی مرض لاعلاج سے پیدا ہوتے ہین اور
ملک وبلاد اور خانمان تباہ و برباد ہوتے ہین اور حاسد کو سوا اسے
جانکاہی اور اپنے آزار دہی کے کچھہ نہین ملتا لیکن مین نہین چاہتی کہ
زیادہ تر آپ کی اوقات عالی کو اپنے فضول گوئی سے پریشان کرون
اور اتنا ہی بس جانتی ہون کہ اپنے کلام کی تصدیق مین دو تین
حکایت بیان کرون

حکایت

ایک امیر کے ہمسایہ مین ایک شخص بد نہاد آباد تھا جو تقوے و پرہیزگاری مین اپنے کو برصیصا سے بڑھکر شمار کرتا تھا اور لباس زاہدانہ اور وضع متقیانہ سے خلائق کو فریب دیتا تھا امیر اوس زاہد کی نہایت توقیر کرتا اور جب وہ آتا سرو قد اوٹھکر تعظیم کرتا مگر زاہد کے دل پر اوسکا ٹھاٹھ امیرانہ ہمیشہ کھٹکتا اور اپنے دل ہی دل مین مارے حسد کے جلتا بارہا خدا سے عرض کرتا کہ اوسکو کیون ایسا مقتدر بنایا بعض رات اوسکی اسی فکر مین کٹ جاتی اور پلک سے پلک نہ لگتی آخر آتش حسد مین اتنا جلا کہ امیر کی ہلاکت کی تدبیر کی و دعوت کا پیغام دیا امیر کو اوسکی شرارت کیا معلوم تھی سادہ دلی سے ضیافت قبول کی اور بعد اظہار شکرگزاری کہلا بھیجا کہ بسر و چشم حاضر ہونگا یہ سنتے ہی وہ کیاد سر دفتر حساد خوشی سے پھولا نہ سمایا اور اپنے دل مین کہنے لگا کہ آج امیر کی بزرگی تمام کرتا ہون اور اپنے دل کی آرزو بر لاتا ہون غرض بڑے دہوم دہام سے کھانا پکوایا اور بڑا اہتمام آراستگی مکان مین کرکے ایک بالاخانہ سجایا امیر کے جان لینے کی فکر قرار واقعی سوچ کر بڑی محنت سے بالاخانے کے زینہ کو جو قریب چھت تھا توڑ کر خس پوش کیا

اور تمام زینے پر مخملی چادر بچھا دی وا پتے دل قساوت منزل مین
سمجھا کہ امیر میری سلیقہ شعاری کو دیکھتے ہی خوش ہوگا اور بے تکلف
اوس شکستہ زینہ پر پانون رکھے گا ہنوز وہ امیر آنے نہ پایا تھا کہ
پردیس سے بعد مدت دراز اوسکا بیٹا آیا اور یہ سُنکر کہ اوسکا باپ
بالا خانے پر ہے کمال شوق مین آکر کوٹھے پر چڑہا اور خالی زینے پر
پانون رکھتے ہی نیچے گرا اور بلندی سے پستی پر آکر پھر عالم بالا کو روانہ
ہوا اوسکے گرنے کا حال سُنکر وہ حاسد بھی مضطر ہوا اور ہوش جاتی رہے
خود رفتہ ہوکر اوٹھا اور زینے کا شکستہ ہونا اوس عالم بیخودی مین
سہو کرکے خود اوسی رستہ سے نیچے آکر دوزخ کو چلا گیا سچ ہے حسد کا
ثمرہ اس سے زیادہ ہے جو اوس بدبخت نے پایا وا میر کا بال بیکا
بھی نہ ہوا

حکایت

یاد ایک فغفور نامی چین مین گذرا ہے کہ تواریخ اوسکی اوصاف اور مدح سے
معمور مین اونے وصف اوسکا یہ ہر کہ جب اوسنے دیکھا کہ بہت ملک قبضہ میں
ہے اور ایک بادشاہ انتظام اور رفاہ رعایا خاطر خواہ نہین کر سکتا
تو بلا خیال اپنے مفاد کے محض بنظر فلاح و داد دہی رعایا اپنے ملک مقبوضہ
کو دو حصہ پر منقسم کیا اور ایک کو اپنے سایۂ انصاف مین رکھا کر

دوسرا حصہ شن کو جو عقل و کیاست مین آزمودہ و فہم فراست
و انتظام ملک و نصفت و عدالت مین یہ تجربہ رسیدہ تھا عنایت
فرمایا اور اوسکے حسب و نسب اور بزرگی خاندان سے قطع نظر کرکے
محض بوادید تقوے و پرہیزگاری ساری اپنی عنایت و مرحمت کو
اوسکے جانب مصروف کیا و دو اپنی بیٹیان بھی اوسکے ساتھ بیاہ دین
شن نے علاوہ انتظام اپنی سلطنت کے یاو کی جان نثاری اور
مدد دہی مین انتہا درجہ کی وفاداری کی و باوجود این ہمہ بادشاہت
اپنے باپ کے اس درجہ کو اطاعت کی کہ جسوقت اوس کم بخت نے
ایک بھوسے کے انبار پر چڑہنے کا شن کو حکم دیا وہ بلا توقف زینہ
لگاکر چڑہ گیا اور باپ نے جو بربنا قساوت زینہ کو علحدہ کرلیا اور
بھوسہ مین آگ کا شعلہ رکھوادیا تو بھی فرمان برداری باپ مین
ثابت قدم رہا اور کسیطرح نہ ڈگمگایا مگر لوگون نے بچالیا اوسکو اس
مرتبہ و جاہ کو دیکھ کر باوصف این ہمہ فروتنی و انکسار ایک سوتیلا
بھائی حسد کرنے لگا اور درپے آزار ہوا اور محض آتش حسد سے
جلکر فکر مین ہوا کہ کسیطرح شن کو مار ڈالے اسلیے طرح طرح کی فکرین
کرتا رہا آخرش ایکمرتبہ ایک باولی مین اوسکو ڈھکیل دیا اور اپنی دانست مین
کام تمام کرکے چلدیا مگر محافظ حقیقی نے شن کو بچالیا تو بھی شن نے

کسی سے اوس جفا کا ذکر تک کیا اور سزا دینا اور مواخذہ کرنا
تو ایک بڑی بات ہے جسوقت وہ ظالم شن کے صحیح و سلامت
نکل آنے پر مطلع ہوا مارے ڈر کے زرد ہوگیا دوسرے روز شن ہم
اوس حاسد کے گھر گیا اور بھائی کا ہاتھہ پکڑکر کہا کہ جو تمکو درکار ہو
لے لو اور مت گھبراؤ اب اس حسد کو بنظر تعمق دیکھنا چاہیے کہ
کسی قسم کا فائدہ شن کی ہلاکت سے اوس مردود ازل و ابد کو
نتھا اسواسطے کہ نہ وہ بادشاہ ہو سکتا تھا نہ اوسکو یہ حوصلہ تھا
اسلیے کہ محض ایک کاشتکار تھا مگر ان شامت حسد سے وہ یہ
چاہتا تھا کہ شن اور اوسکا نام مٹ جاوے سو اوسکا نام بہ نیکی
اور اوس ظالم کا بدی کے ساتھہ ابتک صفحۂ روزگار پر قائم ہے

حکایت

شہر فرمو واقع ملک روم قدیم مین ایک شخص تھا کہ صغر سن مین
اوسکا باپ مرگیا اور بجز اوسکے ایک چھوٹی بہن کے کوئی سرپرستی
کو نرہا بھائی نے بہن کو مانند اپنے لڑکی کے پالا اور جب وہ لائق
شادی ہوئی بیاہ کیا اور فرط محبت سے روا دار نہوا کہ وہ اپنے
شوہر کے گھر جاوے اسواسطے اوسکے شوہر کا بھی بار اپنے سر پر
لیا جو کچھہ کماتا تھا بہن کو اوس مین سے بہت کچھہ علاوہ نان ونفقہ

و دیگر کفالت سے دیتا تھا جب عالم تجرد مین عرصہ گذرا اور بوڑھا
ہونے لگا تو اوسنے شادی کی اور جورو کو گھر مین لاکر اپنی بہن کی
دلجوئی اور خاطرداری کرنے کی نہایت تاکید کی جورو بھی اوسکو
ایسی نیک طینت اور فرخندہ سیرت ملی کہ وہ شوہر سے زیادہ
اوسکی بہن کی اطاعت کرتی تھی شوہر اوسکی حسن خدمت سے
جو بہ نسبت اوسکی عزیزہ بہن کے ظہور مین آتی تھی بہت خاطر کرتا
اور توقیر و عزت کا خیال رکھتا مگر باوجودیکہ اوسکی عزت اور حرمت
کی باعث وہی بہن تھی تو بھی جو خاطرداری بھاوج کی منجانب بھائیکے
ظہور مین آتی تھی اوس بہن کو ناگوار ہوتی تھی اور اپنے دل ہی
دل مین جلی جاتی تھی اور چاہتی تھی کہ کوئی قصور سنگین لگا دے
و ایسی درانداز ی کرے کہ بھائی کے نظر سے بھاوج گر جاوے
غرض اس حسد پر ایک عرصہ گذرا اور کوئی تدبیر رسوائی بھاوج
کی بوجہ کمال اوسکی پارسائی کے نہ بن آئی و بھائی کو بھی عادت
شکوہ و شکایت خفیف نہ بھائی تو اوس کم بخت کے دل مین
یہ سمائی کہ بھاوج کو رانڈ دیکھہ کر اپنا دل خوش کرے اور اوس
گھر مین رہنے لگی اتفاقاً کسی ہمسایہ کے یہان تقریب شادی کی
ہوئی اور وہ خود مع بھاوج کے ہمسایہ کے گھر جاکر شریک محفل

شادی ہوئی ادہر بھائی کو کسی امر کی ضرورت شدید پیش ہوئی
چنانچہ وہ اپنے بہنوئی کو اپنے حجرے مین بنظر حفاظت سُلا کر
چلا گیا وہان شادی مین بھی درمیان عورتون کے غیبت بہن
بھاوج کی بہت کچھ مدح اوس حاسد بہن نے سُنی
اور آگ حسد سے جل بھُنکر کباب ہوگئی اور دردسر کا بہانہ کرکے
بعد آدہی رات کے رخصت ہوکر اپنے گھر آئی اور اس خیال سے
کہ مبادا شوہر جاگ اوٹھے اپنے حجرہ مین نہ گئی باورچی خانہ
مین جاکر مچھلی صاف کرنیکا بڑا سا چاقو لیکر بھائی کے حجرہ مین گھُسی
اور اس فکر مین ہوئی کہ بھائیکا کام تمام کرکے محفل شادی کی ہنسی
خوشی کے عوض مین بھاوج کو رولاوے چاقو کو کلیجہ پر بھونک دیا
اور ایسا زخم کاری لگایا کہ چلانا اور غل مچانا کیسا کروٹ لینے کی
بھی بیچارے کو نوبت نہ آئی اور خود ایک جگہہ بیٹھی ہوئی سوچا کی
کہ اپنے بچاؤ اور رفع الزام کی کیا تدبیر کرے قصہ کوتاہ کچھہ
رات رہے چور چور کا غل مچایا ہمسایے کے لوگ چونک چونک
دوڑے بھاوج بھی خراب خستہ دل برشتہ آئی اوسوقت جو دیکھا
نند کا سوہاگ خاک مین ملا تھا شوہر اوسکا مرا پڑا تھا رونا پیٹنا
شروع کیا قاتلہ کا عجب حال ہوا نہ تو رویا جاتا تھا نہ چپکے رہا جاتا تھا

کہ آفتاب کے طلوع ہوتے ہی اوس ظالمہ کا بھائی بھی آیا اور حقیقت حال پر مطلع ہوا بہن نے اپنا کیا آپ پایا بھاوج کا کچھ نہ بگڑا جب دنیا یہان تک بیان کرچکی تو بڑی بی بی نے الیفر کو جو اوسکی بھانجی تھی پیش کیا اوسنے بہت کچھ عجز و انکسار کیا و آخر مؤدب ہوکر کہنا شروع کیا

الیفر کا بیان

مین چاہتی ہون کہ بخل اور بخیلون کی مذمت کرون اور اس عادت کی برائی کو آپ پر ثابت کرون اے بیبیو عرصۂ دنیا کو ہر شخص ناپایدار جانتا ہے اور کس و ناکس اوسکو مزرعۂ عاقبت کہتا ہے و ہر شیبہ بخیل بھی بخوبی اوسکو جانتا ہے مگر زر و مال دنیا کو اسقدر مضبوط اور استوار پکڑتا ہے کہ مرنا اوسکے چھوٹنے سے آسان ہے اہل بخل کی مذمت مین جہان تک زبان یاری دیوے یہ ناچیز چاہتی ہے کہ بیان کرتی چلی جاوے تا بوجہ کمی بیان کے الزام بخل کا مجھپر عائد نہو جاوے لیکن جانتی ہون کہ آپ بخیلون کو خود برا جانتی ہین اور میری مذمت کرنیکی حاجت نہین رکھتین اسلیے مین اپنا مقصود اور منشا ظاہر کرتی ہون کہ مین بخل کسکو کہتی ہون سو واضح ہو کہ بخل نخل دولت کا وہ پھل ہے کہ ڈال مین اوسوقت تک رہے

کہ سڑکے گر جاوے اور کسیکے کام نہ آوے اور بخیل سے میری مراد یہ ہے کہ نگہبانی زر و مال مین درجۂ اعتدال سے بڑہکر اسقدر تو غل کرے کہ خود اوسکی راحت وعزت مین خلل آدے میری مراد یہ نہین ہے کہ مین اس الزام کو اون لوگون سے منسوب کرون جو مال و دولت نہین رکھتے یا جنکے پاس اونکی احتیاج سے زائد نہین ہے یا جو لوگ طریقۂ اعتدال پر قدم زن یا پابند آئین احتیاط ہین اسلیے کہ اگر اونسے داد و دہش بے محل سرزد ہو تو مین اونکو ملزم اسراف کا ٹھہراؤنگی اور اونکے معائب بخیلون سے کہین زائد بیان کرونگی لیکن جو کچہ مین بیان کرتی ہون اونہین لوگون سے مخصوص ہے کہ جو خود قدرت آسایش کی رکھتے ہین اور نہ تو خود اوس قدرت سے متمتع ہوتے ہین اور نہ دوسرون کو مستفید ہونے دیتے ہین بلکہ اپنے اہل و عیال اور عزیزون اور دوستون سے دریغ کرتے ہین اور آخرت کو ضائع و برباد چھوڑکر دنیاے چند روزہ سے پُر ارمان اوٹھہ جاتے ہین اور مین ایسی کنجوسون کو لئیم کہتی ہون کہ جو قطع نظر اسکے کہ خود کسی کے ساتھہ باوجود مقدرت سلوک نہین ہوتے اور دوسرون کو بھی حسن سلوک سے باز رکھتے ہین اور صاحبان کرم پر زبان طعن کی کہولتے ہین اور اپنے بخل و خست

کی عقل کو طریقہ معاش جانتے ہین میری سمجھ مین بخیل
حاسد سے زیادہ تر ذلیل ہوتا ہے کہ مال و دولت کے ہوتے
ہوئے خست کی بدولت اپنی توقیر و عزت کھوتا ہے اور دوسریکو
راحت و آسایش اوٹھاتے ہوئے دیکھ کر تحلیل ہوتا ہے پس
میری راے مین مذمت بخیل کی حاسد کی حقارت پر بھی حاوی ہے
اسلیے کہ جو بخیل ہوگا وہ حاسد بھی ضرور ہوگا اور دوسری کی
جود و بخشش پر خواہ نخواہ جلیگا افسوس یہ ایسی بد اور بُری عادت
ہے کہ حرمت کھونے اور ذلت اوٹھانے پر بھی نہین جاتی
کیڑون مین شہد کی مکھی بہت عاقل کہلاتی ہے اور حقیقت مین
انتظام شاہانہ و نظم و نسق ملوکانہ رکھتی ہے ظاہر ہی کہ شہد کی
مکھیان اپنے جدا جدا گروہ بناتی ہین اور اپنے اپنے گروہ مین
ایک کو سردار بناکر اوسکی مطیع رہتی ہین اور دل و جان سے
اپنے کو اوسکا ہواخواہ اور اوسکو اپنا مالک و مختار جانتی ہین اور
اطاعت و پیروی حکم مین ہروقت مستعد و طیار رہتی ہین و ہرگاہ
ایک مقام سے دوسری جگہہ جانے کا ارادہ کرتی ہین تو پہلے
مخبرون کو سردار حکم دیتا ہے کہ محل آسایش تلاش کرین اور
جس جگہہ پہ چیز بکار آمد مل سکے اور بفراغت بسر ہو سکے اوسکو

تجویز کرکے خبر دیوین بمجرد حکم جاسوس تجسس ہوتے ہین اور
موقع پاکر سردار کو خبر دیتے ہین اوسوقت حکم کوچ کا ہوتا ہی
اور گروہ سے مقدم مخبر راستہ بتلانے کو اوڑتی ہین اونکے پیچھے
پیچھے پھر سارا ڈل چلتا ہی چنانچہ اوسکا لطف دیکھنے والون کو بے
بتلائے مل سکتا ہے سردار ہمیشہ بڑھا ہوا ہوتا ہے اور بعد اوسکے
صف بصف ساری فوج ہوتی ہے اور منزل بمنزل مقام مقصود پر
نزول اجلال فرماکر ہمراہ مخبرون کے سردار خود اوس مقام کو
چارون طرف ملاحظہ کرتا ہے اور مقام مناسب پر حکم قیام صادر
فرماکر بنیاد قصر و ایوان کی ڈال دیتا ہے اور بمجرد اوسکے دیوان خاص
و عام و خلوت و خزانہ و گارد و چھاونی سب مرتب ہونے لگتی ہے
بعد فراغت اوسکے پھر تلاش معاش کے واسطے جنکو حکم ملتا ہے
وہ روانہ ہوتی ہین اور جنکو حفاظت و نگرانی کی خدمت ہوتی ہی
کچھ طلایہ پر اور کچھ چھاونی مین بعض در دولت پر حاضر رہتی ہین
و غیر حاضر جب پلٹ پلٹ آتی ہین تو عطر و گل و ریحان خزانہ مین
داخل کرنے کو اپنے ساتھ لاتے ہین اوسکے ملاحظہ کے لیے بھی
پہلے سے چند خاص مکھیان مامور و مستعد رہتی ہین اور وہ پرکھ
پرکھ کر داخل کرنے کی اجازت دیتی ہین جو ناقص و خراب جنس

لاتی ہین اونکو مثل زر قلب فوراً واپس کرکے سزا کے لیے حاضر
کرتی ہین اور وہ اپنے کیفر کردار کو پہونچتی ہین اور علاوہ اونکے چند کہیان
ہر چہوٹے چہوٹے گروہ تلاشی بمعاش کے ساتھہ اس غرض سے
مامور ہوتی ہین تا نگران رہین کہ حد معینہ سے زائد وہ خود نوش
نکرین پس جنکو فضول صرف کرتی ہوئے وہ پاتی ہین اونکو بروقت
واپسی گرفتار کراتی ہین پس یہ ساری افعال کیسے خوش انتظامی
کے معلوم ہوتے ہین اور بکار آمد سلاطین کے ہین کہ اون تدابیر
سے خزانہ کو جمع کرین اور مواقع مناسب مین صرف کرین اور اگر
اونکو موقع صرف نملے اور دوسرے غنیم کے ہاتھہ مین جاوی تو بھی
ملک کے کام آوے لیکن کہیون کا انتظام عوام کے کام کا
نہین ہے اسواسطے کہ کہیان وہ ساری وقت اور مشقت جو واسطے
جمع کرنے شہد کے اوٹھاتی ہین غرض اونکی اوس تعب اور محنت
سے یہ ہوتی ہے کہ ایام معینہ مین اوسکو بفراغت کھائین سو وہ
دن اونکو خیر سے نصیب نہین ہوتا اور اونکا اندوختہ کوئی نہ کوئی
لاتین مارکے یا اونکو ملا جھلا کر چھین لیتا ہے اور خست کے
عوض مین اونکو جان دینا پڑتا ہے اور جو قسمت کی یاوری سے
بچ جاتی ہین تو پھر اونکو وہی بادیہ پیمائی اور سرگردانی کا دکھہ

اوٹھانا پڑتا ہے مین اونکو ضرور کریم کہتی اور اونکی حد سے زیادہ ستایش کرتی اگر غرض اونکی شہد کے جمع کرنے سے یہ ہوتی کہ دوسرون کو فائدہ پھونچے لیکن برعکس اسکے چونکہ خواہش اونکی یہ نہین ہوتی بلکہ مقصود یہ ہوتا ہے کہ خود کبھی زمان آیندہ مین منتفع ہون تو مین ضرور برا کہتی ہون اور اصل خسیس سی اونکو نسبت کرتی ہون کہ بعینہ وہی حال خسیس کا ہوتا ہے کہ وہ ساری محنت و مشقت راحت کی امید خیالی پر کرتا ہے لیکن بجز کف افسوس ملنے کے اوسکے ہاتھ کچھ نہین لگتا اسکی شاہد حال حکایت نابینا کی ہے

حکایت

بصرے مین آثم نام ایک شخص رہا کرتا تھا تمناے اولاد مین مرتا تھا الا لڑکا پیدا نہوتا تھا خدا خدا کرکے پچاس برس کے سن مین لڑکا جو پیدا بھی ہوا تو قسمت سے اندھا ہوا آثم کو نہایت قلق و غم والم ہوا تو بھی وہ ہی نور چشم اوسکا سرور سینہ اور آنکھونکا اوجالا تھا کمال الفت کرتا تھا اور رات و دن اس فکر مین رہتا کہ بعد اوسکے اندھے لڑکے کو راحت اور فراغت رہے لہذا فکر سے روپیہ جمع کرتا تھا حتی کہ بہت کچھ چھوڑکر مرگیا اندھے نے ورثہ

پایا قابض متروکہ ہوا گو کہ وہ روپیہ اوسکے مدت العمر کو کافی اور بسیر
تھا مگر خیال محال پیدا ہوا کہ اگر یہ اندوختہ صرف ہو جاوے گا اور
ضعف پیری کشور طاقت کو تاراج کریگا تو اوس وقت کچھ بنائے
نہ بنے گا پس اسکو جیون کا تیون رکھکر ابھی ہاتھ پانون سے
کام نکالنا چاہیے چنانچہ شہر سے دور دور تک جاتا اور ذلت
سوال اوٹھاکر آپ کو بے نوا و محتاج ظاہر کرتا اور لوگون کے قلوب
کو اپنے جانب مائل کرکے کچھ لے مرتا اور اوسمین سے بھی تھوڑا کھاتا
اور بہت کچھ بچا رکھتا بعض ہمسایہ جو اوسکے اہل دولت ہونے پر
مطلع اور واقف تھے صلاح دیتے تھے کہ شادی کرلے تاکہ راحت
ملے اور گھر سے باہر جانے کے بعد محافظ و نگران رہے مگر اس
اندیشہ سے کہ دوسرے کی بھی کھانے پینے مین شراکت ہوگی
اور بعد اوسکے اولاد بڑھیگی دل اوسکا قبول نکرتا لوگونکو آج کل
کرکے ٹال دیتا ایک روز حسب معمول وہ نابینا بھیک مانگنے کو
گیا موقع پاکر چورون نے گھر مین دخل کیا و باطمینان خاطر کھود
کھاد کر دفینہ کو پایا اور خوب ہاتھ صاف کرکے راستہ لیا
جسوقت وہ اندھا گھر مین آیا زمین کو کھدی پاکر گھبرایا معلوم ہوا
کہ سارا روپیہ چوری گیا نہایت کڑہا و آخر اوسی کوفت مین مرگے

رہگیا نہ تو وہ دن آئے کہ بوڑھاپے کے دن دیکھتا نہ باپ کے
روپیہ سے کچھ فائدہ پایا بلکہ بھیک کی ذلت اور ہمسایون کی
شماتت سے بے مارے مرگیا

حکایت

مصر کے ملک مین قارون نامے ایک بڑا حریص اور طامع
کاشتکار رہتا تھا عندالمذکور اوسنے ایک طبیب یونانی سے سُنا
کہ شہد کھانسی کو بیخ و بن سے کھوتا ہے بلغم کو سینہ و معدہ سے
دھو ڈالتا ہے بصارت کو نہایت قوت دیتا ہے بھونک کو دونا
کرتا ہے اور ہضم طعام مین بہت کچھ اعانت کرتا ہے خون صالح
کو بڑھاتا ہے اور شلجم مفتح سدہ و قاطع و منقی بلغم لزج و رطوبات
و جاذب بلغم و سموم بارده و مقوی معدہ و رافع ریاح ہے یہ بیان
سنکر کاشتکار للچایا و بہت خوش ہوا کہ مفت کا نسخہ ہاتھ آیا
دل مین خیال کیا کہ شہد لانا چاہیے مگر دوسرے خاصۂ شہد کو
یاد کرکے گھبرایا کہ بھونکھ بہت لگاتا ہے مبادا اوسکو استعمال سے
معمول سے زیادہ کھانے لگے اسواسطے پہلے شلجم بونے کا اس
خیال سے ارادہ کیا کہ اور زراعت کے ساتھہ مفت ہوگا اور
اوسکا کھانا کچھ نہ اکھرنگا اور وہ بھی بجای خود دوا ہوگا غرض دلمین

یکا ارادہ کیا کہ تمام سال شلجم و شہد پر اکتفا کرے اور باقی زراعت
سے روپیہ جمع کرے چنانچہ شلجم کو بویا اور بڑی خبرداری سے
طیار کیا و اوبال اوبال کرچپٹ کرنے لگا اور شہد کی تلاش مین
جنگل کا راستہ لیا و ایک درخت پر شہد کا چھتہ دیکھ کر خوش ہوا
پرائے جمع کیے ہوئے مال پر بلا لحاظ اپنی خست وطمع کے شیرازہ
نحل کھیون کو قطع کیا و بے تکلف لیکر چل دیا و کئی مرتبہ یون ہی
مال مفت لاتا رہا و شہد و شلجم پر اکتفا کرتا رہا و دوسرے غلہ مین
کسیطرح ہاتھ نہ لگایا ایک مرتبہ پھر شہد لینے کو درخت پر کھیون کو
جلا بھنا کر چڑھا اتفاقاً چند کھیان زندہ بچ گئین تھین اونہون نے
اسقدر ڈنک مارے کہ ہوش باختہ ہوا و درخت سے گرا فوراً
رشتۂ حیات چور ہوا و مرض خست دور ہوا غلہ جو گھر مین طیار
تھا وہ جنکی قسمت کا تھا اونکے ہاتھ آیا اور زرنقد سے کئی شخصونکا
کام نکلا

حکایت

ایک کسان سرآمد کنجوسان ملک ہند کے ایک گانون مین
بستا تھا دانہ دانہ ہر ایک خوشہ کا چنتا تھا چنیٹی چوہون کا بھی
اندوختہ بلون سے کھود کر نکالتا تھا اور جب اسطرح جمع کرنے سے

فراغت پاتا تھا تو اپنے کھانے کو پیمانۂ خست مین تول کر نکال لیتا
تھا باقی کے دام کرکے قارون کے واسطے زمین مین گاڑ دیتا تھا
وجس قدر اپنے اہل وعیال کے لیے جدا کرتا تھا اوسکو سال کے
روزون پر حساب کرکے ہر روز کی خورش کے مقدار کو علیحدہ
کر دیتا تھا اور خود مع اہل وعیال کے اوس سے زائد کسیطرح
نہ کھاتا تھا نہ کھانے دیتا تھا زن و فرزند کی واویلا کو مطلق نہ
سنتا تھا اور اسطرح وہ کم بخت زندگی کے دن بھرتا تھا اتفاقاً
ایک سال موافق معمول کے اپنے حصہ کے غلہ کا جو شمار کیا تو
تین سو چوسٹھ دن کے موافق نکلا ایک روز کی غذا کا گھاٹا ہوا
ہر چند سمند فکر بخل کو چارسو دوڑایا مگر بجز اسکے کہ ایک روز بھوسہ
کھانے پر اکتفا کرے کچھ اور ہاتھہ نہ آیا ہلا تاخیر اوسکو عمل مین
لایا اور جورو لڑکون کو بھی مشورہ دیا مگر اون بیچارون سے
کھایا گیا اونہون نے فاقہ ہی کرنا غنیمت جانا اور بہت کچھ اوس
بخیل کو سمجھایا کہ یا تو وہ صبر کرے کہ بعد سال کے وہ دن آوے
جسمین بھوسہ پھانکا جاوے یا پہلے ہی روز فاقہ کر لیوے مگر
اوس بدبخت نے نہ مانا اور جسطرح ہوسکا زہر مار کیا بجرد اوسکے
کھانے کے پیٹ مین درد ہوا اوسکو بھی مخفی کیا کہ اگر زن و فرزند

سن پادینگے علاج کی فکر مین گھر لٹادینگے انجام کار تڑپ تڑپ کر مرگیا

حکایت

شہر سمیرنا مین ایک مرد مالدار رہتا تھا گو کہ عارضۂ بخل مین مبتلا و
ذلیل خوار تھا مگر صاحب درم و دینار جان کر لوگ وقار کرتے تھے
اور درازی سن و سال سے بزرگی اوسکی ملحوظ رکھتے تھے باایںہمہ
وہ ہمیشہ اپنی ناداری ظاہر کرتا اور ہر شخص سے اپنی تنگدستی
بیان کیا کرتا اوسکے ہمسایہ مین ایک سُنار سخاوت شعار بھی بستا تھا
جو کوئی لب سوال اوسکے روبرو کھولتا اپنے مقدور کے موافق
اوسکو دیتا اور ہمیشہ دوست و آشنا و عزیزون و یگانون کی دعوت
و مدارات کرتا جب اوسکا مطبخ روشن ہوتا مالدار کے دل پر سانپ
لوٹتا جی ہی جی مین گھوٹتا کہ ہاے ہاے یہ کیسا سودائی ہے
کہ ایرون غیرون کو کھلاتا ہے و مزہ یہ ہے کہ باوجود اس نفرین
کے کبھی کبھی خود بھی بے بلائے جا پہونچتا اور بے زہر مار کیے نہ
اوٹھتا ایک روز سُنار سے کہنے لگا کہ کیون یار تمکو ایسا کیا ملتا
ہے جو تمہارے ہاتھ سے بیدریغ لوگون کو لٹتا ہے اوسنے جوابدیا
کہ حضرت سلامت اوسط آمدنی میری چھ سو روپیہ سال ہے آدمیز
نہین سو تو نفقہ میرے اہل و عیال کا ہوتا ہے اور سو روپیہ سال

بخیال تال کہ شاید اعضا بیکار ہوجاوین اور موت آنے مین تاخیر
کرے تو کام آوے رکھہ چھوڑتا ہون دو سو روپیہ جو باقی بچتے ہین اوسمین
سے کچہہ توزاد عقبیٰ کرتا ہون کچہہ آپ ایسے دوستون کی تواضع
و مدارات مین خرچ کرتا ہون یہ سنتے ہی پیٹ اوس دنی کا پانی ہوگیا
انجام کار جب گربۂ اجل نے اوس نابکار کا قفس عنصری توڑا اور
شہباز موت نے طائر روح کو جھنجوڑا تو صرف ایک بیٹے کو وارث
چھوڑا بعد اوسکے فی النار ہونے کے ہرچند اوسکے فرزند نے ڈہونڈہا
مگر اندوختۂ پدر سے کچہ نپایا کہ تجہیز و تکفین مین صرف کرتا آخر اوسی
سنار سے سائل ہوا اور ایک تیرہ و تار مغاک مین اوس خبیث کو
تہ خاک کیا اتفاقاً اوسی سال مین مکان کی ایک دیوار جو گری
تو اوسکی بنیاد مین ایک حوض پُر از زر سرخ و سفید نظر آیا اوس
یتیم نے جانا کہ خدا نے اوسکے حال پر رحم کہایا پہلے تو لوگون کا
قرض چکایا و بعد اوسکے مکان کو از سر نو جو تعمیر کرنے کو منہدم
کیا تو دو حوض اور ملے بکمال راحت و فراغت اوسنے بسر کی اور
کبھی اوسکے خیال مین بھی نہ آیا کہ اوسکے باپ نے جمع کر کے
چھوڑا تھا عنایت غیبی و مرحمت خداوندی جانکر شکر کیا بہت کچہ
راہ خدا مین دیا اور اوس بضاعت سے تجارت کر کے بہت

کچھ پیدا کیا اور چین آرام سے بسر کیا بعد مدت کے ایک کتاب بیر
ادس بجمیل کے یہ عبارت لکھی ہوئی ملی فلان فلان سمت کی دیوار
کے نیچے مین نے چار حوض مین اشرفی و روپیئے گاڑے ہین جب
بڑی ضرورت ہو وجان پر بنے تب میرے وارثون کو اختیار ہے کہ
کھود کر نکالین مگر ضرورت سے زیادہ نہ لین ورنہ مجھے قبر مین چین
نہ آویگا جب الیفر یہان تک کہہ چکی تو ہاجرہ نے تمر کو اشارہ کیا
اوسنے بعد ثناء و صفت اون بیبیونکے جو جمع تھین یون کہنا شروع کیا

تمر کا بیان

اے بیبیو میری چار بہنون نے جو کچھ بیان کیا اونکے مطالب
نہایت مفید اور کارآمد ہین اور جن عیوب کی اونہون نے مذمت
کی وہ لائق پرہیز ہین مین بھی چاہتی ہون کہ کچھ عرض کرون اور
ایسے بڑے عیب کا مذکور کرون جس سے علاوہ نقصان
فاعل کے دوسرون کو بھی ضرر پہونچتا ہے اور وہ بلا رخشم و
غضب ہے کہ جس سے تغیر و برآشفتگی مزاج انسانی مین دخل
پاتی ہے وعقل تسلیم عرض کرکے رخصت ہوجاتی ہے حماقت ونادانی
پابوس ہوکر دماغ پر جگہہ لیتی ہے اوسوقت جو اذیت صاحب
خشم وغضب کو ہوتی ہے وہ اوسکا دل جانتا ہے بہت کچھ کہنے کو

اوسکا دل چاہتا ہے مگر زبان مین لکنت اور آواز مین گرفتگی
ایسی ہوتی ہے کہ ازخود رفتہ ہوکر جو کچھ اوسوقت سوجھتا ہے
بے ٹھیک ٹھکانے بک دیتا ہے پس یہ صفت زشت خاصہ مردمان
بے نام و ننگ ہے کہ مثل آتش سنگ اونکے دلون مین بھری
رہتی ہے و ذری سے رگڑ مین شعلہ ور ہوکر خود اونکو اور سبھون کو
جلاتی ہے اور نیک و بد عالم و جاہل صغیر و کبیر کو ضرر پہونچاتی ہے
اور جب کبھی دوسرے پر زور نہین چلتا ہے تو خود اپنے ہی پر
اتمام غصہ کا ہوتا ہے اور غضب پروری مین غصہ ور اپنی جان دیتا
ہے افسوس کہ یہ عیب دوستون کو دشمن جانی بناتا ہے زن و
فرزند کو مدعی کردیتا ہے بڑے بڑے بادشاہان نامدار اور امراے
کبار کی ہلاکت اور بڑے بڑے عزت دارون نامی و گرامی کی
ذلت و خرابی و خواری کا باعث یہی ہوا ہے مطیعان غیظ و
غضب کو لوگ دیوانے گنتے جانتے ہین اور اونکی نزدیکی سے
جہانتک بن پڑتا ہے بھاگتے ہین و لطف یہ ہے کہ جس طرح
غیر غصہ ورون کو برا جانتے ہین اوسیطرح غصہ ور خود بھی اپنی
برائی کو جانتا ہے اسلیے کہ جب غصہ پورا ہوچکتا ہے تو منفعل ہوتا
ہے اور اوسوقت کہ جب تلافی ممکن نہین عذر کرتا ہے مین نے

اکثر غصہ وروں سے یہ سنا ہے کہ غصہ مثل عارضہ صرع کے اونپر
عارض ہوتا ہے اور بے خود کر دیتا ہے سو شاید ہو اور مین اوس سے
انکار بحث بھی نہین کرتی مگر یہ ضرور کہہ سکتی ہون کہ وہ غصہ نہایت
قوی اسباب سے پیدا ہوتا ہوگا اور شاذ و نادر ہوگا لیکن جو غیظ و
غضب معروف ہے اور جسکو عام غصہ تعبیر کرتے ہین یہ ضرور ارادی
ہوتا ہے اسواسطے کہ جو لوگ غصہ و غضب مین مشہور ہین اونکو
ہمیشہ مین نے اپنے زیردستون ہی پر غصہ کرتے ہوئے دیکھا اور
سُنا اور کبھی اونکو زبردستون کے مقابلہ مین چین بجبین ہوتے
ہوئے نہ دیکھا افسوس کہ نو دولتان کم ظرف و فرومایگان وون ہمت
اپنے اظہار صولت و شوکت کے واسطے یہ عادت زشت اختیار
کرتے ہین تا عوام صاحب رعب سمجھین اور معززین و اکابرین شمار
کرین حالانکہ انجام کار بوجہ اوسیکی ذلیل و خوار و مبتلاے آلام
و آزار ہوتے ہین چنانچہ بمصداق اپنے بیان کے دو تین حکایت
بیان کرتی ہون

حکایت

ہمارے شہر مین ایک عورت پریشان حال مگر صاحب حسن و
جمال رہتی تھی ایک تاجر نے جو شہرہ خط و خال سُنا نادیدہ حسن

شنیدہ پر خواہش مند ہوا اور حسب مراسم متعارفہ ہمارے بلاد کے
شادی کی تاجر اگرچہ زیادہ مالدار نہ تھا اسواسطے کہ صرف تشبازی
کے کھلونونکا بیوپار کرتا تھا لیکن خوش وخورم تھا و متوسطین کیطرح
گذران کرتا تھا و چار نوکر بھی رکھتا تھا جورو کو ذریعہ خانہ آبادی سمجھا
اور اپنے گھر لاکر شاد و مسرور ہوا و صورت ظاہری پر بی بی کے
فریفتہ و دلدادہ ہوا زوجہ بوجہ مراعات روز افزون بد مزاجی کو بھی
ایک حسن ادا جانتی تھی اور تیوری چڑھائے رہنا اور سیدہے نچلنا
ادا ے معشوقانہ سمجھتی تھی شوہر یہ سمجھ کر کہ چند روز مین صاحب اولاد
ہوکر خود سیدھی ہو جائیگی ٹوکتا و روکتا نہ تھا مگر شوہر کی
چشم پوشی و درگذر سے اوس ناشدنی کا غصہ دن دونا رات چوگنا
بڑہتا تھا ایک شب بضرورت وہ تاجر باہر گیا تھا اور یہ نیک بخت
شمع آگے رکھے ہوئے کچہ سی رہی تھی کسی اونسے قصور پر
ماما سے برہم ہوئی اوس کم بخت ماما کے منہ سے یہ نکل گیا کہ
مین بھی انسان ہون زبان سنبھالیے اپنے کو آپ غصہ مین
دوکھہ نہ دیجیے نوکر کی کیا بساط جسکی وجہ سے آپ رنج اوٹھاتی
ہین لے بی بی میری سزا تو بہت بڑی یہی ہو جاتی کہ آپ مجھے
جواب دیتین ادہر اوسکا یہ کہنا تھا کہ دفعتاً یہ کہتی ہوئی کہ تو جانتی ہے

کہ صحیح و سلامت گھر جاویگی کمال غصہ مین آگر اودہر تو وہ ماما کے
مارنے کو لپکی ادہر بی بی کے دوپٹے مین شمع کی لو لگ گئی و پایجامہ بھی
جلنے لگا لینے کے دینے پڑے ماما نے دوڑکے کپڑے نوچے اور ادہر
اودہر گھبرا کے پھینکے اوسی نوچ کھسوٹ مین فرش جلنے لگا اور جلتے
جلتے آناً فاناً آتش بازی کے کھلونے کی ہنڈی تک آگ جا پہونچی
کہ وہ یکبارگی اوڑی اور گھر کو لیکر چلی ماما نے بہتیری پھرتی کی
مگر کیا کرتی آخرش خود بھی جلی اور اوس بدمزاج کو گھسیٹ کر باہر
لائی مکان مین شعلۂ آتش بلند ہوا رات بھی زیادہ آچکی تھی
لوگ سوتے سے اوٹھہ اوٹھہ کر دوڑے قضا سے کار ہوا بھی چلنے
لگی اور آگ زیادہ بھڑکی محلے کے کئی گھر جلے دو تین بوڑھون
اور بچون کی جان گئی اور لوگون کا مال تو بہت کچہ نقصان ہوا
سو اگر بھی دوڑتا آیا لیکن وہان خاتمہ ہوچکا تھا صبح کو بی بی کی
مرہم پٹی کو بھی کچہ باقی نہ بچا تھا پندرہ روز کے بعد تو وہ ماما اچھی
ہوئی اور چھہ مہینے دکھہ درد اوٹھا کے وہ غصہ ور دنیا سے
سدہار گئی اور کئی جانون کا خون اور بہت لوگون کے مال کا
مظلمہ اپنے سر لیگئی۔

حکایت

مشہور ہے کہ دریای عمان مین ایک ناخدا کشتی لیکر روانہ ہوا کئی روز تک کشتی بلا پیش آنے کسی آفت کے اچھی طرح چلی ایک روز باد مخالف بہنے لگی طوفان شدید نمودار ہوا ہر شخص مضطر و بیقرار ہوا ناخدا اور نوکر اور راکب سب گھبرا گئی اوس حالت اضطراب مین چاقو ناخدا کے ہاتھ سے دریا مین گر پڑا ایک خادم سے دوسرا چاقو طلب کیا وہ گھبرایا ہوا ڈھونڈھ رہا تھا اور نہ پاتا تھا حالانکہ وہ کہین چھپا ہوا نہ تھا مگر گھبراہٹ اور جلدی مین ایسا اکثر ہوتا ہے بدیر اوسنے پایا اور جب سامنے لیکر آیا تو ناخدا نہایت غصہ ہوا اور جو منہ مین آیا بکنے لگا خادم نے عرض کیا کہ اس طوفان مین آئے ہوئے حواس جاتے ہین اسلیے تاخیر ہوئی باستماع اسکے اور برہم ہوکر کہا اے مردک میرے منہ چڑہا اور مارنے کو اوٹھا ایک رسّا پانون مین اٹکا ہرچند سنبھلا نسنبھلا گیا ایک خلاصی پر جلدی مین سہارا دیا وہ بوجھہ نہ اوٹھا سکا آخر دونون دریا مین گرے اور دیکھتے دیکھتے بحر اجل مین غوطے کھاکر ٹھکانے لگے اتنے غصے مین ایک بیچارے کی مفت جان لی اور باقیماندگان کشتی پر آفت ڈالی کہ وہ بڑی مشکل سے جان سلامت لے گئے

حکایت

فارس مین ایک سپہ سالار عرصۂ کارزار مین تعینات تھا
داد مردانگی دیتا تھا اور فوج کو لڑاتا تھا وہ وقت قریب پہونچا
تھا کہ غنیم کو شکست دیوے اور نشان اپنے فتح کا اوڑاوے
کہ عین اوسی حالت مین ایک سپاہی پر غصہ مین آیا اور جو
زبان پر آیا بک ڈالا سپاہی تو اپنی جان ہاتھہ پر سبیے ہی تھا
اور جان کھونے پر مستعد کھڑا ہی تھا فوراً اپنی بندوق کو اپنے
ہی سپہ سالار پر خالی کیا اور اوسکے طائر روح کو شہ باز اجل کے
نذر کیا اودہر فوج دشمن مین غل مچا اور ایکدم سے اونہون نے
بلا کیا یہان بے سردار کا لشکر تھا بھاگا اور کھیت دشمن کے
ہاتھہ رہا وہ بنا بنایا کام بگڑ گیا

جسوقت تمرنے اس حکایت کو تمام کیا بڑی بی بی نے لیاہ سے
ارشاد کیا کہ بی بی تم بھی کچہ کہو اور جس امر کو بہتر جانتی ہو بیان
کرو اوسنے بکمال ادب یون کہنا شروع کیا

لیاہ کا بیان

اے خاتونان عالی منش صادق گفتار میری تمر بہن نے جو
درباب مذمت غصہ کے اسوقت بیان کیا ہے وہ مجکو اسقدر

پسند ہے کہ مین اگر خود اوسکو بیان کرتی تو زیادہ تر خوش ہوتی
اور جہان تک زبان یاری دیتی اوسکی مذمت سے اپنے غضب کو
مٹاتی مگر میری بہن نے بھی خوب اوسکی خبر لی ہے اب اوسکو
دوہرانا تحصیل حاصل ہوگا اور کچھ فائدہ نہ نکلیگا مگر مین اوس سی
سخت ترعیب کو ظاہر کیا چاہتی ہون جو اکثر طبایع کے موافق ہوگیا
ہے اور طرح طرح کی تاویلون سے بعضون کی راے مین
کبھی جائز بھی سمجھا گیا ہے اور کیا عجب اوس فعل زشت کا نام
لیتے ہی اس مجمع مین بھی کسیکو قصد اعتراض ہو اور خاص کر
مجھی سے معارضہ پیش ہو پر ساتھ ہی اوسکے یہ بھی مین سوچتی
ہون کہ یہ سراسر میری خام خیالی ہے اسواسطے کہ میرے دل پر
اچھی طرح یہ بھی منقوش اور حالی ہے کہ جس فعل کی مذمت
مین کیا چاہتی ہون کسی حالت مین وہ اس مجمع کی بیبیون کا
معمول نہوگا اور سبکے خیالات صادقہ مین یکسر بد و زشت سمجھا
گیا ہوگا تاہم بنظر دفع دخل شبہات کو مین اپنی ساری تقریر
مین رفع کرون گی اے بیبیو ام العاصی واصل جمیع فضایح
مین جھوٹھ کو جانتی ہون اور بالیقین کہتی ہون کہ جھوٹھ بولنا
کسی موقع پر ہو برا ہے اور کسی حالت اور کسی صورت مین کسی

پیرایہ سے ہونا جائز و ناروا کچھ شبہ نہین ہے کہ جو جھوٹھ بولیگا
وہ بالضرور قسم کھاویگا اور جو قسم کھاویگا وہ چوری بھی کریگا
اور جسنے چوری کی اوس سے کسی نیک فعل کا ظہور نہوگا اور
جسکی ذات سے افعال محمود کی امید منقطع ہو اوس سے ہر فعل
نیک کا وجود مفقود ہے پس وہ مثل درندہ و گزندہ کے سمجھا
جاتا ہے فی الحقیقت جھوٹھ کہنا مورث بڑے بڑے فساد کا ہوتا ہے
اور کسی وقت مین جھوٹھ بولنے سے سوا ضرر کے نفع
نہین ہوتا اور یہ وہ بربلا ہے کہ پہلے خود متکلم کو تکلیف شدید
دیتا ہے یعنے دل و دماغ پر جھوٹے کو زور دینا پڑتا ہے اور حافظہ
پر بھی ظلم و جبر کرنا پڑتا ہے تاکہ جو سچ اوسکو یاد ہے اوسکو
سہو و محو کرے اور جھوٹھے خیالات باندہے اور یاد کرے
بعد اوسکے جب تکلیف روحانی سے چھوٹتا ہے اور کلمہ دروغ
زبان سے نکلکر تمام ہوتا ہے تو انگشت نما بنتا ہے عزت و
اعتبار کھو جاتا ہے اعزاز و افتخار یک لخت جاتا رہتا ہے دنیا
مین رہنا دشوار ہوتا ہے پھر وہ جھوٹھ دوسرون پر اثر کرتا ہے
اور نتائج بد اونکے لیے مترتب کرتا ہے اور جانی اور مالی
ضرر پہونچاتا ہے عقبےٰ مین جو ذلت و خواری جھوٹھے کی

مقرر ہے اوسکی شرح بلا میرے الناس کے واضح وآشکار ہے
پس اب مین چاہتی ہون کہ جو مفاسد دروغ گوئی سے ہوئے
اونکو ثابت کرون

حکایت

درمیان بادشاہان فارس و تاتار کے ایک مرتبہ رنج وخلش واقع ہوئی اور دونون آمادہ حرب وپیکار ہوئے اور بغرض دریافت حال فوج ورستہ وگذر کی پادشاہ فارس نے دو آدمیون کو مقرر کیا اور اونکو تاکید کی کہ وے تاجرونکے لباس مین جاوین اور تاتار کے تمام ملک مین پھرین اور وہان کے حالات موسم اور پیداوار اور آنے جانے کی راہون کو دریافت کرین اور تفحص اسکا کرین کہ کہان وکس مقام سے عندالضرورت سامان خورو ونوش مل سکتا ہے اور چارپایون و باربرداری کے جمع کرنیکا آسان طریقہ کیا ہے غرض وہ دونون جان نثار ملک تاتار کو روانہ ہوئے گوکہ جنگلی تاتاری بڑے سفاک اور زود رنج مشہور ہین اور انسان کے جان کی کچھ حقیقت نہین سمجھتے مگر اون دونون نے ساری سختیون کا گوارا کرنا اپنے اہل وطن کی منفعت کی غرض سے راحت سمجھا اور دو برس تک برابر پھیرا اسکیہ جو جو

تعب سفر اور وقت اونہون نے اوٹھائین اور جو کچھ اونہون نے
دیکھا اوسکا اس مقام پر بیان کرنا کچھ ضرور نہین ہے اسلیے کہ
اوسکو میرے مطلب سے کچھ علاقہ نہین ہے قصہ مختصر مادۂ فساد
اس عرصہ مین باخود ہا دونون بادشاہون کے زیادہ مشتعل ہوا
اور سلطان تاتار نے اپنے ملک مین اشتہار دیا کہ جو ایرانی
پایا جاوے وہ بلا تاخیر حاضر کیا جاوے اسلیے کہ ثابت ہوا ہے
کہ یہان کی خبرین پارسی اپنے ملک مین پہونچاتے ہین اور فساد
پیدا کراتے ہین اس اشتہار کے جاری ہونے سے لوگ دور پڑے
اور جہان اہل فارس کو پایا پکڑ کے نظربند کیا وہ دونون مخبر
جو اپنے کام کو تمام کر کے تاتار کے پچھم کے حصہ مین ہوکر اپنے
ملک کو پلٹے ہوئے آتے تھے مقام آرزنج مین تاتاریون کے ہاتھ
گرفتار ہوئے اور مبتلاے انواع آزار ہوکر دارالسلطنت کو روانہ
کیے گئے جب پایہ تخت مین پہونچے کئی مہینے تک نظربند
رکھے گئے اور انتظار سزا مین پڑے ہوئے دونون باہم مشورہ
کرتے رہے کہ اگر ہم بادشاہ کے روبرو حاضر کیے جاوین تو عذرالاستفسار
کیا اظہار کرین ایک نے ان مین سے کہا کہ مین تو جھوٹھ نہ بولونگا
دوسرے نے کہا کہ ایسے مقام پر جھوٹھ بولنا روا ہے اور اپنے ہاتھ سے

جھوٹھہ ہو اگر جان دینا گویا اپنا قتل نفس آپ کرنا ہے و دروغ
مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز مشہور ہے پس اس سے زیادہ
کون مصلحت ہوگی کہ جھوٹھہ کہنے سے جان بچتی ہے اہل و
عیال ہماری راست بیانی مین برباد ہونگے و خدا کے روبرو
مواخذہ دار ہم ٹھہرینگے غرض اکثر با خود ہا اون دونون کی جب
تنہا ہوتے یہ ہی گفتگو ہوا کرتی آخر کو وہ مروجہ شائق اظہار کذب
کا تھا لاچار ہوا اور اوسنے سمجھہ لیا کہ دوسرا ہرگز جھوٹھہ نہ کہیگا
اور سچ بول کر خراب کریگا ہنوز اون دونون کی روبکاری نہ
ہوئی تھی کہ اور بھی آٹھہ مخبر بادشاہ فارس کے پکڑے گئے استفسار
مین گرفتاران جدید مقدم ہوئے مخبری سے سب نے انکار کیا
و اپنے کو تاجر محض ظاہر کیا بعد اوسکے اون دونون کی نوبت
آئی شائق راستی نے بڑہکر عرض کیا کہ جہان پناہ انسان مین جوہر دیانت
اور راست گفتاری اگر نہوتا تو خلقت اوسکی محض بیکار گنی جاتی
اور انسان اور بہایم مین مطلق فرق نرہتا کمال حیف ہے کہ
انسان جھوٹھہ بولے اور قوت نطق کو جو نعماے عظمے سے ہے
ضائع کرے میرے ذہن مین جھوٹھہ بولنا ایسا بد و برا ہے کہ
میرے مُنہ سے ہرگز کلمہ غلط نہ نکلیگا مگر پہلے اوس ... کہ میت

اقرار یا انکار مخبر ہونے کا گردن آپ سے یہ درخواست ہے
کہ میرے بیان کو پہلے بغور سماعت فرمایئے اور اوسکے بعد
عدالت کو کام فرمایئے بادشاہ اس تقریر سے خوش ہوا اور
گزارش کرنیکی اجازت دی اور ہمہ تن سماعت التماس پر رغبت
کی وہ کہنے لگا کہ ہر ایک فرد انسان پر واجب ہے کہ اپنے
محسن کا حق پہچانے اور جس سے ذرا سا احسان اوٹھایا ہو اوسکو
بار کو اپنی گردن پر جانے اور جہان تک ہوسکے اوسکی وفاداری
اور احسان اوتارنے مین جان نثاری کرے پس ہرگاہ اوسنے
محسن کا یہ رتبہ سمجھا جاوے تو بادشاہ جو ولی نعمت اور محافظ
جان و مال ہے اور جسکی ظل حمایت مین جد و آبا نے پناہ
پائی ہے بدرجہٗ اولےٰ محسن ہوتا ہے اور اوسکے حقوق کا
ادا کرنا مثل مان باپ کے حقوق کے لازم ہوا ہے حضور اس
مقام پر زیادہ غور فرماوین کہ اگر اوسنے رعایا سے ظہور اطاعت
کا حضور نہ پاوین تو کسقدر سزاوار عقوبت کا اوسکو تصور
فرماوینگے اور کیا کچھ سزا اوسکے حق مین تجویز کرینگے وبعدہ
لحاظ فرماوین کہ یہی حال ہر ایک فرمان روا کا ہے اور جب سب
سلاطین متحد الحال ہون تو ایک کو چاہیے کہ دوسرے کو بھی

اپنے ہی طریقہ پر قیاس کرے اب مین بیان کرتا ہون کہ ہم
اور یہ جوان دونون بحکم اپنے بادشاہ کے عرصہ سے اس خدمت پر
مامور ہوئے کہ حقیقت حال اس ملک کی تحقیق کرین اور راست
راست بلاکم وکاست حضور مین اپنے شاہنشاہ کے عرض کرین
چنانچہ دو برس سے زائد عرصہ گذرا کہ ہمنے تمام حال کو دریافت کیا
اور اس خیال سے کہ کچھ سہو کر جاوین اور بوقت گزارش کم وبیش
کرین لکھ بھی لیا اب اپنے ملک کو پھرے جاتے تھے کہ گرفتار
ہوئے اگر ہمارے تفحص حالات سے حضور کا خدانخواستہ کچھ
ضرر ہے تو ہمارے ملک و بادشاہ کا نفع اوسمین ضرور متصور ہے
اور ہم پر وفاداری اپنے سلطان کی مثل دین و ایمان فرض ہے
اگر آپ اپنی رعایا سے ایسی عقیدت کی امید نہین رکھتے جیسی مین نے
گزارش کی تو جان حاضر ہے ہمکو کیا عذر ہے اس بیان دلیرانہ
سے سلطان متبسم ہوا اور فرمایا کہ اپنی یادداشت پیش کرو اگر اوسکی
سُننے سے جیسا تمنے اپنے کو صادق مقال بیان کیا ہے مین بھی
تمکو سچا خیال کرونگا تو انصاف سے درگذر نکرونگا یہ سُنتے ہی اوسنے
عرض کیا کہ اسکو مین نے بخوشی قبول کیا و درصورتیکہ مین نے
غلط لکھا ہو خون اپنا بحل کیا اور اوراق چند اپنی زنبیل سے نکالکر

پرنہیت شروع کیا جہان طریق ملکویت اور ضوابط و قواعد اوس
بادشاہ کا بیان تھا اوسکو زیادہ غور سے سلطان نے سنا اور
جوش و اہتمام سے تحریر کو بالکل بری پایا و جہان جہان معائب
ذات سلطانی و طریقہ حکمرانی کا بیان تھا اوسکو بھی میزان خرد
مین تول کر درست پایا تو نہایت اوس فارسی راست گفتار سے
رضامند و خوشنود ہوا قید سے رہا کیا و چاہا کہ اوسکے دربار مین
مرتبہ قبول کرے الا اوس وفا شعار نے بعد شکریہ قدردانی انکار
کیا تب بادشاہ تاتار نے مع روزنامچہ اوسکو رخصت کیا اور
ایک دستہ سوارون کا بنا بر حفاظت متعین کیا تا حدود تاتار سے
باسایش گذر جاوے اور جن لوگون نے مخبر ہونے سے انکار
کیا تھا اور گفتار پر اوس صادق مقال کے نفرین کرتے تھے
انکی جو تلاشی لی گئی تو اکثرون کے پاس سے مخفی کاغذات یا
اور کچھ اسباب اثبات پائے گئے جنکی وجہ سے بعد خرابی
سوائے اقرار کے مجال انکار نہ رہی بادشاہ نے ہر ایک کو سزائے
معقول دی اور ثمرہ کذب بیانی سے مالامال کر دیا۔

حکایت

روم کی قدیم تواریخ سے ثابت ہے کہ جسوقت نائرہ جدال و

و قتال درمیان زنگیون اور رومیون کے مشغل تھا اگوس سپہ سالار فوج روم فوج زنگبار مین گرفتار ہوگیا اور اوس قید شدید مین اس درجہ کو مجبور و ناچار ہوا اور جان کھونے کو مستعد و تیار ہوا کہ اشتیاق دیدار اہل و عیال و خویش و تبار مین سلطان زنگبار سے درخواست کی کہ ایک مرتبہ صرف بات کے اعتبار پر چھوڑ دیوے تا اپنے عزیزون اور دوستون سے مل آوے فوج افریقہ کے سردار نے بخیال اسکے کہ قول مردان جان دارد منظور کیا اور خیال کیا کہ اگوس ضرور اپنی قوم کو صلح پر آمادہ کریگا غرض اگوس اپنے ملک مین آیا اور دوست و احباب کی ملاقات سے شاد اور اعزا و اقربا کی دید سے آباد ہوا اور اپنے سرداران فوج کو جدال و قتال کا بخوبی مشورہ دیکر قصد پلٹنے اور موافق وعدہ کے قید مین پہونچنے کا کیا تو سارا کنبہ لپٹ گیا اور مانع ہوا دوست و آشنا بھی سمجھاتے تھے کہ اپنے گلے مین اپنے ہاتھ سے پھانسی نہ لگا مگر اگوس نے کسی کے کہنے پر کان نہ دیا اور سب کو جواب دیا کہ ہرگاہ مجکو سچا سمجھکر دشمن نے صرف میری زبان کے اعتبار پر آنے کا اختیار دیا تو بڑے شرم کی بات ہے کہ مین اپنی سچائی مین بٹا لگاؤن اور جھوٹا

ٹھہراؤن اور بید ٹمرک روانہ ہوکر زنگیون مین حاضر ہوا سردار
افریقیہ نے استفسار کیا کہ تمہاری قوم اب بھی دبی اور ڈری یا نہین
اور تمنے اونکو کیا صلاح دی اگولس نے بمقتضاے راست بازی
اصل حال بیان کردیا کہ ہماری قوم نہ تمسے ڈری ہے نہ ڈریگی
اور مین نے ہرطرح اونکو تمہارے مقابلہ کرنے کی صلاح دی ہے
بمجرد سننے اس کلمہ کے سردار ستم شعار نے مروا ڈالا مگر آج تک
سچائی مین اوس بہادر کا نام ہے اور مرنے کو تو ظاہر ہے کہ
ہر کوئی ایک دن مریگا

حکایت

ایک شخص کے دو لڑکے صغیر سن تھے اور اپنے باپ سے
دونون اس درجہ مانوس تھے کہ جب وہ کہین جاتا تو وہ بھی پیچھے
پڑتے اور ساتھ چلنے مین اصرار کرتے وہ پیچھا چھوڑانے کو اونسے
کہتا کہ بازار مین بھیڑیا پھرتا ہے تمکو پکڑلیوے گا تم یہان کھیلو
ہم خود تمہارے واسطے کھیلونے لاوینگے وہ کبھی کچھ اور کہہ کے
اونسے جدا ہوتا اور جب پھر لوٹ کر آتا تب کوئی نہ کوئی اور حیلہ
عدم ایفاے عہد کا کردیتا یہان تک کہ اوسکو جھوٹے بہانہ کرنیکی بھی
اور لڑکون کو شکایت کرنے کی عادت ہوگئی خیر سے چندروز مین

لڑکے سیانے ہوئے اور پڑہاؤ لکہانے کے دن آئے باپ نے ہرچند چاہا
کہ اونکو پڑہاوے اور پند نصایح سے سمجہاوے مگر لڑکون کی خاطر
مین باپ کا کہنا ویسا ہی معلوم ہوتا تھا جیسے وہ ہر روز کھلونے
وغیرہ کے لانے کا ذکر کیا کرتا تھا آخر لاچار ہوکر دوسرے معلم
لائق و ہوشیار راست گفتار کے سپرد کیا تو بھی اونکو نئے معلم کے
کہنے پر مشکل سے اعتبار ہوا

حکایت

فرزند سوم وانگ جو ایک فغفور ملک ختا مین گذرا ہے اوسکا حال
اسطرح صفحۂ روزگار پر لکھا چلا آتا ہے کہ اوسکی جورو عجب کم بخت
عادت رکھتی تھی کہ ہرگز کسیطرح سے نہ کبھی ہنستی تھی نہ مسکراتی
تھی بلکہ ہردم ناک و بھون و تیوری چڑہائے بیٹھی رہا کرتی تھی و
فغفور بوجہ وفور محبت کے بڑے بڑے اہتمام کرکے چاہتا تھا
کہ وہ عورت ہنسے مگر کسیطرح غنچہ لب اوسکا شگفتہ نہوتا تھا جبکہ
فغفور ہر ایک اہتمام کرکے تھکا تو کاربار سلطنت کو چھوڑ چھاڑ
دیوانہ وار جورو کے ہنسانے کی فکر مین مبتلا اور گرفتار ہوا
حکمار ختا نے قدیم الایام سے یہ دستور معین کیا تھا کہ جب کبھی
ناگہانی کوئی دشمن حملہ کرتا ہوا دار الامارت پر چڑہ آوے تو شہر کے

گرد کے بڑے بڑے ٹیلون پر آگ روشن کردی جاوے تا ملازمان
فوج و خاص و عام یکبارگی مقابلہ کو پہونچ جاوین اور اپنی
اپنی خبرداری کرلین فغفور نے سوچتے سوچتے اپنی جورو کی ہنسانیکا
اوس سے بہتر کوئی وسیلہ نپایا اور دفعتاً حکم ٹیلون پر آگ جلانیکا
دیدیا اور اپنی محبوبہ اور خواصون کو لیکر ایک محل کی کھڑکی مین
کہ جہان سے شہر کی روشنی اور آگ جلانے کے ٹیلے دکھائی
دیتے تھے بیٹھا جیسے ہی آگ روشن ہوئی و اہل شہر کی نظر پڑی
تمام شہر مین کہرام ہوگیا گڑبڑ مچی کہ بارخدایا کون دشمن بلا سان
و گمان آپہونچا کوئی اپنی دکان سنبھالنے لگا کوئی اہل و عیال
کی حفاظت مین پریشان ہوا بعضے جو جہان بیٹھے تھے لیو لیو کرتے
ہوئے دوڑے ایک غول اودہر کو جاتا تھا تو دوسرا اودہر کو دوڑتا
تھا اودہر فوج مین انتشار ہوا قصہ مختصر چارونطرف شہر کے
ایک غلغلہ مچا کسی کے سرپر ٹوپی تھی تو پاون مین جوتا نہ تھا
کوئی جوتے کو سنبھالتا جاتا تھا کوئی تونند پکڑکے کھڑا ہانپتا تھا
کوئی ٹھوکر کھاکر اپنے حال مین مبتلا تھا کوئی سوار ننگی پیٹھ گھوڑیکو
سرپٹ پھینکے جاتا تھا کوئی چاروشانون چت گرا ہوا تھا یونہین
گھوڑون کے پیسا جاتا تھا غرض ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی

عورتیں جدا گھر ونمین غل مچاتی تھین بمعاینہ اس حال سراپا اختلال کے
وہ عورت زبون خصال مسکرائی اور کیسین نکالکر ہنس پڑی
اوسکے ہنستے ہی شادیانے بجنے لگے جشن کی تیاری ہوئی تب
اصل حال پر شہر والے بیچارے مطلع وخبردار ہوکر برہم ہو ہو پھر
بعد ظہور اس لغو اور پوچ حرکت کے فغفور اپنے بیٹے سے کسی امر
پر برہم ہوا وہ ولیعہدی سے خارج کردیا اور فرزندی سے بھی عاق کیا
خوف جان سے وہ بھاگا اور امیر صوبہ شن باچین کے یہان
پناہ گزین ہوا فغفور پناہ دہی امیر شن باچین سے برہم ہوا اور
فوج لیکر اوسکے استیصال کے لیے چڑہ گیا لاچار ہوکر اوسنے اپنی
مدد کو اہل تاتار سے پیغام کیا اور بحمایت اونکے مقابلہ کو آمادہ
وتیار ہوا اور فوج فغفور کو شکست دیکر یہان تک تعاقب کیا کہ
دارالامارت تک چڑہ آیا اوسوقت پھر فغفور نے ٹیلون پر آگ
جلوائی مگر سب نے جھوٹ پہلا سا حال قیاس کرکے خیال بھی
نکیا حتی کہ فغفور مع اوس عورت کے مارا گیا اور وہی عاق شدہ
شاہزادہ تخت سلطنت پر بیٹھا

حکایت

چنگیز خان کا نام شقاوت اور ہلاکت بندگان الٰہی مین مشہور ہے

چنانچہ جب وہ فتح کرتا ہوا اور جہان کو خاک سیاہ کرتا ہوا
ملک فارس مین پہونچا تو ایک شہر مین قریب ایکہزار آدمیونکے
گرفتار کیے اور یہ الزام اونپر عائد کیا کہ ایک زمیندار کے باغ مین
واسطے مقابلہ اوسکی فوج کے وہ جمع ہوئے تھے اور زمیندار کو بلاکر
استفسار کیا زمیندار بخوبی جانتا تھا کہ اگر بیگناہی اون گرفتاران
بلا کی اظہار کرتا ہون تو اپنی جان پر کھیلتا ہون مگر اوس گوہر صداقت
نے اپنی جان و آبرو رستی کے بدولت جانی سہل سمجھی اور بلا
بیم و ہراس بے گناہی پر اونکی شہادت دی چنگیز خان نے فوراً
اوس بیچارہ کو مار ڈالا اور اون گرفتارون کو چھوڑ دیا جسوقت
بیاہ اسقدر بیان کر چکی اور خاموش ہوکر بیٹھی تو جسقدر بیبیان
مجتمع تھین یکزبان ہوکر بی ہاجرہ اور اون چھوٹے نیک بختونکی
شکرگزاری مین ترزبان ہوئین اور ہر ایک کی نسبت تحسین اور
آفرین کی ہاجرہ پھر بولی کہ اے بیبیو مین اگرچہ آپ کی کلمات
محبت اور عنایت سے کمال درجہ کو ممنون ہوئی مگر زیادہ تر
منت گزار ہون گی کہ کلام لطافت انجام و خیالات تجربات انضمام
جو آپکے ذہن و حافظہ مین ہین سنون باستماع اسکے ایک بی بی
محمودہ نام اوٹھی اور روبرو بی بی ہاجرہ کے آکر بیٹھی اور کہنے لگی

کہ ہم لوگون مین لکھنے پڑہنے کا دستور بہت کم جاری ہے اور کمتر
عورتین ہمارے ملک کی پڑہنے لکھنے کا شغل رکھتی ہین اسواسطے
کہ عورت کو زیادہ لکھنے پڑہنے سے کچہ فائدہ نہین سمجھا جاتا پس
ہمارے مان باپ صغیر سن مین صرف اوس قدر سکھاتے ہین
کہ جو نماز و سبق ہو اور عقائد مذہبی مین پکا اور مستحکم کرے اور ہم مین
سے لکھنا تو شاذ و نادر کسی کو آتا ہوگا کیونکہ ہمارے مان و باپ اور
ولی عورتون کو لکھنا نہین سکھاتے بلکہ معیوب جانتے ہین اور
باعث نقصان عفت و حیا گردانتے ہین و اونکے خیال مین یہ امر
نقش کا لحجر ہے کہ اگر عورتین لکھنا جانین گی تو بوجہ کم عقلی
امورات اہم و راز کا اخفا اور کتمان نکر سکین گی یا اپنے خیالات
ناقص کو لکھکر دوسرون کی نگاہ تک پھونچا وینگی پس آپکے
سوال سے میرے ساتھ کی بیبیون کو کمال انفعال ہے البتہ مین
کسیقدر لکھنے و پڑہنے مین مہارت رکھتی ہون سو وجہ میرے
پڑہنے لکھنے کی یہ ہے کہ میرا باپ مجھکو نہایت پیار کرتا تھا اور
جو کہ بجز میرے اور کوئی اولاد نرکھتا تھا اسواسطے مثل فرزند
نرینہ کے مجھکو اوسنے تعلیم کی و طعن و طنز دوسرے اپنے
ہمجنسون پر نظر نہ کی لہذا مجھکو کچہ عذر نہین ہے اور مین بہت

خوش ہون کہ آپکے حضور بنظر حصول اصلاح کچھ گزارش کرون
ہاجرہ کو تقریر دلپذیر محمودہ کی مطبوع ہوئی اور جواب مین
یون کہنے لگی کہ اے اسم بامسمے بی بی محمودہ جو کچھ تمنے فرمایا
ہین اوسکی بابت بعد اختتام تمہاری تقریر کے جسکے بیان کرنیکا
تمہارا ارادہ ہے بلکہ قریب برخاست مجمع کے کہون گی لیکن پہلے
مین چاہتی ہون کہ آپ مہربانی کرکے کچھ فرمایئے اور مجھکو زیربار
احسان بے پایان کیجیے اور جو کچھ آپکی ہم وطن بیبیان کہہ سکین
بالضرور مجکو سنوایئے

محمودہ کا بیان

محمودہ نے پہلے منت گزاری تحسین فرمائی ہاجرہ کی ادا کی
اور یون سلک کلام مین موتی پرونے شروع کیے شکر ہے
اوس آفرینندۂ لیل ونہار کا جسنے آج وہ خوشی کا دن دکھلایا
ہے کہ خاتونان والا دودمان اور بانوان عالی فہم والا شان
جمع ہوکر کلام بکار آمد خاص و عام بیان فرماتی ہین اے بیبیو
اگرچہ مین حرص کو خوے زشت جانتی ہون اور قناعت کو دل
وجان سے عزیز رکھتی ہون پر اوسقدر علم پر کہ جو مجکو حاصل ہے
ہرگز قانع نہین ہون وحرص تحصیل علم کی مجھہ مین ہرروز افزون

و زائد ہے حقیقت مین قناعت عجیب جوہر ہے اور جسکو اوسپر
دخل اور تصرف ہے اوسکو جمیع اقسام کے فوائد حاصل ہین
لیکن یہ نہین کہتی نہ میرا یہ مطلب ہے کہ آدمی چپکا ہوکر بیٹھہ رہے
اور اسپر تکیہ کرلیوے کہ جوکچھہ اوسکو ملتا ہے ملیگا بلکہ غرض میری
قناعت سے یہ ہے کہ ہر فرد بشر سعی و کوشش کرے اور جو کچھہ
دیانت و امانت کے ذریعہ سے حاصل ہو اوسکو غنیمت جانے
اور کسیطرح مال و دولت یا کسی شے کے حاصل کرنے مین کسی فعل
بد کو ذریعہ نکرے اسواسطے کہ جو شے وسیلۂ بد سے حاصل ہوتی
ہے اوسکو ہرگز ثبات و قرار نہین ہوتا اور بجز ضرر کے اوس سے
کسی حالت مین کسی قسم کا فائدہ مترتب نہین ہوتا قانع اپنے اقران
و امثال مین سربلند ہوتا ہے کسی شریر کے حیلہ اور مکر سے
نہین ڈرتا و بار احسان کہ جس سے بڑہکر بالاے زمین و زیر
آسمان کوئی بوجھہ نہین ہے اسلیے کسی کا احسان ہو ہرگز اپنے
سرپر نہین رکھتا اور بدولت اس حسن خو کے بادشاہون اور
فرمان روایون سے بھی نہین دبتا پس ان وجوہ سے اگر قانع کو
سرگروہ اغنیا کہون تو بجا ہے و بادشاہ جہان سمجھون تو روا
قناعت کے فوائد اسقدر زائد ہین کہ اگر اونکو مین بیان کرون تو

یقیناً یہ صحبت کئی ہفتہ تک رہے گی لہذا دو تین حکایتون پر اختصار کرتی ہون

حکایت

مشہور ہے کہ ایک شخص جنگل مین رہا کرتا تھا اور کبھی لکڑی اور کبھی گھاس و کبھی کوئی اور جنگلی میوہ یا شہد خواہ موم بازار مین جو اوس صحرا سے دو ڈہائی کوس کے فاصلے پر تھا لیجا کر فروخت کرتا تھا اور جو کچہ قیمت پاتا تھا اوس سے اشیاء خورد و نوش و پوشش کے لے آتا تھا اور اپنے اہل و عیال سمیت جنگل مین بہ فراغت بسر کرتا تھا نہ کوتوال شہر کا اوسکے دل پر اندیشہ تھا نہ جانب زمیندار سے مطالبہ خراج زمین کا خطرہ تھا نہ دہیان مین تھا کہ بادشاہ کون ہے نہ ذہن مین۔ تھا کہ رعایا کسکو کہتے ہین اتفاقاً ایکروز صبح کیوقت اپنے جھوپڑے کے سامنے وہ بیٹھا ہوا تھا کہ سکندر مع اپنے خدم و حشم کے اوسطرف سے گذرا صحرانشین فی الجملہ متحیر تو ہوا کہ یہ کون لوگ آج ادہر سے جاتے ہین مگر کچہ پروا نہ کرکے اپنی جگہہ سے نہ سرکا بادشاہ نے اردلی کو حکم دیا کہ اس جنگلی کو ساتھ لیے آؤ اور مقام پر پیش کرو چنانچہ سوار نے اوسکو

بلایا اور حکم بادشاہ کا سنایا جلیسا وہ بیٹھا تھا اوٹھہ کھڑا ہوا
اور سوار کے ساتھہ ہولیا جسوقت بادشاہ کے روبرو آیا بادشاہ
عبادت الٰہی مین مصروف تھا اور بہ تضرع وزاری مناجات
کررہا تھا بعد انفراغ بادشاہ مخاطب ہوا اور مستفسر ہوا کہ تمکو
سکونت جنگل سے کیا فائدہ ہے اور دوری خلائق سے کیا
نفع اوسنے جواب دیا کہ میری عادت محنت ومشقت کی ہے
اسواسطے جنگل مین رہتا ہون ہوا تازہ سے خوش ہوتا ہون اور بقدر
ضرورت خلائق سے ملتا ہون وجسوقت اپنا کام اون سے
نکال چکتا ہون پھر اپنی جگہہ آتا ہون اور جو راحت یہان
پاتا ہون وہ آبادی مین ہرگز نہین پاتا نہ مین کسیکو ستاتا
ہون نہ کسی سے ڈرتا ہون مال ودولت سے پاک ہون اسلیے
چور اوٹھائی گیرون سے بیباک ہون محنت ومشقت میری جمیع
عوارض کی دوا ہے اور بھوکھہ مین سوکھی روٹی عمدہ غذا
سکندر نے مسکرا کر پوچھا کہ بھلا مجھسے ڈرتا ہے اوسنے عرض
کیا کہ زبردست سے تو ہر کوئی ڈرتا ہے لیکن اگر تو عادل ہے
تو مین نہین ڈرتا و اگر ظالم ہے تو کچہ کہہ نہین سکتا سکندر یہ
سنکر بہت ہنسا اور فرمایا کہ اگر تو ہمارے ساتہ رہے تو بہت

کچھ نفع اوٹھاوے وہ بولا کہ فائدہ تو مجکو اور آپ کو وہی دیتا ہے
جس سے آپ ابھی دعا کرتے تھے پس کیا ضرور ہے کہ اوس سے
مین فائدہ کی امید نکر کے آپسے کرون یا آپ کو اوسکے درمیان
مین حائل کر کے اپنی نگاہ سے دور کرون وبجاے اسکے کہ جب
چاہون اوسکی بندگی کرون یا نکرون آپ کی خوشامد مین زندگی
تلخ کرون واگر یہ سب کچھ گوارا بھی کرون تو یہ لطف زندگی
جو مجکو حاصل ہے کب ملیگا اور یہ کہکر رخصت ہو کر چلا گیا

حکایت

دو شخص اپنے وطن سے حالت افلاس مین مبتلا ہو کر بتلاش
معاش بصرے مین وارد ہوئے ایک نے پیشہ رفوگری اور خیاطی کا
اختیار کیا اور دوسرے نے زرگری کی دکان جاری کی دونون
دکانین اپنی ایک دوسرے کے قریب رکھتے تھے اور آپس مین
ہمیشہ ملتے جلتے تھے درزی نے وسیلہ ترقی اپنے پیشہ کا قناعت
کو گردانا اور ذریعہ سود و بہبود کا اوسیکو سمجھکر خیانت کو اپنے پاس
پھٹکنے نہ دیا جو کوئی کپڑا اوس سے سلواتا بڑی احتیاط سے کتر
بیونت کرتا اور ایک چٹ بھی اگر کسیطرح چھانٹ چھونٹ میز
نکل آتی تو مالک کو پھیر دیتا اور اپنے دوست سنار کو بھی مشورہ

دیتا کہ بہ نسبت میرے تمہارے پاس قیمتی مال آتا ہے اسلیے تمکو
زیادہ محتاط ہونا چاہیے کہ کسیکا کھرا مال کھوٹا نہ ہوجاوے اور
کسیطرح زیر و بین بٹا نہ لگ جاوے محک امانت پر اپنے کو
سدا کسنا اور کسی قسم کا ہت پھیر نکرنا غرض چند روز مین درزیکا
تمام شہر مین مشہور ہوگیا اور ہر شخص اوسی سے سلوانے کا شائق
ہوا یہانتک کہ اوسکو متعدد درزی رکھنے پڑے اور بڑا کارخانہ
مقرر کرنا پڑا باوجود اینہمہ وہ کمال نگرانی کرتا تھا اور کسیکو ہرگز
پیرامون خیانت نہونے دیتا تھا چنانچہ دیکھتے دیکھتے وہ مالدار ہوگیا
لیکن سُنار نے خیاط کی نصیحت پر عمل نکیا اور دامن طمع و حرص
کو نچھوڑا پہلے تھوڑی تھوڑی چوری کرتا رہا آخر اچھے مال کو ناقص
کرنے لگا انجام کو سو دن سنار کی ایک دن لوہار کا ہوگیا چوری
مین پکڑا گیا اور ہاتھ کاٹا گیا تب نصیحت اپنے دوست کی یاد
کرتا تھا اور خفیہ اور علانیہ اپنے اوپر نفرین کرتا تھا

حکایت

ہمارے شہر مین ایک کے یہان دو عورتین نوکر تھین ایک تو
بازار سے سودا سلف خریدنے پر مامور تھی اور دوسری کھانا
پکانے پر متعین تھی کھانا پکانے والی سودا خریدنے والی کو ہمیشہ

دیا کرتی کہ جو بازار سے خریدتی ہے اوسمین سے کچھ نفع اپنے لیے
حاصل کیا کرے گر وہ نہ مانتی تھی اور جواب دیتی تھی کہ مین اوسی
کام کے لیے تنخواہ پاتی ہون پس حیف ہے کہ ایمان مین بٹہ
لگاؤن اور اپنے کو نمک حرام ٹھہراؤن سواے اسکے جو مشاہرہ
ملتا ہے وہ ہی میرے واسطے کفایت کرتا ہے چوری بڑا گناہ ہے
اور چور دونون جہان مین روسیاہ ہے آخر جب باورچی نے
دیکھا کہ اوسکا افسون کام نہین کرتا اور وہ سودائی ایمان داری
کی وجہ سے کچھ نہین چراتی کہ جسمین حصہ ملنے کی امید ہو تو اوسکی
بدسلیقگی اور ناتجربہ کاری سودے کی خریداری مین بی بی سے
ہر روزہ کہنے لگی اور ایک روز باصرار خود اجازت خرید کرنے کی
لی اور کچھ اپنے گھر سے دیکر اظہار رسوخ کے لیے سستے دامونکو
چیزین خرید لائی بی بی کو اوسکی حسن کارگزاری کا یقین ہوا اور
پہلے سودا لانے والی کو باورچی کے کام پر مامور کرکے باورچی کو
خدمت خریداری سودے کی دی تب تو اوسنے موقع پایا اور
رفتہ رفتہ چوری کو بڑہایا او ر پچھلے نقصان کی بھی تلافی کرنی شروع
کی حسب اتفاق ایکروزہ سودا لیکر آئی تھی کہ ایک دست فروش
بھی محل کے اندر چلی آئی اوسکی صورت دیکھکر وہ چوٹی ماما گھبرائی

اسواسطے کہ بعض بعض اشیا اوسی سے خرید کے لائی تھی بی بی نے
بھی اوس دست فروش کے پاس جو اون چیزون کو دیکھا اور قیمت کو
تحقیق کیا تو دونے کا فرق نکلا سارقہ اپنے کیفر کردار کو پہونچی اور
قناعت گزین ماما اپنی دیانت و امانت کی وجہ سے داروغگی کی
خدمت پر مقرر و ممتاز ہوئی جب محمودہ یہان تک کہہ چکی تو ہاجرہ
نے کہا کہ جو کچہ اور جس جس بی بی کے مزاج مین مناسب معلوم
ہو وہی فرماوے یہ سنکر ایک بی بی اوٹھی اور یون مختصر دُرفشان ہوئی

جمیلہ کا بیان

بی بی لیاہ نے اس سے پہلے کذب اور دروغ کی مذمت مین جو
کچہ فرمایا وہ نہایت درست اور بجا ہے اور جھوٹ بولنا فی الحقیقت
بہت بُرا ہے مگر میرا اعتقاد یہ ہے کہ شدید تر بُرا وہ جھوٹ ہے
جو افترا ہے جسکو عام چغل خوری کہتے ہین بوجہ اس دروغ کے
درمیان دوستون اور بھائیون کے دشمنی پیدا ہوتی ہے دشمنون
مین بنیاد عداوت کی مستحکم و مضبوط ہوتی ہے یہ جھوٹ آتش
عالم سوز کی طرح خرمن محبت کو جلا دیتا ہے اور مدت کی دوستی
اور الفت کو کھو دیتا ہے پس انسان کو لازم ہے کہ جھوٹ کو
ہمیشہ بُرا سمجھے بلکہ اوس سچ کو بھی کہ جس سے درمیان دو آدمیو

حمیدہ کا بیان

حامدہ جب یہان تک کہہ چکی تو حمیدہ بولی کہ میرے تجربہ کے موافق عورتون کیواسطے ضرور ہے کہ کم سخن اور نرم گفتار ہون اور بلا ضرورت کس و ناکس سے باتین نکرین اگرچہ مردونکو بھی کم سخنی باعث ازدیاد عزووقار ہوتی ہے مگر مین اونہین خاص فائدون کا ذکر کرتی ہون جو عورتون کو بدولت کم بولنے کے حاصل ہوتے ہین اول لوگون کو خواہش اوسکے کلام سُننے کی ہوتی ہے دوسرے سخن چینون کو بہت کم موقع ملتا ہے کہ کوئی الزام لگا دین تیسرے غیبت کرنی یا مضحکہ کرنے کی عادت نہین پڑتی چوتھے جھوٹھ بولنے سے بچاؤ ہوتا ہے پانچوین دبدبہ وشوکت و قدر و عزت زیادہ ہوتی ہے برعکس اسکے جو عورتین زیادہ بک بک کرتی ہین اور بہت باتین کرنے سے شوق رکھتی ہین وہ بے وقار بلکہ اکثر ذلیل خوار ہوتی ہین آپ جانتی ہین کہ ہم لوگون کو جس مجلس شادی یا غمی مین جانیکا اتفاق ہوتا ہی اوس مین شاذ و نادر فہمیدہ بی بی ہوتی ہین ورنہ تعلیم یافتہ نہونے کی وجہ سے اکثر جاہل و ناسمجھ ہوتی ہین اور آپ مین سے

حامدہ   نسیدہ   کلیمہ

اکثر بیبیون نے یہ بھی دیکھا ہوگا کہ ایسی مجلسون مین بیشتر بات چیت
کرتے کرتے آپس مین جھگڑا ہونے لگتا ہے اگرچہ اوس جھگڑیکی
کوئی کوئی خاص وجہ بھی ہوتی ہے مگر عموماً بک بک ہی اوس
جھگڑے کی باعث ہوتی ہے غور فرمائیے کہ جب ہمکو بوجہ
بے علمی کے اچھی باتین کہ جس سے کچھ فائدہ ہوسکے کرنی نہین آتین
اور باتین کرنیکا شوق ہو تب آخر یہ ہی باتین کرینگی کہ فلان کی
بی بی کیسی ہے اپنے گھر کا کام کاج کیسا کرتی ہے اپنے عزیزونکے
ساتھہ کیا سلوک کرتی ہے اور اوسکے رشتہ دار عورت مرد کیسا اوسکو
سمجھتے ہین اور جبکہ گفتگو کا آغاز ہوا تو انجام مین یا تو بھلا کہینگے
یا برا اگر اوسی مجمع مین کوئی منہ پکڑنے والا ہوا تب تو اوسیوقت
جھگڑا موجود ہوا ورنہ بعد برخاست مجلس کے وہ بات چیت
ایک کے منہ سے دوسرے کے کان مین پہونچتے پہونچتے
اوس تک پہونچتی ہے جسکا ذکر تھا اور وہ یا تو خود جھگڑنے کو
موجود ہوتی ہے یا اپنے گھر کے مردون کو خاطرخواہ مشتعل
کرکے جھگڑا کرنے پر آمادہ کرتی ہے و اسطرح عورتونکے
آپس کی بات چیت سے مردون کے دلون مین کدورت
آجاتی ہے و طرح طرح کی خرابیان عزیز و اقربا مین پڑجاتی ہین

آتش فساد مشتعل ہو جو محظ سے بُرا جانے اور بلا ضرورت شدید
ہرگز مُنہ سے نہ نکالے بلکہ میری راے مین اس قسم کی راستی
بھی باعث ذلت و خواری ہوتی ہے قطع نظر اسکے کہ لوگ اوسے
انگشت نما کرتے ہین اور اوسکے روبرو باتین کرتے ہوئے ڈرتے
ہین اور اپنی صحبت مین نہین آنے دیتے خاص و عام کو بھی نقصان
پھونچتا ہے چنانچہ ایسے سچ سے جو خرابی پیدا ہوئی ہین بیان
کرتی ہون

حکایت

شہر موصل مین ایک عامل تھا نیک نہاد شرفا کی قدر
کرتا تھا اوسنے ادنےٰ و اعلےٰ کی عزت و توقیر ملحوظ رکھتا تھا اوسکی عدالت
سے تمام شہر معمور تھا اور عنایت ظاہری و باطنی سے خاص و
عام مشکور اور حسن اتفاق سے جو اوسوقت مفتی تھا وہ بھی انتہا
کو صالح و ابرار عالم باعمل اور فاضل بے بدل بلا رو و رعایت
فیصلہ کرتا تھا اور بلا بیم و ہراس اہل دنیا کے اپنا فتویٰ لکھتا تھا
اتفاقاً ایک متصدی کو عامل نے بجرم خیانت متہم کیا اور فتوے
سزا کے لیے مفتی کے سپرد کیا بعد تحقیق مفتی کی راے مین
وہ مدعا علیہ بے گناہ ٹھہرا غرض جرم سے بری کرکے مفتی نے

اوس بیگناہ سے یہ فرمایا کہ کسی مفتری نے تمکو ماخوذ کرایا ہے اگر
عامل صاحب خود مہربانی کرکے تحقیقات کافی فرماتے تو مجھے
یقین تھا کہ تمہاری ذلت روا نرکھتے اس تقریر کو کسی شخص نے
خیرخواہانہ عامل سے نقل کیا وہ سُنکر غصہ مین آیا اور اوسنے
مفتی کے نسبت کچھ کہا چونکہ دونون سے اہل شہر بیخوف تھے
اسکا بیان اوس سے اور اوسکا اس سے کہتے تھے شدہ شدہ
دونون مین بنیاد عداوت کی مستحکم ہوئی اور دونون اوس شہر کی
حکومت سے تغیر ہوئے بجاے عامل کے ایک ظالم اور بجاے
مفتی کے ایک جاہل مقرر ہوکر آئے تمام اہل شہر کو دغا باز جانکر
بلا امتیاز تنگ کیا یہان تک کہ بہت سے مردان ممتاز نے بلحاظ
حفظ عزت شہر کو چھوڑ چھوڑ بغداد کو چلے گئے اور اہل شہر
مفت برباد ہوئے جمیلہ نے سلسلہ کلام کو جسوقت تمام کیا تو
حامدہ نے یون بیان کیا

حامدہ کا بیان

حامدہ بولی کہ سبحان اللہ کیا خوب جمیلہ نے بیان کیا سچ ہے
ہر شخص کی ہمسازی اور دوستی پر تکیہ نکرنا چاہیے بلکہ کسی سے راہ
ورسم و ملاقات کرنے کے پہلے اوسکے قول و فعل کو جانچنا چاہیے

تاہم اس تقریر سے میرا یہ مطلب نہین ہے کہ بالکل مہر خموشی کی
منہ پر لگائی جاوے اور موقع و محل پر بھی چپکے ہی رہنے کی عادت
اختیار کی جاوے اور باوجود ہونے مخاطب عمدہ اور بیان معقول
کے بھی سلاسل کم سخنی مین پابند ہوکر ضروری باتین نہ کرے
یا چپ رہکر کوئی الزام اپنے ذمہ عائد کرے بلکہ بوقت کہنے کے
چپ رہنا اور نہ کہنے کیوقت بکنا دلیل نادانی و حماقت ہے

کلیمہ کا بیان

حمیدہ جب اپنا بیان ختم کر چکی تب کلیمہ نے کہا کہ میری
راے ناقص مین عورتون پر واجب ہے کہ جب وہ تخلیہ مین
ہون توکسیکو اپنے پاس نہ آنے دیوین اور بھول کر بھی کبھی
کسی سے چپکے یا علٰحدگی مین باتین نکرین اسواسطے کہ ایسی
صورتون مین اکثر غمازون کو گنجایش اعتراض کی ہوتی ہے
اور کوئی وسیلہ صفائی کا ہاتھہ مین نہین رہتا بلکہ سواے
اندیشہ خردہ گیر یکے عورتون کو تخلیہ مین ہر کسی سے ملاقات
کی عادت رکھنے مین بنیستر ضرر پہونچتے ہین اسلیے کہ تنہائی
مین کہنے والے کو ہر طرح کی گفتگو کا بیباکانہ موقع ملتا ہے
اور جن الفاظ کا سننا کسی طرح ممکن نہین ہوتا خلوت مین

اگر کوئی کہہ جاوے تو بجز سن لینے کے چارہ نہین ہوتا اور
آخر کو جو نتائج اوس سے پیدا ہوتے ہین وہ ہر ذی عقل
قیاس کرسکتا ہے پس عورتون کو مناسب ہے کہ جسوقت
گھر مین تنہا ہون تو دروازہ غیرونکے آمدورفت کا بند کرلیوین
اور تاوقتیکہ گھر مین کوئی اور نہ آلیوے کسی کم عقل کو دخل
نہ دیوین تاہم میرا یہ مقصد نہین ہے کہ عموماً یہ طریقہ اختیار
کرین اور خاص لوگون سے ملاقات نکر کے زندہ درگور بنجاوین
بلکہ اصلی غرض یہ ہے کہ حالت تخلیہ مین جہلا اور اشرار سے
اپنے دامن عصمت کو بچا دین تا کلام مکروہ سے رنج خاطر
یا حرکات نامطبوع سے غصہ نہ آوے یا تحریص و ترغیب فاسد سے
کوئی فتنہ نہ کھڑا ہو جاوے

رشیدہ کا بیان

کلیمہ کے ساکت ہونے پر رشیدہ بولی کہ میری راے مین
عورتون کو ہمیشہ طریقہ سنجیدہ اختیار کرنا چاہیے اور اپنے کو
خوشبودار پھول سمجھکر اسطرح اپنے زندگی کے ایام کو لبسر
کرنا چاہیے جسطرح پھول کہ چاہے وہ کٹیلے بے پتیون کے
سوکھی ٹہنیون مین ہو خواہ اپنی اچھی نرم نرم چمن پتیون کے

نئے خار ڈالیون مین مگر اپنا بوجھہ و بار پتیون اور ڈالیون پر
نہین ڈالتا تا ہر شخص پھول کے مانند عورتونکی قدر و منزلت کرے
اور اپنے سر و آنکھون پر اونکا رکھنا فخر سمجھے اور یہ کچھ دشوار
نہین ہے جسوقت عقل وہوش آوے ہر ایک ماں باپ کے
گھر کو مہمان سرا اور اپنے کو مہمان جانئے اور جسطرح مہمان پابند
میزبان کا ہوتا ہے اوسیطرح اپنے کو پابند اونکی مرضی کا رکھے
اور کسی شئے کے مہیا کرنے کی اونپر فرمایش نکرے کیونکہ میزبان
کو مہمان ہمیشہ عزیز ہوتا ہے اور بلا اوسکی درخواست کے اپنی
آرام سے زائد اوسکی آسایش ملحوظ رکھتا ہے اور ہر طرح کے
سلوک نیک اوسکے حفاظت کی نظر سے اور اس خیال سے
بھی کہ جسطرح وہ دل و جان سے پیار کرتا ہے سب اوسجگہہ کے
رہنے والے قدر و منزلت کرنے لگین اپنے مہمان کو امورات
مضر سے باز رکھتا ہے اور نیک افعال کی ترغیب و تحریص
کرتا ہے پس جس امر کو ماں باپ فرماوین اپنے حق مین اکسیر
اعظم سمجھکر بلا خوض و فکر تعمیل کرنے مین اپنی ہمت کو قاصر
نکرے اور جب وہ دن خیر سے آوے کہ ماں باپ کا گھر
چھوڑ کر شوہر کے یہان جانیکا اتفاق ہو تو اپنے کو جنس

جنس گران بہا اور شوہر کو خریدار جانے بلکہ اپنے کو گل اور
شوہر کو گلچین تصور کرے اور خوب غور کر لیوے کہ جو محنت
سے پھولون کو چنتا ہے خواہش اوسکی یہی ہوتی ہے کہ اوسکی
خوشبو سے منتفع ہو اور دل و دماغ کو اپنے خوش اور تازہ کرے
پس وہان بھی تقلید گل کی نہ چھوڑے اور دھیان کرے کہ
پھول چاہے سونے یا چاندی کے چنگیر مین رکھا ہو یا کسی گلدستہ
مین یا طاق نسیان پر دھرا ہو اپنی خوشبو سے خریدار کا گھر
معطر کرتا ہے لہذا ہمیشہ ارادہ کرے کہ سواے شوہر کے اور
بھی اوس گھر اور کنبے کے لوگ اوسکو آنکھون پر رکھین واگر خدا
نخواستہ کسی غفلت سے شوہر طاق نسیان پر رکھدیوے
تو دوسرے گھر والے خوشبو کی وجہ سے ہاتھون ہاتھ رکھین
و ضائع نہونے دین و ظاہر ہے کہ جو نفع اوٹھانا چاہتا ہے
وہ خود طریق حفاظت اور خبرداری کے عمل مین لاتا ہے اور
اپنی نمایش کے خیال سے طرح طرح کے چنگیرون مین لگا کر
آراستہ کرتا ہے اس روش و طریقہ سے اگر عورتین چلا کرین
تو مین بخوبی یقین کرتی ہون کہ ہمیشہ شاد و خرم رہین گی *

ہندہ کا بیان

جسوقت عروس سخن پر رشیدہ عطر گل چھڑک چکی تو ہندہ بولی کہ بی بی دنیا نے
جو کچھ مذمت حسد مین پہلے ارشاد فرمایا تھا وہ نہایت بجا اور درست ہے
حقیقت مین حسد ایک سخت بلا ہی جو انسان کے حق مین حد درجہ کو مضر ہی اور
فی الواقع بی بی ممدوحہ کا ارشاد بجا ہے حسد دو ہی قسم کا ہے ایک
بد و مردود دوسرا نیک و محمود پس حسد بد کی نسبت جو کچھ بی بی دنیا نے کہا
حرف بحرف اور لفظ بلفظ مین تصدیق کرتی ہون اور بعد اوسکے اپنی
راے کے موافق حسد محمود کی تھوڑی توضیح بیان کیا چاہتی
ہون امیدوار ہون کہ بی بی دنیا مجھے معذور فرماوین اور دیگر
خاتونان عالی شان مجکو اجازت تقریر دین کہ حسد نیک کو غبطہ
کہتے ہین اور وہ ایک خواہش ہے جو علم و فضل یا استعداد
و ہنر یا مال و دولت ایک شخص کا دیکھ کر دوسرے بشر کے
دل مین پیدا ہوتی ہے کہ کاش ہمکو بھی وہ فضیلت میسر ہوتی
اور اوس خیال کے پیدا ہونے سے رغبت اوسکے استحصال کی
اشتعال پاتی ہے حالانکہ دوسرے کی زوال نعمت و علم و فضیلت
کا وہ خواہش مند خواہان نہین ہوتا پس غبطہ سے بیشتر
نیکیان پیدا ہوتی ہین اور ایک کو دیکھ کر دوسرا مثل اوسکے

عظیمہ

اپنے کو کرنا چاہتا ہے جیسا جاہل عالم کو دیکھ کر رغبت تحصیل علم کی و فاسق زاہد کی قدر و منزلت سے متنبہ ہو کر فکر حصول ورع و پرہیزگاری کرتا ہے پس اگر غبطہ دنیا سے محو ہو جاوے تو یقیناً بہت سے فوائد جہان سے جاتے رہین یہ سنکر دنیا نے شکریہ ادا کیا اور اوسکے بیان کو اپنی تقریر کا تتمہ جانکر ممنون منت ہوئی

خطمہ کا بیان

بعد ہندوسکے خطمہ نے یون کہنا شروع کیا کہ انسان کو چاہیے کہ دنیا کو محض سرائے گذران سمجھے اسواسطے کہ درحقیقت ہملوگ مسافر ہین بلکہ اوس سے بھی زیادہ تر اپنے چلنے مین مستعجل ہین اسلیے کہ مسافر وقت روانگی کا قبل چلنے کے مقرر کرتا ہے اور اوسکے آنے کا منتظر رہتا ہے خلاف ہمارے کہ ہم نہین جانتے کہ کے منٹ ہم یہان رہ سکتے ہین اسلیے لازم ہے کہ تمام مخلوق کو مثل مسافران ہمقافلہ سکے سمجھ کر اونسے ہمطریقون کا سا سلوک کرین اور عالم مسافرت مین جیسا ایک دوسرے کا کام بلا مغائرت انجام کرتا ہے اور حالت درماندگی اور پریشانی مین دل و جان سے مدد کرتا ہے ویسا ہی تمام جہان کے انسانونکے ساتھ مسلوک ہوتے رہین تو مجکو کچھ شبہہ نہین ہے کہ وہ بھی

ہمارے ساتھہ اوس سے زیادہ مسلوک ہونگے اسواسطے
کہ آخر ایک ہی خون وگوشت سے جمیع انسان پیدا ہوے ہین
اور احسان کو ماننا فطرت آدم بلکہ نسل حیوان مین بھی داخل
ہے چنانچہ کثرت مرحمت سے دام ودد رام ہوجاتے ہین
وباوجود زور وطاقت بار احسان سے دبکر کان تک نہین ہلاتے

مقدسہ کا بیان

جب ہندہ بیان کرچکی تو مقدسہ بولی کہ میری دانست مین
زن ومرد کو لازم ہے کہ عادت محنت اور مشقت کو جو حقیقت
مین داخل فطرت انسانی ہے کسی حالت مین ترک نکرین اور
محنت ومشقت کو جو مین داخل فطرت انسانی کرتی ہون اوسکی
دلیل بدیہی عورتین بہت جلد سمجھہ سکتی ہین کہ جسوقت
علقہ رحم مادر مین جنین ہوجاتا ہے اوسوقت سے پہلے پھرنیکا
ارادہ کرتا ہے اور جہان تک گنجایش پاتا ہے تعب اور
محنت اوٹھاتا ہے اور جب تک نہین تھکتا آرام اختیار
نہین کرتا پس مجھے کچھ شبہ نہین ہے کہ بدون حاجت کے
آرام وآسایش پر رغبت کرنی نکبت اور فلاکت کی علامت
ہے لہذا ہر ایک بنی نوع انسان کو چاہیے کہ جہان تک

مقدسه

ہو سکے اپنے کامون کو خود بلا اعانت دیگرے انصرام کرے اور
باوجود موجود ہونے ہاتھ پانون اور قوت کی اپنی کو اپاہج نہ
بنا دے واگر کام اسقدر زائد ہو کہ دوسرے کی مدد کی ضرورت
آپڑے اور مددگار کی حاجت خواہ نخواہ ہو اور خدا کے فضل و
کرم سے حاصل بھی ہو جاوے تو منعم حقیقی کا شکر کرکے اوسکو
شریک حال اپنا کرے پھر بھی بڑا حصہ کام کا خود اختیار
کرے اور مددگار سے بہ دلجوئی اور خاطرداری کام نکالے اور
اوسکو باعث اپنی قوت کا اور خاص ایک عضو قوی اپنے جسم کا
سمجھے اور عام اس سے کہ وہ مددگار اپنا ہم پلہ ہو یا محض خادم
ہو مراعات اور خاطر بین کمی نکرے بلکہ عزیز کو مثل اپنے جان
کے اور نوکر کو بازو سے زبردست اپنا سمجھے اور جس محنت
کو اپنے نفس یا ہاتھ پانون اور قوت پر گوارا نکر سکے اوسکی
امید اونسے نہ کرے اسلیے کہ ہرگاہ اونکو مثل اپنے دست بازو کے
سمجھ لیا ہے تو اونکا ضرر باعث فتور اپنے قوی کا ہے واجبیاً
اگر اونسے خطا یا قصور فاش ہو تو پہلے اپنے دل مین سوچے کہ اگر
وہی فعل خود اپنے سے سرزد ہوتا تو کیا تدارک کیا جاتا اور
جسقدر تدارک اپنا کرنا مناسب ہو اوسیقدر علاج واسطے

عدم وقوع خطا و آیندہ کے کرے اور اون لوگونکی شرمندہ کرنے
یا تادیب سخت کرنیکی ہرگز جرأت نکرے اسواسطے کہ زیادتی
سرزنش سے اکثر غیرت جاتی رہتی ہے اور افعال زبون کرنیکی
عادت ہوجاتی ہے و اگرچہ یہ میری گزارش محتاج کسی مثال کی
معلوم نہین ہوتی لیکن توبھی چشم دیدہ تفریحًا بیان کرتی ہون

حکایت

میرے شہر مین میری ہم عمر چھہ لڑکیان تھین چنانچہ
آپسمین ہم ساتون بیشتر لڑکپن مین کھیلا کرتے تھے اور جب
سیانے ہوئے توبھی بوجہ قرب مکانونکے کبھی کبھی ملا کرتے تھے
خدا کے فضل سے ہم ساتونکی ماں باپ محتاج نہ تھے ہر ایک
کے پاس دو تین خادمہ کاروبار کرنیکو تھین میری ماںکی پاس دو خادمہ
تھین اور میری ایک بڑی بہن اور اور میرے بھائیکی بی بی بھی میری
ماں کی ساتھہ رہتی تھی مین ہی اون سب مین چھوٹی تھی جسوقت میری
عمر سات برس سے متجاوز ہوئی تو مجکو خوب یاد ہے کہ صبح کو اوٹھکر میری
ماں اگر کسیکو گھر بھر مین سوتا پاتی تھی تو ناخوش ہوکر اوسکو جگا دیتی تھی
پھر منہ ہاتھہ دہوکر سب سے عبادت آلہی کراتی تھی بعد اوسکے
ایک خادمہ کو مکان جھاڑنے پر مامور کرتی تھی اور میری

بڑی بہن کو مطبخ گرم کرنیکا حکم دیتی تھی اور میری بھاوج کو گھر کی نگرانی سپرد کرکے خود مع دوسری خادمہ کے سودا سلف لینے کو چلی جاتی تھی اور بازار سے اشیاء ضروری کو خرید کرکے بہت سا بوجھہ خود اور اوس سے کم ماما سے اٹھوا لاتی تھی پھر گھر مین پہونچکر اون اشیاء کے صاف کرنے اور رکھنے کا ایما بھاوج سے کرتی تھی اور برتن دہونے کی درخواست اپنے ساتھہ کی ماما سے کرکے خود میری اور میری بھتیجی کی تیارداری اور کپڑے پہنانے مین متوجہ ہوجاتی تھی اور پہلی خادمہ جب مکان کے صاف کرنے سے فارغ ہوجاتی کھانا پکانے لگتی تھی اور بڑی بہن اوسکی مدد کرتی رہتی تھی غرض یون ہی سب ملکر کام کرتی تھین جب مین آٹھہ برس کی ہوئی تو میری والدہ ماما کی جگہہ اپنے ساتھہ مجھے بازار لیجانے لگین اور سودا جسقدر مین اوٹھا سکتی تھی مجھسے اوٹھوانے لگین ویسا ہی کچہ میری پانچ ہمجولیان بھی کرتی تھین مگر ساتوین ہمجولی رقیہ کی مان بوجہ مزید الفت کے گوارا نکرتی تھی کہ وہ محنت کرے بلکہ ڈرتی تھی کہ دوڑ دہوپ سے بیمار نہ ہوجاوے اسلیے باہر نکلنے چلنے پھرنے سے باز رکھتی تھی چنانچہ رقیہ اوسی کیفیت سے پلی اور

تقدیر کی اچھی تھی کہ بڑے مالدار کے یہان بیاہی گئی اور وہان بھی بلا وقت بلکہ اپنے والدین کے گھر سے بھی زیادہ راحت مین رہنے لگی اور خداوند عالم کا نہایت شکر ہے کہ ہم مین سے بھی کوئی کسی محتاج کے پلتے نہین پڑی بلکہ کسیکا شوہر رقیہ کے خاوند سے گھٹکر نہ تھا تو بھی ہماری محنت کی عادت جو جبلی ہوگئی تھی پنچھوٹی رقیہ اور میری چوتھی بجھولی جسکو مین حبیبہ کہتی تھی ایک ہی قصبہ مین بعد شادی رہتی تھین اتفاقاً اوس قصبہ کے رہنے والون مین سے ایک شخص سرکاری عامل مقرر ہوا اور اوسنے بہت کچھ محصول سرکار کا تصرف کیا اور اوسکا جو مطالبہ ہوا تو اپنے بھائی بندون کو حمایت مین لیکر ارادہ مقابلہ کا کیا یہ خبر سلطان نے سنکر فوج قاہرہ اوسکی تادیب کو روانہ کی اور بلا ناگہانی مین سارا قصبہ آگیا اہل فوج نے بعد فتح کے لوٹ مار شروع کردی زن و مرد جسکے جہان سینگ سمائے بھاگے رقیہ و حبیبہ کو بھی بھاگنا پڑا اور گھر لٹ گیا اوسوقت مزہ چین و آرام کا رقیہ کو معلوم ہوتا تھا دو دو قدم پر گرتی تھی اور اوٹھکر آٹھ آٹھ آنسو روتی تھی اور حبیبہ بے تکلف چلی جاتی تھی

قصہ مختصر پھر وہ دونون دوسرے قصبہ مین جہان امن تھا
ٹھہرین لیکن نہ خدم وحشم تھا نہ مایۂ حشمت باقی تھا پس
دست خود دہان خود کی نوبت آئی حبیبہ نے حسب عادت
اوسے بھی بسر کیا اور بی بی رقیہ نے جو مصیبت سہی اون کا
دل ہی جانتا ہے یا خود بیان کرسکتی ہین چنانچہ پوچھ لیجیے اس
مجمع مین وہ خود بدولت بھی تشریف رکھتی ہین یہ سُنکر رقیہ
نے نہایت شرم اور خجالت سے اقرار کیا کہ حقیقت مین مقدسہ
نے جو کچھ فرمایا سچ ہے اور مین نے جو کچھ ذلت اوٹھائی اور
ابتک اوٹھاتی ہون بیان نہین کرسکتی اول تو ہمیشہ بیمار
رہتی ہون دوسرے اقران وامثال مین آرام طلب کہلاتی ہون
تیسرے خادمہ بھی کمتر میرے پاس رہتی ہین اور بہتیرا
چاہتی ہون کہ مین کم بخت عادت کو چھوڑون مگر ایسی میرے
پینڈ پڑی ہے کہ نہین چھوٹتی پھر مقدسہ بولی کہ اور سُنیے

حکایت

میری سسرال سے تھوڑے فاصلہ پر ایک بی بی رہتی تھی
رات دن اپنی ماما پر خفا ہوا کرتی تھی اتفاقاً حسب ضرورت
سفر درپیش ہوا ماما بھی ساتھ ہوئی ناشتہ کی تھیلی ماما کو

سپرد تھی اور زر نقد کا صرہ بی بی کے پاس تھا راستے مین
ایک جگہہ ٹھہر کر ناشتہ کیا اور ماما کو پانی لینے کو بھیجا اوس سے
یہ غلطی ہوئی کہ ناشتہ کی تھیلی کو بند کر کے نہین گئی تھی کہ دفعتاً
کتا آیا وہ تھیلی کو لے بھاگا بی بی ماما پر انتہا درجہ کو ناخوش
ہوئی اور راہ بھر مواخذہ کرتی اور جھگڑتی چلی گئی وہ غریب
اپنی خطا کا اقرار کرتی تھی اور معاف چاہتی تھی یہانتک کہ رات
اوسی غصہ اور کوفت مین گذری صبح کو پھر ایک مقام پر توقف
کیا اور بازار مین زر نقد کی تھیلی بی بی نے نکالی و ناشتہ خرید کیا
ہون ہار صرۂ زر نقد کا جہان رکھا تھا نہ اوٹھایا تھوڑی دور
جاکر اوسی خادمہ نے پوچھا تو یاد آیا اوسوقت بی بی خاموش
تھین اور اپنی خطا پر کچھ نہ بولتی تھین آخر شوہر کو مطلع کیا
وہ بیچارہ ہانپتا و دوڑتا ہوا پچھلے پاؤن پھر لوٹا نصیب اچھا
تھا رستہ مین ایک ایمان دار نے سراسیمہ دیکھکر پوچھا۔ اور
خبردار کیا کہ صرہ اوسنے پایا ہے غرض اوس مرد نے خدا کا شکر
کیا اور پانچ روپیہ پانے والے کے نذر کر کے صرہ واپس لیا
بی بی کو خادمہ سے دق کرنیکا غیب سے جواب ملا جسوقت
مقدمہ نے اپنے کلام کو اختتام پر پہونچایا تو امینہ کے جانب

امینہ

مخاطب ہوکر اشارہ کیا کہ جو تم مناسب جانو اوسکو بلا مضائقہ بیان کرو

امینہ کا بیان

امینہ نے یون آغاز کلام کیا کہ ہرچند مین خدانخواستہ غرور پسند نہین ہون بلکہ جیسا بی بی قتورہ نے بیان کیا ہے اوس سے بھی کچھ زیادہ مین کبر و خود پسندی کو بُرا جانتی ہون لیکن بی بی حامدہ نے صحبت جہلا و نادانون سے احتراز کرنے مین جو کچھ اصرار کیا ہے اسواسطے ضرور ہوا کہ غرور کی تعریف سے کچھ مستثنے کرون اسلیے امید رکھتی ہون کہ بی بی قتورہ گران خاطر نہونگی واضح ہو کہ نسل آدم کو مین فقط انسان مین شامل نہین کرسکتی اسواسطے کہ نسل آدم سے اکثر ایسے بھی ہین جو مردم خور ہین اور مطلقاً شیوۂ دردمندی نہین رکھتے یا اوس سے وہ بدتر ہین جو باوجود فہم و فراست تحصیل علوم سے محروم رہکر تہذیب نہین سیکھتے پس اونہین اور درندون اور گزندون مین میرے قیاس کے موافق کچھ فرق نہین ہے اور اگر وہ بھی طبقۂ انسانی مین داخل کیے جادین اور درجہ مساوات کا اونسے کیا جاوے تو بلاشک انواع و اقسام کے ضرر اونسے

مترتب ہو سکتے ہین اسلیے اوسنے پرہیز کرنا اور اپنے کو
اون کے شر سے بچانا میری راے مین داخل غرور نہین ہے
یہ مین نہین کہہ سکتی کہ وہ نسناس آخر کو جہد وکوشش سے
انسان نہین بن سکتے مگر تا وقتیکہ وہ انسان بنین اونسے
بنظر خودداری اور حفاظت پرہیز کرنا اولی ہے تاکہ وہ بھی
چشم بصیرت کھولین اور اپنے سے لوگون کو احتراز کرتے
ہوئے دیکھکر شرماوین اور انسان بنکر لائق صحبت ہوجاوین
بی بی قتورہ نے سنکر کہا کہ جس اعتبار سے تمنے استثنا کیا
وہ بجا اور درست ہے اور مجکو آپکی راے سے اتفاق ہے
کہ اونسے اپنے کو بچانا داخل غرور نہین ہے

رضیہ کا بیان

بعد خاموشی امینہ کے رضیہ نے یون بیان کیا کہ جہان تک
ہو سکے بچنا ہیے کہ انسان کسیکو اپنا دشمن کرے اسواسطے
کہ دوستی کیواسطے ہزارون آدمی کافی نہین ہوتے مگر دشمنی
کے واسطے ایک بھی بہت ہوتا ہے میرے گمان مین دوستونکے
افعال کی تاثیر اوسیقدر دیر مین ہوتی ہے جیسے کہ مشک وزعفران
وعنبر وغیرہ یہ دوائین آہستہ آہستہ نفع بخشتی ہین اور دشمن کا

فعل اوسقدر جلد نتیجہ دکھلاتا ہے جسقدر سم الفار اسواسطے
ہین یقین کرتی ہون کہ اگر ایک دشمن سے بچنے کو واسطے سَو
دوست بنالئے جاوین توبھی اوسکے شر سے محفوظ رہنا مشکل
ہے اسیلیے حتی الوسع نہ توکسی کو اپنا دشمن ہونے دیوے نہ
خود کسیکا دشمن ہووے اور جو اسباب کہ دشمنی پیدا کرتے
ہین اون سے ہمیشہ نافر رہے منجملہ اون اسباب کے جو بیشتر
موجب دشمنی ہوتے ہین اون مین سے میرے قیاس کے
مطابق پہلے غیبت ہے کہ بحالت نہ موجود ہونے ایک شخص کو
اوسکے وہ معائب کہ جو اوسمین فی نفسہ نہون بیان کیے جاوین
یا ہون لیکن کوئی ضرورت اونکے اظہار کی نہو اور مضحکہ یا استہزا
کے سبب نقل کیے جاوین یا کسی قسم کی شکایت نسبت کسی
ایسے فعل کے جو حقیقت مین واقع ہوئی ہو یا مشتبہ ہو بہنگام
غیر حاضری یا حاضری اوس شخص کے جس سے وہ منسوب
ہوتا ہو بلا اشد ضرورت بیان کی جاوے گو بظاہر اوس سے
کچھ ضرر اوسوقت پہونچتا ہوا معلوم ہو یا نہو لیکن حقیقت مین جو
رنج طبیعت کو اون باتون سے پہونچتا ہے اوس آزار سے کہ جو
تیر و تلوار سے پہونچایا جاتا ہے زیادہ اثر کرتا ہے اور اسقدر

طبائع کو مشتعل کرتا ہے کہ فی الفور نتیجہ عداوت کا پیدا کرکے منجر بانواع فساد ہوجاتا ہے دوسرے سخت کلامی و بدزبانی بھی وہ بدبلا ہے کہ سننے والے کو برداشت نہین ہوتی اور جواب ترکی بترکی دیتا ہے و آخر کو نوبت ہاتھا پائی کی آکریا تو فوراً خانہ جنگی ہوتی ہے یا اوسوقت کسیکے بیچ مین پڑنے سے جس طرح چنگاری راکھ مین دب جاتی ہے جھگڑہ بند ہوجاتا ہے مگر کسی دن اونے سی تحریک پر وہ جنگی آگ لگاکر گھرکے گھر خاک سیاہ کردیتی ہے و اسیطرح کے اور امور بھی واجب الاحترازہین

نفیسہ کا بیان

نفیسہ نے کہا کہ میری سمجھ مین آتا ہے کہ اخلاق مرہم ہر جراحت کا ہے اور دوا جمیع معائب کی اور باعث خیر و برکت کا ہے اور مجکو کچھ شبہ نہین ہے کہ جو خلیق ہین اونکا دشمن بھی جہان مین کوئی نہ ہوگا بشرطیکہ وہ اخلاق اسقدر نہ بڑہ گیا ہو کہ تصنع نے اوسمین دخل کیا ہو اور بناوٹ کی وجہ سے مثل جھوٹے موتی کے بیقدر ہوگیا ہو مین نہین کہتی کہ اخلاق کے یہ معنی ہین کہ چکنی چکنی باتین بظاہر کرکے آدمیونکے دل بہلادے اور جن امور کے کرنیکا ارادہ نہو اونکی اختیار کرنے کا وعدہ کرے اس واسطے کہ آخر کو بوجہ

نفیسہ

عدم ایفا وہ بھی مورث رنج خاطر ہوتے ہین بلکہ اخلاق کے
یہ معنی ہین کہ دوسرون کو مثل اپنے جانکر دلداری کرے اور
جو شخص اپنا دردول مدد کی غرض سے پیش کرے اوسکو گوش
دل سے سنے اور پھر اپنے دل مین اچھی طرح سے سوچے کہ اگر
وہی حال خود اوسکا ہوتا تو کیا کرتا اوسکے بعد اگر مقدور ہو تو جو
تدبیر اپنے واسطے کرتا اوسکے واسطے بھی کرے اور اگر یہ قدرت
نہ ہو تو فوراً معذرت کرکے نرمی سے جواب دے دیوے ویت ولعل
کرکے سائل بیچارے کو معطل نکرے واگر کوئی دوست کسی امر مین
مشورہ چاہے تو پہلے ہر پہلو وجوانب پر اوسقدر غور کرے کہ جسقدر
اپنے معاملہ ذاتی مین کرتا پھر جو مشورہ مناسب اور خلل سے
خالی ہو کہ جسکو اوسی حالت مین کہ جسمین صلاح پوچھنے والا ہو
اگر خود بھی ہوتا اور اپنے واسطے اختیار کرتا صلاح پوچھنے والیکی
خوشی اور ناخوشی کا دہیان نکرکر کہہ دیوے کیونکہ مشورہ کرنے سے
غرض یہ ہوتی ہے کہ جو امر نیک ہو وہ دریافت ہو جاوے
صلاح پوچھنے والے کی یہ خواہش ہرگز نہین ہوتی کہ جو اوسکے
دل مین ہے یا جسکے کرنے کی وہ خواہش رکھتا ہے صلاح دہندہ
مضبوط کر دیوے بہرحال اخلاق پاک وصاف کو ہمیشہ عادت

اپنی کرے جسدم نفیسہ یہانتک اپنی تقریر کو پہونچا چکی تو پھر
آتکہ مستعد بیان ہوئی

آتکہ کا بیان

آتکہ نے پہلے جانب ایفرس کے مخاطب ہوکر بیان کیا کہ آپ نے
درباب بخل و بخیل کے جو کچھ ارشاد کیا ہے وہ مجکو بخوبی یاد ہے
لیکن جو کچھ مین اسوقت بیان کیا چاہتی ہون اوس سے میری
یہ غرض نہین ہے کہ مین بخل کی تعریف کرون بلکہ مین اوس سے
زیادہ بخیل کو ذلیل جانتی ہون کہ جیسا آپ نے بیان کیا ہے
مگر جسقدر مین بخیل کو بُرا سمجھتی ہون اوسیقدر مُسرف اور بیجا
خرچ کرنے والیکو بھی بدخیال کرتی ہون پس چاہیے کہ انسان
اسدرجہ کو صرف زر مین توغل کرے کہ مُسرف کہلاوے اور
اہل حق کے استحقاق کو زائل و برباد کرے نہ درہم و دینار کو
حد سے زیادہ پیار کرے کہ ممسک کہلاوے بلکہ اون دونونکی
بیچ بین ایک طریقہ سلامت روی کا اختیار کرے اور دونون
الزامون سے آپکو بچاوے اور اپنے خرچ کو ایسا منضبط کرے
کہ دخل سے متجاوز نہونے پاوے اور غرض میری یہ ہے کہ
بخیل و مسرف دونون ایک ہی قبیل کی خرابی مین مبتلا

متعلقہ صفحہ ۱۸۲ آئینۂ عقل

ہوتے ہین اور جو خرابی اور کلفت بخیل کو پیش آتی ہی اوس سے کہین بڑھکر مسرف کو سہنی پڑتی ہی ظاہر ہی کہ جب آمدنی سی خرچ زائد ہوگا تو ضرور ہوگا کہ آدمی بد دیانتی کا مرتکب ہوکر نقصان دنیا و عاقبت اوٹھاویگا اور مجھکو اس امرمین بخوبی اطمینان ہے کہ جہان دخل سے صرف زیادہ ہوگا وہان دیانت کو کسیطرح ثبات نہوگا مین یہ نہین کہتی کہ بددیانتی سے میری مراد یہ ہے کہ خواہ نخواہ مسرف چوری ہی کریگا یا دغابازی سے صریحاً کسیکو لوٹے گا یا رہزنی کریگا بلکہ مین امر سہل قرض کو فرض کرتی ہون کہ جسکو ہرکوئی مان لیویگا اور بلا ردّ و قدح اقرار کریگا کہ جب خرچ نرہیگا تو آدمی ضرور قرض لے گا پس ہرگاہ نوبت قرض لینے کی آئی تو ظاہر ہے کہ نیت بگڑی کیونکہ جسوقت خرچ اتنا زائد ہوتا ہے کہ محاصل اوسکو اکتفا نہین کرتا اور قرض لینے پر مجبور کرتا ہے تو مین پوچھتی ہون کہ اوس آمدنی قلیل سے جو خرچ روزمرہ کو کافی نہین ہے اداے دین کی کسطرح سبیل ہوگی اور درصورتیکہ امید ظاہری اداے قرض کی نابود ہے تو بددیانتی ضرور مزاج مین دخل پاویگی اور ایسی حالت مین قرض لینا خیانت سے بدتر و باعث انواع فتور و نقصان و

موجب بطلان اعتبار و ایمان و سبب حرمان ورثہ و متوسلان
ہے اور اس امید پر کہ آیندہ کشایش روزی و فراخی حال ہوگی
و معبود حقیقی ضامن روزی ہے سو یہ محض خیال محال ہے
الحق خداوند کریم و رحیم کفیل روزی ہے مگر نہ معاون اسراف
و فضولی علاوہ اسکے حیات مستعار بے ثبات و بے اعتبار ہے
اور ہر وقت پیک اجل کا ہر کہ و مہ صغیر و کبیر و برنا و پیر کو
انتظار ہے اور قرض کو سہل شمار کرنا مردمان ہوشیار سے بعید
و دور از کار ہے اسلیے کہ کیا عجب کہ ایکروز قرض لیا جاوے
اور دوسرے دن ملک الموت آکر شہر خموشان مین پہونچاوے
تو سواے اسکے کہ قرض خواہ ورثا کا دامن گیر ہو اور اونکو خرابی
مین ڈالے کیا ہوگا اور وہ ورثا اپنے مورث کو بدعاسے خیر
یاد کرین یا خود اپنے کو ذلیل و رسوا کرین اور ایمان و اعتبار
برباد کرین اور کیا نتیجہ مرتب ہوگا اگر کہا جاوے کہ مسرف خود
تو راحت اوٹھاتا ہے اور چین و آرام سے ایام راحت کے
بسر کرتا ہے اور اقران و امثال مین صاحب عزت کہلاتا ہے
سو یہ بھی غلط ہے اوسکو کثرت صرف سے مہلت آرام کی کہان
ملتی ہے اس مقام پر میرا بے ساختہ جی چاہتا ہے کہ دو تین حکایتیں

جو میری چشم دیدہ ہین بیان کرون

حکایت

ہمارے شہر مین زید بن مالک ایک مشہور زمیندار تھا خرمے کے باغات اکثر رکھتا تھا اور مکانون کے کرایہ سے بھی محاصل کثیر بہم پہونچاتا تھا اوسکی عادت تھی کہ جو کچھ اوسکو ملتا بطریق معقول خرچ کرتا اور دوستون اور عزیزون کو بھی کبھی کبھی اپنے گھر بلاتا اور دعوت اور مدارات اونکی کرتا بینوا و نابینا دُون کی اکثر خبر لیتا یتیمون اور ضعیفون کے دلریش پر مرہم جود و کرم کا رکھتا اور خود بھی مع اہل وعیال درجۂ اوسط کے مردمی آدمیونکی طرح لباس و پوشاک وسواری و نوکر چاکر رکھکر اپنا گذارا کرتا سارے شہر کے آدمی اوسکو اچھا سمجھتے اور تعظیم و توقیر اوسکی ملحوظ رکھتے تھے دس برس ابھی پورے نہوئے ہونگے کہ اوسنے اس دارفانی سی عالم جاودانی کو رحلت کی اور حمید بن زید جو اوسکا اکلوتا بیٹا تھا وارث ہوا اوسنے بے منت ورثہ پایا دیکھا کہ سوا ے آمدنی مقررہ کے نقد اندوختہ بھی باپ نے چھوڑا ہے اپنی نام و نمایش کا شوق اور فیاضون مین گنتی کرانی کا ذوق ہوا داد و دہش کا دروازہ کھولا ہرکس و ناکس مستحق وغیر مستحق

کے ساتھہ طریقہ مساوات کا برتا کثرت سے نوکر رکھکر خدم وحشم کو
بڑہایا تھوڑے ہی روزون مین چرچا اوسکی دلیری اور سخاوت کا
پھیلا یہان تک کہ گروہ گروہ سائل آتے تھے کوئی بہ امید روزگار
و نوکری آتا اور کوئی خیرات پانے کی خواہش کرتا تھا اور
سب کامیاب ہوکر حمید کے .راح ہوکر جاتے تھے آخر زید خزانہ
قارون تو چھوڑ ہی نہین گیا تھا اسلیے کہ وہ بخیل وممسک نہ تھا
بلکہ مخیر تھا جو چند روز مین نقد خرچ ہوگیا اور حمید کی عادت
و زرخرچی نہ گئی و اسراف کا چسکا نہ چھوٹا خوش لباسی اور نوکرونکی
حاضرباشی ترک نکرسکا تو چندے باغات و اشجار پر قرض
لیکر کام نکالا اور کسیطرح اپنے کو سنبھالا چند روز مین یہ
معاملہ بھی انتہا کو پہونچا اور وقت رہن و فروخت باغات
آپہونچا اعتبار و وقار گیا قرض خواہون نے یورش کی لاچار
حمید نے یہ غیرت اختیار کی کہ شہر کو چھوڑ کر دوسرا برس ہے
کہ کہین کی راہ لی زن و فرزند محتاج و پریشان پھرا کیے و قرضخواہونکے
تقاضے سہا کیے دو مہینے ابھی نہین گذرے کہ اوس پہلے مالس
سخی داتا کی شنائی آئی ہے قرض خواہ گالیان دیتے ہین جو
زر و دولت پاتے تھے وہ بھی الزام حماقت لگاتے ہین اہل وعیال

مبتلائے شرم و انفعال مارے مارے پھرتے ہین کیون بیبیو
جو کچھ مین نے کہا سچ ہے یا نہین

حکایت دوسری

اس شہر سے دس فرسنخ پر اوتر کے جانب کو ایک قصبہ ہے
جہان میرا نانہال ہے اوسمین قاسم بن ارقم سردار نہایت
شجاع و جرار رہتا تھا فوج شاہی مین نوکری کرتا تھا اور شوکت
و شان سے عمر بسر کرتا تھا اکثر لڑائیون مین فوج سے جدا ہوکر
لڑا اور پھر کھیت اوسیکے ہاتھہ رہا غرض بہادری مین بہت کچھ
نام پیدا کیا تھا اور سلطان بہت عزیز رکھتا تھا اور عزت و توقیر
ہر روز بڑہتا تھا اتفاقاً کوئی ایسی وجہ ہوئی کہ مزاج سلطانی
اوس سے مکدر ہوا اور بامید اسکے کہ پھر بادشاہ کو خدمات سابقہ
یاد آوینگی اور نظر مرحمت فرمائیگا وطن مین آکر خانہ نشین ہوا
اور عجب اتفاق ہوا کہ جبسے وہ بیچارہ گھر آیا خلاف معمول کہین
کوئی معرکہ پیش نہ آیا کہ سلطان کو جوانمردی اوسکی یاد آتی
اور گھر بیٹھے بلایا جاتا الغرض امید ہی امید مین بلا اور فکر معاش
و کوشش و تلاش چار برس گذر گئے نوبت قرض لینے کی
پہونچی رفتہ رفتہ قرض بڑہتا گیا و پیانہ عمر بھرتا گیا آخرکار دفعتاً

بیمار ہوا اور اس جہان سے سفر کر گیا ہنوز تابوت نہ اوٹھا تھا
کہ قرض خواہون نے ہجوم کیا اور وہ دہوم مچائی کہ بمشکل کفن
دفن سے ورثا نے فراغت پائی گو حساب اعمال اوسکا ہنوز باقی
اور قیامت تک ملتوی ہے مگر قرض خواہون نے اپنا حساب
بیباق کیا گھربار و ملک اپنے قرضہ مین بکوا لیا زن و فرزند
خویش و تبار کو مزا در بدری کا چکھایا یہان تک کہ یہ ماما جو سامنے
دست بستہ کھڑی ہے اوسی کی پوتی ہے کہ جسنے سر کشونکے
سرتن سے اوتارے تھے اب قرض کی بدولت رومال ہلاتی ہی
اور ہمارے سر کی مکھیان اوڑاتی ہے مہربانی فرماکر میرے
کلام کی تصدیق فرمایے یہ سنتے ہی اوس ماما کے آنسو ٹپک
پڑے ویارائے تکلم نرہا پھر آتکہ نے کہا کہ میری دانست مین
قرض کی ذلت کو اسقدر ثبوت کافی ہے بس اگر خرچ کی زیادتی
سے انسان حیران ہوا اور قرض کے خوف سے نہین ڈرا تو ضرور
ہے کہ مخفی بددیانتی کو چھوڑ کر چوری کرے یا پرایا مال فریب
و دغا سے ٹھگے سو برائیان اوسکی خود بخود ظاہر و آشکار ہین و
محتاج میرے بیان و اظہار کی نہین ہین حاصل میری گزارش کا
یہ ہے کہ نام و نمایش کا قصد برطرف کرکے طریق احسن و مستحسن

انسان کو اختیار کرنا چاہیے تاکہ نہ تو کوئی الزام خست کا لگاوے
اور نہ فضول خرچ و مسرف کہلاوے نہ اپنے رتبہ کو ایسا
گھٹاوے کہ بخیلون مین شمار کیا جاوے نہ اپنے خرچ کو اسدرجہ
بڑھاوے کہ آخرکار مجبور و پریشان ہوجاوے یہان تک آنگہ کی
تقریر جسدم پہونچی الیفر بولی کہ حقیقت مین تمنے میرے مضمون
کی عمدہ وجہ سے صراحت کی اور مین ازبس تمہاری ممنون منت
ہوئی آنگہ نے بعد بجالانے شکرگزاری الیفر کے صفیہ سے کہا
کہ تم بھی کچھ فرماؤ

صفیہ کا بیان

صفیہ بولی کہ وہ کون سی بات باقی رہی کہ جسکو مین بیان کرون
لیکن جو میری سمجھ مین آتا ہے اور مستحسن معلوم ہوتا ہے بے تکلف
عرض کرتی ہون جہان اور افعال کی برائیان بیان کی گئی ہین اسقدر
اور اضافہ میری راے مین ہونا چاہیے کہ استماع اقوال مدح
وثنا یکقلم ترک کرنا چاہیے کیونکہ بسا اوقات انسان کی طبائع کو
اپنی مدح سننے سے ضرر پہونچتے ہین اول تو ممدوح کو اپنے افعال
پر استغنا ہوجاتا ہے اور اچھا خود بھی جاننے لگتا ہے جو دلیل
توہی بے عقلی کی ہے دوسرے فیاضی کو کمال پر پہونچاتا ہے

جو آخر کو محتاج کردیتی ہے اور الزام مسرفی کا عائد حال کرتا ہے
تیسرے متکبر کردیتا ہے جس سے بین الاقران والامثال انسان
اپنے کو ممتاز و مفتخر گنتا ہے چوتھے عادی اونہین کلمات کی سننے کا
ہوکر خوشامد پسند بنجاتا ہے اور امور فی الواقع اور راست کی سماعت
سے برہم ہوکر مرتکب تندخوئی کا ہوتا ہے اور کچھہ شبہ نہین ہی
کہ بیشتر مدح خوان وہی لوگ ہوتے ہین کہ جنکو یا تو غرض منفعت
یا تکمیل دشمنی و عداوت کی ہوتی ہے اسواسطے کہ دوست اور
خیرخواہ کبھی اوصاف کو رو برو کہنے کی عادت نہین رکھتے بلکہ
آئینہ کے مانند اوسکے معائب کو اوسپر ظاہر کرتے ہین اور محاسن
کے اظہار کو غیرونکے سنانے کے لیے ملتوی رکھتے ہین و دشمن
ہمیشہ خوبیون کو خواہ وہ واقعی ہون یا مصنوعی بر رو اپنی خصوصیت
اور محبت کی نمایش کی غرض سے کہتے ہین اور معائب کو غیبت
مین مشتہر کرتے ہین پس مردمان درجۂ اوسط کو ہمیشہ مداحونکی
صحبت سے کنارہ کرنا چاہیے و امراے نامدار کو لازم ہے کہ اونکو
مانند بھانڈ بھگیتون کے سمجھکر انعام عطا کرین اور پھر اپنی صحبت
مین بار نہ دیوین لیکن ساری اس تمہید سے میری یہ غرض نہین ہے
کہ آقا اور مالک اپنے مملوک اور خدام کے افعال نیک اور

خدمات شایستہ کی تحسین کرنے مین دریغ کرین اور خدمہ اونکے
سننے سے باز رہین اسلیے کہ مخدوم و مالک اس غرض سے تحسین
و آفرین کرتے ہین تا آیندہ کو زیادہ خوشدلی سے محنت کے عادی
ہون اور وہ تحسین معاوضہ خدمت ہوتی ہے اور سچی اور واقعی
ہوتی ہے اور خدما کو اسلیے سُننی چاہیے تاکہ پھر اونہین کانونسے
کلمات رسوائی کے نہ سنین جسدم یہان تک صفیہ نے بیان کرکے
سکوت کیا اور اوس صحبت مین کوئی باقی نرہا کہ جرأت کلام کی کری
تب بی بی ہاجرہ اور دوسری بیبیون نے مجھسے درخواست کی کہ
تم بھی کچھ کہو ہرچند طول صحبت کو بہت ہوا تھا اور وقت کم باقی رہا
تھا اور واقعی مین مین اونسے اور کیا بہتر کہہ سکتی تھی مگر چونکہ اندیشہ
ناخوشی شوہر و موجب حقارت کا اوس مجمع مین تھا اسلیے مینے
اپنی تقریر کو یون آغاز کیا

مجہہ عاجزہ کا بیان

آپ سب بیبیون نے اسقدر پند و نصائح بیان کیے ہین کہ
میری جانب سے اوسکے ادائے شکر مین اپنا بہت سا وقت
صرف کرنا مناسب تھا اور ہر ایک کی لیاقت کی جداگانہ ثنا و صفت
کرنا واجب تھا لیکن مین آپکے اصرار سے لاچار ہون اور چاہتی ہون

کہ کچھ کہون تاکہ خاطر شکنی آپکی نہو پھر خیال کرتی ہون کہ آپ
نے میرے واسطے کیا باقی رکھا ہے جسکو مین بیان کرون البتہ
آپکی تقریر دل پسند اور پند سودمند کی تائید مین جس سے مین
نہایت شاد و خرسند ہوئی کچھ عرض کرون حسد کے مذمت کی صراحت
ماشاء اللہ بی بی ہندہ نے کی ہے اوسکو مین بھی تصدیق کرتی ہون
بلکہ اتنی بات اور کہا چاہتی ہون کہ وجود انسانی مین غبطہ فطرتی
ہے اور جب وہ درجہ اعتدال سے متجاوز ہوتا ہے تو حسد کی
بنیاد پڑتی ہے اور وہ اونہین مذمتون کے لائق ہے جو بی دنیا
نے بیان فرمائین اور غرور مین جو استثنا بی بی امینہ نے کیا وہ بی بی
مستورہ نے پسند فرمایا اوسکی تصدیق مین بھی کرتی ہون بلکہ اسقدر
اور کہا چاہتی ہون کہ مغرورون سے ہمیشہ غرور کرنا چاہیے اور اہل کبر
کے ساتھ عجز و انکسار نہ کرنا چاہیے ورنہ وہ اوس فروتنی کو
چاپلوسی اور خوشامد تصور کرینگے جو خودداری کے منافی ہی لیکن
بی بی القہ نے دربارہ طمع کے جو کچھ ارشاد کیا ہے اونہون نے
بلا تخصیص عموماً طمع کو برا کہا ہے میری راے ناقص مین عموماً
طمع مذموم نہین ہے بلکہ الزام طمع کا صرف اونہین لوگون پر عائد
ہو سکتا ہے جو زر و مال کی طمع کرتے ہین اور کسی شخص کے ضرر کی

پھر وانکے اپنے ہی نفع پر نظر کرتے ہین نہ اون حریصوں پر یہ الزام
صادق آتا ہے جو حریص تحصیل علوم اور فنون میں ہین جیسا کہ
بی بی محمودہ نے اپنے کو تحصیل علوم مین قانع تسلیم نہین کیا
علی ہذا طامع زہد و تقویٰ و مال حلال ملزم نہین ہو سکتے پس اگر
ایسی حرص مستثنیٰ نہ کیجاوے تو حاضرین کو بڑے تردد مین ڈالیگی
اسلیے میری رای مین ایسی حرص کو سعی و کوشش کہنا چاہیے جو ہر بشر
پر لازم ہے اور جس سے نہ قناعت مین خلل آتا ہے اور نہ طامع
و حریص کہلاتا ہے اور جس بشر مین یہ جوہر نہین اوسکو جاندارون مین
بھی شمار نکرنا چاہیے اسلیے کہ حیوان و چرند و پرند بھی اپنے
انجاح مرام مین سعی کرتے ہین بعد اسکے میری خیال ناقص مین
ایک بڑا جوہر ہے جو ہر معائب کا قاطع اور ہر قبایح کا دافع ہے
جسکو مین بیان کرتی ہون اور وہ غیرت ہے اور اوسکے لغوی معنے
غبطہ کرنا اور محافظت ننگ و ناموس ہے پس جسکی غیرت دامنگیر
ہوتی ہے اوسکے مزاج مین شرم خود بخود پیدا ہوتی ہے و شرم
کے معنی حیا ہین اور اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ کو سب کوئی جانتا ہے
اور غیرت و حیا سے ترکیب پا کر وہ معجون قوی الاثر بنتی ہے کہ جسکی
تاثیر مدت العمر نہین گھٹتی اور جبکہ دماغ اس معجون سے قوی

ہوجاتا ہے تو امراض کبر و غرور و خیانت وطمع و بغض و عداوت
ظلم وتندخوئی وشرارت کذب وبہتان وجہالت و بخل واسراف
ووقاحت یکسر کھو جاتے ہین اورسعی وکوشش کی قوت پیدا
کردیتے ہین وجسکے دماغ نے معجون غیرت سے ترتیب نہین
پائی ہے اوسمین کسی حسن کی ثبات وبقا کی امید نہین ہر غیرت
وحمیت جملہ بدیون کی حفاظت کے لیے قلعہ سنگین ہے او
جسوقت کہ خاصیت معجون غیرت کسی عارضہ سخت سے بیکار ہوجاتی
ہے اوسوقت البتہ پھر بدی راہ پاجاتی ہے پس نہ چاہیے
کہ کوئی ایسے حبل المتین کو ہاتھ سے چھوڑے یہ مین یقین
کرتی ہون کہ ضرورت اثبات خاصیت اس اکسیر کی نہین ہر
لیکن آپکی تفریح کیواسطے نہایت معتبر چند حکایات بیان
کرتی ہون

حکایت

ملک فارس مین نعمان نامے ایک گرامی آدمی تھا زیور
عقل وفضل سے آراستہ وجوہر علم وعمل سے پیراستہ ملک
موروثی اپنے پاس رکھتا تھا اور محاصل بقدر اپنی معاش کے
پاکر شکر آلہی بجالاتا تھا اور ہمیشہ اپنی اوقات کو امور نیک مین

گذرانتا تھا وعظ و نصائح مین مشغول رہتا تھا اور خوف آلہی سے
لوگون کو ڈراتا تھا چونکہ عالم باعمل اور فاضل بے بدل تھا اسیلیے
اوسکی صلاح شرعی کو اہل شہر مانتے تھے اور مسائل شرعی اوس سے
پوچھتے تھے اتفاقاً اوسی زمانہ مین بادشاہ عادل اور پرہیزگار کے
بعد جانشین اوسکا بیدین اور جفاکار ہوا اور نعمان کو بلاکر بعض
ممنوعات شرعی کے رواج دینے کا سائل ہوا اوس زاہد روزگار
نے انکار کیا اور عاجزی اور انکسار سے التماس کیا کہ مجھپر لوگون کا
اعتماد و اعتبار ہے کہ خلاف احکام آلہی تحریص امور مناہی کی نکرونگا
پس حیف ہے کہ مین اونکو صلاح بد دیکر زیان کا ریتون باستماع
اسکے کہ مزاج سلطان متغیر و برآشفتہ ہوا اور کہا کہ ملک و مال
تمہارا ضبط کرونگا اور اپنے ملک سے ذلیل و رسوا کرکے نکال دونگا
اور اگر اطاعت میرے حکم کی کروگے تو مال ودولت و انعام و خلعت
سے ممتاز کرون گا اور تمہارے علم و فضل کو جان سے زیادہ
رواج دونگا نعمان نے جواب دیا کہ عتاب آپکا مین خوشی سے
سہون گا و عذاب و نکال ابدی سے بچون کا غور فرمایئے کہ آپکو
ہرگاہ اسقدر اختیار ہے کہ مجھکو ذلیل و خوار کرین تو افعال
ممنوعہ کے ارتکاب کو میرے کہنے پر موقوف رکھنے کی

کیا ضرورت ہے اور سواے اسکے کہ آپ الزام سے بچین اور بندگان خدا
کی نظر مین اونکو بیرحمی نسبت منسوب کرکے مشتہر کرین اور کیا مصلحت
ہے پس مین زر ودولت وملک ومال واہل وعیال کو خوشنودی خدا
پر تصدق کرتا ہون اور آپ کے وعید سے ایک خس کے برابر نہین
ڈرتا یہ سنکر غیظ وغضب اوس بادشاہ کا اور زیادہ ہوا اور فی الفور
گردن مارنیکا حکم دیا گھر بار بیگناہ کا تاراج کیا اہل وعیال کو اوسکی
اپنی سرحد سے نکالکر پریشان ومحتاج کیا ایک بیٹا اوسکا سرحد
عراق عجم سے گذر کر عراق عرب مین جا پڑا اور طائفہ دزدان عرب سے
دوچار ہوا چوٹون نے پکڑکر غلام بنایا اور بعد چند روز کے اوسسے بھی
اپنا پیشہ کرانا چاہا مرتا کیا نکرتا ضرور تھا کہ زبردستون کا کہنا
بجا لاتا لیکن رگ غیرت اوسکی جوش مین آئی اور سوچا کہ اوسکے
باپ نے جزوی ممنوعات شرعی اختیار نہین کی اور صرافت ایمان
پر اپنی جان دی اور راستی کی راہ نہ چھوڑی توحیف ہے کہ بیٹا
اوسکا غارت گری اور ظلم وسفاکی سے پیٹ پالے فوراً جوابدیا
کہ اوسکا ہونا بیہودہ ہو اوس سے یہ نہوگا کہ بندگان خدا کو وہ ستاوے
اور جہنم مین اپنے واسطے گھر بناوے اور ڈاکوون کو بھی ڈرایا کہ
ہم تم جنکو ستاتے ہین سب بنی آدم ہین پس اپنی بھلائی کیواسطے

دوسرون کو ستانا کیونکر آسان جانا وہ سفاک بیباک کب امور
نقلی کو مانتے تھے اور وجوہات عقلی کو سنتے تھے اس بیچارے کو
ڈانٹا اور بہت کچھہ ڈرایا مگر وہ نہ ڈرا اور بعد برداشت صعوبت بسیار
ایک شب تیرہ وتار مین اونکے گروہ سے بھاگا و تین شبانہ روز بلا
آب ودانہ لٹیرون کے تعاقب کے خوف سے چلا گیا چوتھے روز
تھک کر گر پڑا اور بیہوش ہوگیا مین اوسی حالت مین ایک دوسرا
قزاق وہان پہونچا اور گھوڑون کے ٹاپون کی صدا سے اوس
بیہوش کو ہوش مین لایا مارے ڈر کے بیچارہ کی گھگی بندہ گئی
اور کچھہ نہ بولا گیا اسی اثنا مین گھوڑا اوس عرب کا بگڑا سوار نہ
سنبھل سکا گر پڑا اور گھوڑا بھاگا اسنے جرأت کرکے سوار کو پہلے
اوٹھایا اور بہت دور تک دوڑ کر گھوڑا پکڑا اور عرب کو بوجہہ
اوسکی چوٹ کے بمشکل گھوڑے پر چڑہایا عرب بھی منجانب اللہ
باوجود قساوت قلبی کہ جو اون مین جبلی ہوتی ہے اسقدر مہربان
ہوا کہ سوا ے عدم آزاردہی وگرفتاری دو دینار اور دو گردی
روٹی کے اپنی تھیلی سے نکالکر دیے چنانچہ خوشی سے ابن نعمان
نے لے لیے اور پھر سیدھا بغداد کو آیا ایک دینار تو خرچ کرچکا تھا
دوسرے سے کوئی پیشہ اختیار کیا اور رفتہ رفتہ وہ عزت ووقار

اوس غیرت شعار نے پایا کہ صفیہ سی خاتون نیک طینت و فرشتہ سیرت اوسکے ہم پہلو ہوئی اگر کچھہ اور استفسار کی ضرورت ہو کہ کیا پیشہ کیا اور کسطرح عزت و اقتدار پایا تو صفیہ بیان کرے گی

حکایت دوسری

قوم بنی اسرائیل مین ایک قاضی بادشاہ کے حضور مین ایسا ممتاز تھا کہ جسکے فتوی پر قتل و قصاص کیا جاتا تھا اور اوسکے حکم سی اجرای حد و سزا ہوتا تھا اوس قاضی کا ایک بھائی تھا جو دل و جانسے اوسپر شیدا تھا اور جورو خاندان جلیلہ سے رکھتا تھا اسلیے قاضی کا بھائی اپنی بی بی کو دل و جان سے زیادہ چاہتا تھا اور مثال مردم چشم اوسکی محافظت کرتا اتفاقاً اوس عزیز کو بضرورت انصرام کسی ضرورت سلطنت کے بحکم بادشاہ سفر پیش آیا لاچار اپنی حلیلہ جلیلہ کو اپنے قاضی بھائی کے سپرد کیا اور خاطرداری و دلجوئی کرنے کے لیے بہت کچھہ اصرار کیا بعد اوسکی روانگی کے قاضی بھی بعنایت تمام پیش آیا اور سفارش سے زائد تفقد کرتا رہا قضاء کار ایک روز نگاہ قاضی کی جو گلشن حسن اور جمال عارض اوس حور لقا سرمایۂ عفت وحیا پر پڑی دیانت و امانت کی پگڑی قاضی کے سر سے گر گئی اور عنان غیرت و حمیت کی ہاتھہ سے چھوٹ گئی

کمال بیحیائی سے پہلے بہ نرمی سوال وصال اوس عفیفہ دوران سے کیا
بعد اوسکے اپنے اختیار اور اقتدار سے ڈرایا پر قوت طلسم حیا سے
کوئی بھی افسون قاضی کا کارگر نہوا قاضی نے پھر سمجھایا کہ در صورت
عدم پذیرائی خواہش کی زنا مین متہم کرکے سنگسار کرونگا
اوس گوہر صدف عصمت اور لولو آبدار عفت نے جواب دیا
کہ جو کچھہ ہو سو ہو مگر آبرو ندونگی اور ارتکاب گناہ سے مین روسیاہ
نہونگی بلکہ جو کچہ آفت آجاوے بکمال رغبت سہونگی انجام کار
قاضی نے بادشاہ کو خبردار کیا کہ اوسکی بھاوج نے زنا کیا اور
بشہادت و بینہ ثابت کیا بادشاہ راستی قاضی کا معتقد تھا
لہذا سچ جان لیا و بلا تحقیق حکم رجم کرنیکا دیدیا تب پھر قاضی نے
کہا کہ اب بھی کچہ نہین گیا ہنوز مجھے قدرت باقی ہے کہ تجکو بچاؤن
گروہ آسیای دوران جان کو ننگ و ناموس پر نثار کرنا و عذاب
و عقاب ابدی سے بچنا آسان سمجھی حتی کہ سنگساران ستم پیشہ
نے اوسکو صحرا مین لیجاکر مجروح و خستہ کیا اور اپنا کام تمام
کرکے قاضی کو مژدہ دیا اور اپنے حسن انتظام کا انعام لیا سچ ہر
مارنے والے سے بچانے والا قوی تر ہوتا ہے اور معبود حقیقی بیگناہ
کی محافظت ہمیشہ کرتا ہے رمق جان اوس فخر جہان مین باقی تھی

کہ رات کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا سے ہوش مین ائی اور اوٹھکر اپنے
مین قوت رفتار پاکر خرامان خرامان میدان کف دست سی ایک
صحرا کے گنجان درختون مین جاکر چھپ رہی اور پانچ چارون مین
تھوڑا فاصلہ طے کرکے ایک دیر مین پہونچی وہان ایک مرد خدا ترس
تھا اور دنیا کو ذلیل سمجھکر چھوڑے بیٹھا تھا استفسار حال اوس
فرخندہ فال کا کرکے بہت رویا اور بلطف وعنایت پیش آیا
اور اپنا لڑکا واسطے پرورش کے سپرد فرمایا مگر اوسکے حسن خداداد
نے غلام سیہ فام دیرانی کو شیفتہ اوسکا کیا ہرچند اوس
نیک فرجام نے ٹالا اور اپنا قصہ مصیبت جتلایا مگر نشۂ بیحیائی سے
وہ ایسا سرشار تھا کہ ایک نہ سُنا اور مثل قاضی کے پہلے حیلہ وتزویر
و وعدہ وعید سے ڈرایا آخر اوس شریر نے بچہ معصوم دیرانی کا
کام تمام کر خون ناکردہ کا اتہام اوس عفیفہ کے سر منڈھا لیکن
دیرانی مرد عاقل تھا اوس بادشاہ قاضی مرید سا غافل نہ تھا
اصل حقیقت کو جان گیا تو بھی رنج شدید انتقال معصوم سے
ایسا مجبور ہوا کہ اوس زنگی سیرت کو نکال دیا اور ضعیفہ
فرشتہ خصلت کو بیس دینار دیکر رخصت کیا اوس عالم یاس
مین یہ بیچاری پریشان ہوئی چلتے چلتے ایک شہر کے کنارے

آئی دیکھا کہ ایک بندۂ خدا میدان مین بندھا ہے اور خلقت سے
نرغہ مین گھرا ہے قریب ہے کہ اوسکو سزا دیجاوے یہ دیکھکر
کلیجہ اوسکا پانی ہوگیا اور اپنا افسانہ جو قاضی کے بدولت ہوا تھا
یاد آیا دردمندی نے جوش کیا وہ اوس مجمع مین جاکر استفسار
روئداد کیا معلوم ہوا کہ وہ بندھوا بیس دینار کا قرضدار ہے
اور اوسیکی واسطے بندوبست سزا ہورہا ہے یہ سنتے ہی اوس
سخاپیشہ سے نہ دیکھا گیا کہ وہ بنی آدم دکھہ اوٹھاوے اسواسطے
بکمال دریادلی وہ بیسون دینار دیکر رہا کرایا بندھوا چھوٹ کر اسکا
شکرگذار ہوا اور خط غلامی لکھنے پر تیار ہوا قصہ کوتاہ اوس
نیک بی بی نے ہرچند منع کیا وہ اپنی محسنہ کے ہمراہ ہوا یہانتک
کہ دونون چلکر ایک دریا پر وارد ہوئے الغرض بی بی کو بٹھلا کر
وہ ہمراہی گھاٹ پر گیا تاکشتی کا بندوبست کرے وہان پہونچکر
دیکھا کہ ایک کشتی پر بادبان ایک سوداگر چڑھا رہا ہی یہ دیکھتے ہی
وہ بے ایمان سوچنے لگا کہ اپنی محسنہ کو بھی اگر اس تاجر کے
حوالہ کرون تو آسانی سے معاملہ ہوجاویگا اور اسیوقت بلا سماعت
داد فریاد یہ تاجر دریا پار لیجائیگا پھر مجھے کون پوچھیگا اور کہان
پائیگا غرض وہ جفاکار سوداگر کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ میرے

پاس ایک لونڈی ہے حسینہ وجمیلہ کو رکھنا اوسکا مجھپر بار ہے
مگر اوسکے حسن خدمات سے اتنا شرمندہ ہون کہ بمقابلہ اوسکے
فروخت نہین کرسکتا اگر تم منظور کرو پہلے اسقدر دریافت کرلو
کہ وہ میرے ساتھہ آئی ہے وبعد اوسکے قیمت مجھے دیدو ومیرے
چلے جانے وغائب ہونے کے بعد تم اپنے ساتھ لو تو البتہ فروخت
کرتا ہون تا اوسکا رونا وبلکنا سنکر پھر مین بیقرار ہوکر فسخ بیع
پر لاچار نہو جاؤن سوداگر پہلے کچھ کھٹکا مگر سودا سستا دیکھہ کر
معاملہ طے کیا اور بیس دینار اوس ستم شعار جفا کار کو اس
شرط پر حوالہ کیے کہ وہ کشتی پر سوار کرادے القصہ اوس مردود
نے بروقت کھلنے کشتی کے اپنی محسنہ کو بلایا اور سوار کرایا اور
خود بمنت کہنے لگا کہ مین پار نہین جا سکتا اور ادہر سوداگر سے
بمنت کہنے لگا کہ آپ اس بی بی سے خبردار رہین اور شفقت
مین کمی نکرین اور یہ کہکر خود چلتا ہوا نظر آیا اوس پار پہونچکر سوداگر
سے بی بی نے شکریہ مہربانی ادا کیا اور رخصت ہونے کا قصد
کیا تب سوداگر نے معاملہ خرید ظاہر کیا لاچار ہوکر صبر کیا غرض کہ
دو منزل کے بعد سوداگر دریاے شور مین جہاز پر سوار ہوا اور
تین ہفتے کے بعد ایک بندر مین اپنی لونڈیون کے ساتھ اوس

بی بی کو بھی اوتارا اتفاقاً شوہر اوس نیک نہاد بی بی کا اوس
بندر مین بہ قصد وطن وارد تھا خبر لونڈیون کے بکری کی سنکر
اپنی محبوبہ کے لیے کنیز خریدنے کو آیا وہان کنیزون مین اپنی
بی بی کو دیکھ کر سخت گھبرایا پہلے تعجب اور حیرت سے جرات
نکرسکا اور اوس بی بی نے بھی علانیہ اپنے شوہر کو مطلع کرنا
مناسب نجانکر اسقدر کہا کہ مجکو علیحدہ لیجاکر اگر خریدنا ہے
تو دیکھو یہ سنکر اور بھی شوہر اوسکا متردد ہوا کہ بار خدایا ماجرا
کیا ہے آخر وہ سوداگر سے اجازت لیکر علیحدہ لیگیا اور حقیقت حال
پر مطلع ہوکر بہت رویا مگر بی بی نے روکا اور مشورہ دیا کہ چپکے سے
خرید کرلو و بلا اظہار مصیبت چلدو چنانچہ سو دینار پر اپنی بی بی کو
سوداگر سے خریدا اور اپنے شہر مین پہونچکر ہورہ کو مخفی کیا
اور قاضی سے مستفسر ہوا اس عرصہ مین قاضی اپنے فعل پر
نادم ہوچکا تھا فوراً اپنے فعل پر مقر ہوا تب اپنی بی بی کو
شوہر نے ظاہر کیا اور عذر خواہی پر بی بی نے قاضی کی خطا کو
معاف کردیا لیکن بادشاہ کو خود اسقدر انفعال ہوا کہ اوسنے
اوس قاضی کو نکال دیا اور واسطے گرفتاری غلام ویرانی اور
بندھوے کے حکم دیا چنانچہ بہ تلاش دونون ملے اور اپنے

اپنے گناہون کا اقرار کرکے ملتجی عفو ہوئے بی بی نے غلام کے
قصور سے بھی درگذر کی اور رہنہ ہوے کیواسطے بھی بادشاہ سے
ملتجی ہوئی کہ اسکی سزا صرف پیش خدا چاہتی ہون دنیا مین
مواخذہ نہین کرتی یہ قصہ تمام شام مین مشہور ہے۔

حکایت تیسری

ملک روس مین لیو پولیت نام ایک شخص سنٹ پی ٹرس برگ
مین رہتا تھا پایہ عالی پر سرفراز و منصب گرامی پر ممتاز تھا
اتفاقاً کوئی خطا ایسی اوس سے واقع ہوئی کہ شہنشاہ روس
برہم ہوا اور حکم جلاوطنی کا دیا چنانچہ بیچارہ لیو پولیت مع اپنی
جورو اور دختر سیزدہ سالہ کے صوبہ سائی بیریا مین جو جنگلی
مشہور ہے پہونچایا گیا وہ جگہہ اوسکو دوزخ سے بدتر تھی
کہان کاروبار امیرانہ رکھتا تھا اور مکان عالی شان فرش
فروش سے آراستہ کہان پھوس کا جھوپڑا اور ویرانہ جہانتک
نظر جاتی تھی جنگل جھاڑی نظر آتی تھی بجای جمعیت و اطمینان
حسرت و افسوس محتاجی پابوس تھی دوست و آشنا کی صورت
کیسی کسیکی خبر تک نملتی تھی درندون کی صدا سے کان بھرے
ہوتے تھے اور اونکی آزاردہی کے خوف و خطر سے حواس

جاتے تھے اس خرابی اور مصیبت مین ڈیڑھ برس سے زیادہ
عرصہ گذرا یہان تک کہ جان سے تنگ آکر ایکروز لیو پولیٹ مغموم
ہو کر ایک کنارے جا بیٹھا جورو نے بمقتضاے محبت جاکر
سمجھایا اوس بات چیت مین لیو پولیٹ نے کہا کہ اپنی گردش
تقدیر کو کہان تک دیکھین بھائی بند نہ سہی اگر بجاے اس دختر کی
فرزند ہوتا تو آج وہی کچھ کام آتا یہ سنکر عورت کا بھی دل بھرآیا
ڈاڑہین مار مار دونون رونے لگے اثنار تقریر مین لیو پولیٹ نے
بجاے دختر کے فرزند ہونے کا جو ارمان کیا تھا اوسکو تو
پر اس کو ویا نے سنا تھا مگر یہ معلوم نکیا تھا کہ کس بات پر کہا اور یہ وجہ
اسقدر بلک بلک رونے کا سبب کیا ہے آخر بیتاب ہو کر خود بھی
والدین کی پاس دوڑی گئی اور مثل پروانے کے اپنے مان باپ پر
صدقے ہو ہو کر سمجھانے لگی اور منتین کر کے رونے سے باز رکھنے
لگی بمشکل جب اون دونون نے رونا موقوف کیا تو اپنی مان سے
وجہ رونے کی پوچھی اوسنے کہا کہ تو دیوانی ہوئی ہے پوچھکر
کیا کریگی کھیل کود جس امور مین کچھ سود و بہبود نہو اوسکا کیا ذکر
کرون اور پھر خود روؤن اور تجھے رولاؤن مگر اوسنے اپنی مانکا
پیچھا نہ چھوڑا تب مان نے کہا کہ باپ سے پوچھہ اور سن

چنانچہ پراس کودیا نے ماں و باپ دونوں کو دق کیا اور کہا کہ
مجکو زیادہ نہ گھبراؤ اور للہ اپنا دکھہ بتلاؤ تاہیں مقدور بھر اوس
مصیبت کے رفع کرنے میں سعی کروں اور تمہاری آئی ہوئی
بلا اپنے سر پر لیکر تمکو شاد کروں تف میری زندگی پر اور لعنت
میری حیات پر کہ میرے ہوتے ہوئے میرے پیارے ماں اور
باپ روئیں اور دُکھہ اوٹھاویں لیو پولیت ہنسا اور بولا کہ اے
نادان جو بلا ہمپر ہے وہ ایسی آسان نہیں ہے کہ ٹال ڈالی جاوے
اور کیسیکی مدد کام آوے ماد مہربان نے آہ سرد بھر کر کہا کہ
پیاری درد ہمارا لا علاج ہے اری کیا تو سنٹ پیرس برگ
کی حالت بھول گئی اور نہیں دیکھتی کہ اب ہماری کیا صورت ہے
پھر ساری حکایت بیان کی اوسوقت پراس کودیا نے خیال کیا
کہ باپ نے اسی واسطے تمنا فرزندکی کی تھی کہ اگر بیٹا ہوتا رہائی
کرانے میں مدد کرتا و آبدیدہ ہو کر بولی کہ میں یہ کیا جانتی تھی کہ
تم بلا اپنی مرضی کے یہاں آئے ہو خیر اب نہ کڑہو اور ایسی
ذری سی بات کیواسطے نہ روؤ براہ مہربانی مجھے رخصت فرماؤ
اور مفارقت چند روزہ گوارا کرو میں شاہنشاہ روس کے پاس جاتی ہوں
اور عفوخواہ ہوتی ہوں ماں اور باپ اوسکے عزم سے قربان ہوگئے اور

دل و دیدہ کو فدا کرکے گویا ہوئے کہ بی بی تم نہین جانتی ہو کہ
سنت پیڑس برگ یہان سے کالے کوسون ہے اور راستے مین
کیسے کیسے خطرے واندیشے ہین رستم کا گذر ہفت خوان مین شاید
ہوگیا ہو مگر اس راہ مین وہ اور اسفندیار دونون لاچار ہین
قطع نظر اسکے کہ تم دختر کمسن مہد ناز کی پرورش یافتہ نہ ساتھی
نہ رفیق نہ زادراہ نہ ہم طریق نہ راستے سے واقف نہ ملک سے
آگاہ بھلا اور تو اور پیدل کیونکر راہ طے ہوگی پر اس کو دیا والدین
کے قدمون پر گر پڑی اور رو رو جان کھونے لگی کہ جو کچھ ہو مگر
مجھکو جانے دو اور برابر کئی روز تک نہ کھانا کھایا نہ پانی پیا
طالب اجازت روانگی مین جان دیتی تھی مان باپ نے جب یہ حال
دیکھا کہ یہان بھی رہکر یہ مرے گی لاچار اوسکو مردہ جان لیا
اور سنگ صبر اپنے دل پر رکھکر کہا کہ اچھا بی بی جاؤ ہم تم کو
زندگی ہی مین مردہ جان کر رویا کرینگے یہ سنتے ہی لڑکی باغ باغ
ہوگئی اور ہزارون سلام اور دعا سلامتی والدین کو دینے لگی
یہانتک کہ اونسے رخصت ہوکر مرحلہ پیمائی مین قدم زن ہوئی
کبھی کاہے کو چلی تھی تھوڑی دور چلتی اور تھک کر بیٹھ جاتی
پھر ہمت کرکے اور چلتی اور یون ہی گرتی پڑتی دو ڈھائی کوس

راہ طے کی تھی کہ شام ہوگئی اندھیرے مین راستہ نہ سوجھتا
تھا درندون کی صدا سے پتہ پانی ہوتا تھا لاچار ایک گنجان جھاڑی
مین گھس رہی اور ہوا کی سردی اور بھوکھ سے جو کچھ اذیت ہوئی
شوق سے برداشت کی اور صبح صادق ہوتے ہی پھر چلی
راستہ مین پھل پھلاری یا کھانیکے لائق جو چیز ملی کھائی اور
چلنے سے نہ ہٹی ایک صبح حسب معمول پھر جھاڑی سے نکل کر
چلنے پر مستعد ہوئی الا سردی سے ایسی جکڑ گئی تھی کہ قدم نہ اوٹھتا
تھا روس کے ملک کی سردی اور برف باری مشہور ہے کہ اوسکے
خیال سے عین شدت تابستان مین لرزہ آتا ہے اور کلیجہ
اوچھلتا ہے مگر وہ پروا نہ کرتی تھی اور نہ معلوم کسطرح سہتی
تھی اور چلی جاتی تھی کبھی تو شدت سردی سے گر پڑتی تھی کبھی
بیٹھکر آسمان کی جانب نگاہ کرتی تھی پھر جب والدین کی مصیبت
یاد آتی تھی تو رنج والم کی گرمی مین پھر چل دیتی تھی کہ اوسی
حالت مین ایکدن صبح کیوقت ایک شخص چھکڑا لیے ہوئے
اوسطرف سے گذرا اور رحم کھاکر اوس بینوا کے حال کا مستفسر
ہوا اور کسیقدر سنکر متاسف ہوا اپنی گاڑی پر بٹھلا لیا
اور راستے راستے جہان وہ جاتا تھا چلا یہان تک کہ ایک

گانون مین پھونچا اور وہان اوس لڑکی کو اوتار دیا اور لوگونسے
حقیقت حال اور مصیبت اوس خرد سال کو بیان کیا جسنے دیکھا
کھڑے ہوکر اوسکا ماجرا دریافت کیا اور ایک انبوہ اوسکے
گرد جمع ہوگیا ہرشخص اپنا جدا ظنہ بیان کرتا تھا کوئی فضول گوئی
سے متہم کرتا تھا کوئی سودائی قرار دیتا تھا غرض اوس
دور دراز عزم کو سنکر سچا نہ جانتی تھی جو رحم سے سچ بھی
جانتے تھے وہ کہتے تھے کہ مبادا اسکی خاطر و مدارات مین
کوئی فتنہ کھڑا ہو کوئی چور ہونے کا شبہ کرتا تھا پر اس کو دیا
کو کچھ تو غصہ آتا تھا کچھ اپنے والدین کی مصیبت یاد کر کے
دل اوسکا رونے پر مائل ہوتا تھا یکبارگی وہان سے اوٹھی
اور دل مین لاچار ہوکر قرار دیا کہ معبد کے دروازے پر
چلنا چاہیے وہان کوئی نہ کوئی باخدا ملیگا اور حال زار پر
ترس کھاویگا چنانچہ دیر کے دروازے پر پھونچی شامت
بخت سے دروازے بند تھے ناچار زینہ پر بیٹھ گئی تو وہان
دہقانون کے چھوکرون نے گھیرا اور طرح طرح سے چھیڑنا
شروع کیا کہ اوسی حالت مین ایک نیک بخت عورت آگئی
چھوکرون کو اوسنے ڈانٹا اور کمال شفقت سے حال پوچھا

وبعد ساعت اپنے گھر لائی اور ماحضر سامنے رکھا واچھے
پچھونے پر بٹھایا وگرم کپڑے دیکر دلاسا دیا واپنا مہمان کیا
پر اس کودیا نے بہت بہت شکر کیا اوسکی باتین سن سنکر
اوس مہمان نواز عورت کو حیرت ہوتی تھی اور کسیطرح گوارا
نکرتی تھی کہ وہ رخصت ہو یہان تک کہ وہ چند روز اوس
نیک بخت کے یہان بآرام تمام رہی آخر بے آرامی والدین نے
پھر سراسیمہ کیا اور چار ونا چار اوس مہمان نواز کو بھی رخصت
کرنا پڑا اپنے مقدور کے موافق زادراہ دیکر خدا کے سپرد کیا
بکمال فرحت وخوشی وہ لڑکی جسکی ہمت پر رستم آفرین کرتا تھا
پھر جانب منزل گام فرسا ہوئی ایکروز بیچاری مصیبت کی ماری
ایک قریہ کے پاس سے گذری کہ یکبارگی گانون کے وحشی گنوارن
نے حملہ کیا اور لپٹ گئے بیچاری کے کپڑے پھٹ گئے اور
اور زخمی بھی ہوئی وقریب تھا کہ آزار سخت پھونچے کہ ایک آدمی
نے دوڑ کر بچایا اور اوسکے حال پر ترس کھاکر اپنے ساتھ لیا
وچند روز مہمان کیا تھوڑے وقفہ کے بعد پھر وہان سے روانہ
ہوئی اور جو جو مصائب اور آفات اوس بیکس نے عالم غربت
مین اوٹھائے اونکے بیان کو ایک دفتر چاہیے اور حقیقت میں

وہ بیچارے خود ایک دلچسپ قصہ ہے اوسکی مصیبت سفر کے
سیبے فاصلہ سائی بیریا اور سینٹ پیٹرس برگ کا تصور کافی ہے
اور اوسکی پریشانی سوچنے کے لیے خیال ویرانی اور جنگل جھاڑی
اوس ملک کا وافی ہے القصہ موسم جاڑے کا پھر آگیا افسوس
کہ علاوہ اوس مصیبت پیادہ پائی کے سردی ہوا و برف سے
وہ بیچاری بیمار ہوگئی و رفتار سے لاچار ہوکر ایک گانون کے
کنارے گرپڑی وہان بھی ایک مسافر نواز نے شفقت فرمائی اور
کھلانے پلانے کے سوا بڑی تیمارداری کی بعد عرصہ کے اچھی ہوئی
اور قوت رفتار بھی آئی تو پھر وہ روانہ ہوئی اوسکی جرأت و ہمت
اور حیا و غیرت ہر جگہہ کام آتی تھی جو جہان سنتا تھا ترس
کھاتا تھا و بجان و دل معین و مددگار ہوتا تھا یہان تک کہ بہت
عرصہ کے بعد براس کو و یا کو سواد دارالسلطنت سینٹ پی ٹرس برگ
نظر آیا اوسوقت جو خوشی اوسکو ہوئی وہ بیان مین نہین آسکتی
حقیقت مین مقام بڑی خوشی کا تھا کہ اوسقدر فاصلہ کو جہان
وہم و گمان بھی تھک کر نہین پھونچتا وہ لڑکی پیادہ چلکر
پھونچ گئی القصہ دارالسلطنت مین پھونچکر محلات شاہی کے گرد
صدقے ہوتی پھری وہان کی مصیبت سب سے زیادہ تھی کہین

اوسکو پہرہ والے روکتے کہین فقیر جانکر لوگ لوٹ گئے تھے لاچار
ایک دروازے کے سامنے جہان سے گذر اکثر ملکۂ روس کا
ہوتا تھا جا بیٹھی اور کسی کے ہٹائے نہ ہٹی کئی روز کے بعد ملکۂ
روس کو پیادہ پا کر اوس خرد سالہ نے دامن پکڑ لیا اور
لوگون کے جھڑکنے اور گھڑکنے پر کسیطرح پیچھا نہ چھوڑا ملکہ نے
مہربان ہوکر لوگون کو منع کیا اور حال پُر اختلال اوسکا سنکر
کمال تعجب کیا اور اپنے ساتھ وہ رحیمہ کریمہ شاہنشاہ کے
حضور مین لیگئی شاہنشاہ کو بھی اوسکی جرأت اور اوسکی
قطع مسافت پر حیرت ہوئی اور کہنے لگا کہ ایک کیا اگر بیس لڑکے
لوپلیف کے ہوتے تو اس لڑکی پر سے صدقے کیے جاتے وہ کیا
کرتے اور بعد کمال تحسین اور آفرین کے خطار لوپلیف سے
صرف بوجہ اوس لڑکی کے محنت کے درگزرا اور حکم عفو تقصیر کا
جاری فرمایا اور ملک منضبطہ کو بھی واگذاشت فرماکر حوالہ
پر اس کو دیا سکے کیا و باعزاز و حرمت لوپلیف کو حکم حاضری کا
دیا اور خرچ بھجوایا چنانچہ بعد چندے مع اپنی بی بی کے
خدم و حشم سے داخل دارالسلطنت ہوا اور اپنی دختر بلند اختر
سے ملکر شاد و خرم ہوا اور مقر ہوا کہ وہ بر سر غلطی تھا جو

کہتا تھا کہ لڑکا ہوتا تو کام آتا فقط غرض میری بیان اس
حکایت سے یہ ہے کہ پراس کودیا نے اپنی لڑکی ہونے پر
بہت افسوس کیا تھا اور لڑکے نہونے پر تاسف کیا تھا مگر باوجود
لڑکی ہونے کے وہ کام کیا جو لڑکے سے کبھی نہوتا میری اس
بیان کو اسقدر طوالت ہوئی کہ شام ہوگئی ہر ایک بی بی نے
میری تقریر کو پسند کیا و پھر بی بی ہاجرہ مخاطب ہوئی اور کہنے لگی

ہاجرہ کا بیان

مجکو باستماع اسکے کہ عورتون کی تعلیم مین یہان کے مردونکو
کلام ہے افسوس ورنج ہوا یہ خیال کہ عورتون کو لکھنا سکھلانا
یا علوم پڑہانا باعث فساد ہے یہ محض غلط ہے حقیقت حال
یہ ہے کہ بدون علم کے زن ہو یا مرد سب کے دل تاریک و تار
ہین جیسے کہ ایک عمارت عالیشان کے نقش ونگار راتکو
اندھیرے مین بدون روشنی چراغ بیکار ہوتے ہین نہ تو کوئی اوس
عمارت طلاکار مین قدم رکھہ سکتا ہے نہ نقش ونگار وکمال
نقاش کو دیکھہ سکتا ہے وہی حال بجنسہ جاہل کے دل کا ہے
اور علم اوس تاریکی دل مین بمنزلہ چراغ کے ہے جس سے
دل روشن ہوجاتا ہے اورجسطرح ذرا ذرا سی صنعتین اور

کاریگریان اوس عمارت کی شب تارمین بذریعہ چراغ کے نظر آنے لگتی ہین ویسے ہی روشنی علم سے آدمی کو دنیا کے محاسن و معائب نظر آتے ہین پس مین جب روشنی سے علم کو مناسبت دے چکی تو خود بخود معلوم ہوگا کہ جیسا کوئی باحواس اور ہوشیار آدمی روشنی مین ٹھوکر نہین کھاتا اوسیطرح روشنی علم سے سمجھ بوجھ کر کوئی افعال زشت کو اختیار نہین کریگا ہنوز یہ تقریر ہاجرہ کرہی رہی تھی کہ میری ایک ماما بول اوٹھی کہ مرد جو دنیا کے علوم سیکھتے ہین اونکو نوکری چاکری کی غرض ہوتی ہے ہم عورتون کو علوم دنیا کے کیا فائدہ دیوینگے ہاجرہ نے بکشادہ پیشانی اوسکے اعتراض کو سنا اور کہنے لگی کہ جو کچھ فائدہ مردون کو تحصیل علم سے ہوتا ہے اوس سے دونا اونکو اوس حالت مین ہوتا ہے کہ جب اونکی عورتین تعلیم یافتہ و ماہر علوم و فنون ہوتی ہین اور جب تک عورتین زیور علم و فضل سے آراستہ نہین ہوتین اولاد کو تہذیب و تعلیم ہرگز نہین ہوتی اس واسطے کہ مرد تلاش معاش مین دن بھر پھرتے ہین اور بچے عورتون کی صحبت مین بڑے عرصہ تک رہتے ہین اور عیوب جہالت جب اونکے دلون مین جمع

ہوجاتے ہین تب تربیت و تعلیم کے واسطے اوستادون کے سپرد ہوتے ہین اور اوس وجہ سے خیالات فاسد جو دماغ مین بھر جاتے ہین مشکل سے نکلتے ہین اور جنکے دماغ ہین نکلتے نکلتے کچھ بھی رہجاتے ہین اونہین سے افعال ذمیمہ سرزد ہوتے ہین اور علم و فضل کو بُرے کامون مین صرف کرکے لوگون کی نظرون مین فضیلت علم پر بٹہ لگاتے ہین حالانکہ وہ قصور اونہین خیالات فاسد کا ہے جو ایام خردسالی مین جاہلون کی اثر صحبت سے پیدا ہوتے ہین کیونکہ مین پہلے کہہ چکی کہ علم بمنزلہ روشنی کے ہے پس ممکن ہے کہ روشنی بُری جگہہ مین بھی صرف کیجاوے حتی کہ چور کے ہاتھہ مین پڑے تو وہان بھی اپنا اثر پورا دکھاویگی لیکن اگر عورتین تعلیم یافتہ ہون تو بیشتر اونکے افعال نیک اور خیالات سنجیدہ اولاد سیکھہ لیوے اور بُری باتون پر مطلع ہونیکا موقع نہ پاوے اور جب تک تعلیم اوستاد کے دن آوین عورتین ہی بہت کچھ پڑھا دیوین پس عورتون کی تعلیم کا یہ فائدہ مردون کیواسطے کیا کم ہے سوا اسکے عورتون پر جو الزام کم عقلی اور خام مزاجی کا ہے وہ بھی رفع ہوجاوے اور ہر کام مین پختہ رای

دانشمندی کے ساتھ مردون کی مشیر ہون اور یہ غلط محض ہی
کہ علم و فضل صرف نوکری کے واسطے کام آتا ہے اگر یہی ایک
فائدہ ہوتا تو بجز نوکری پیشون کے اور کوئی کاہیکو سیکھتا پھر
وہی ماما بولی کہ قربان جاؤن ارشاد فرمایئے کہ لوہار کا بیٹا اگر
پڑہنا لکھنا سیکھتے تو اوسکے ماں باپ کو اوس سے کیا فائدہ ہوگا
بجز اسکے کہ اپنا کام کاج بھی چھوڑے اور لکھنا پڑہنا سیکھکر
نوکری کی تلاش مین مارا مارا پھرے ہاجرہ نے کہا پتھر پڑین تیری
سمجھہ پر اری نادان لوہار کو علوم سے اوسکے خاص پیشہ
مین بہت کچہ فائدہ ہوگا مثلاً اگر علوم پر مطلع ہوگا تو وہ بخوبی
جان لیویگا کہ جو کام بہت آدمیون کی قوت سے انجام پاتا ہے
کیونکر تھوڑی حکمت سے بدون محنت شدید و کم قوت سے
ہوسکتا ہے اور ملک ملک کے صنائع و بدائع پر خبردار ہوکر خود بھی
اچھی اچھی چیزین بناویگا اور نئی نئی صنعت ایجاد کرے گا اور
وسیلہ علوم سے موجد بن جایگا پھر اوسکو نوکری کی جو جد بھر
بڑی چیز ہے کیا ضرورت رہیگی علی ہذا اگر کاشتکار علم فلاحت کو
احتیاط سے پڑہیگا تو اوسکو بخوبی معلوم ہوگا کہ زمین مین کیا
کیا خاصیت ہین اور وہ کیونکر کم وبیش ہوسکتی ہین اور کسطرح

سردی کے ضرر سے زراعت محفوظ رہ سکتی ہے اور کون تدبیر سے
بآسانی آبپاشی ممکن ہے اور کیونکر باندھ بنانا چاہیے دکیونکر بلا دقت
کھیتون مین پانی پہونچانا اور زراعت کا کاٹنا ممکن ہے اور کسطرح
اوسر زمین کو قابل زراعت بنانا چاہیے شاید تو نوکری کو بہت
اچھا جانتی ہے جو علوم کو اوسکے حاصل کرنیکا ذریعہ گردانتی ہو
اری نا فہم دنیا مین نوکری سے بدتر کوئی پیشہ نہین ہی عقلا
ہرگز نوکری کرنا پسند نہین کرتے ہین پوچھتی ہون کہ غلامی او
نوکری مین کیا فرق ہے غلام کو اسقدر بھروسہ اور استقلال بھی
ہوتا ہے کہ مالک ناراض ہو یا خوش ہو کھانے کپڑے کا کفیل
رہیگا نوکر کو تو یہ امید بھی نہین ہے کہ کب تک رکھیگا اور کسدن
جواب دیگا علاوہ اسکے کہ نوکر کی خوف ورجا مین بسر ہوتی ہے اور
ایکدم کو چین نہین ملتی تنخواہ ایسی کم مقرر ہوتی ہے کہ وہ گذارہ
کے واسطے کافی نہین ہوتی ہے محنت اسقدر زائد کہ دل بہلانا
اور آرام کرنا تو ایکطرف بندگی وعبادت اللہ تعالے کی بھی مہلت
نہین ملتی بعد اوسکے بوڑھاپے کے دنون مین جب ہاتھ پانون
بیکار ہوتے ہین اور طاقت جواب دیتی ہے تو دوسری مصیبت
پیش آتی ہے اگر کوشش کر کے نوکری بادشاہی کوئی حاصل کرے

تو وہ دو قسم کی ہوتی ہے یا ملکی یا فوجی اگر فوجی ہے تو اوسکی مصیبت علاوہ اور مصائب بندگی اور انتفاع قلیل کے یہ ہے کہ اگر بادشاہ کا مزاج طریق خیر و صواب پر یا خلاف اوسکے برہم ہو اور دوسرے بادشاہ کا ملک لیا چاہیے تو کمر مجادلہ اور مقاتلہ پر باندھنی پڑتی ہے اور امتیاز اسکا کہ حق پر لڑنے کو جاتے ہین یا ناحق پر باقی نہین رہتا واگر نوکری ملکی ہے تو اوسمین ایسی باریک اور دقیق کام حوالہ ہوتے ہین کہ جسکے انصرام مین بیشتر بندگان خدا کے حقوق ضائع اور تلف ہونیکا اندیشہ رہتا ہے حالانکہ اونکی دردمندی ہمپر فرض ہے واگر ان سب ذلتون اور دقتون کو قبول کرکے نوکری اختیار کرلی جاوے اور اپنی نفع کی غرض سے آرام و فراغت کو کھو دیا جاوے تو مشاہرہ ایسے قلیل ہوتے ہین کہ وہ مایحتاج سے زیادہ نہین ہوتے واگر غیرت و حمیت کو بالاے طاق رکھکر بیشرمی کا جامہ پہن لیا جاوے اور عباد کا گلا کاٹ کر اپنا پیٹ بھرنا چاہے تو مواخذہ فرداے قیامت کا ڈر ہر وقت پیش نظر رہتا ہے قصہ مختصر نوکری سے بدتر دنیا مین کوئی پیشہ نہین ہے اور جبتک انسان کو یاد الٰہی

جو بھی بے چاکری کے ملے اوس سے بہتر ہے کہ ہزار روپیہ ماہوار
نوکر ہو اور خوشامد و امورات مباح و غیر مباح کرتا پھرے پس
یقین کرنا چاہیے اور میری بات کو مقرر باور کرنا چاہیے کہ
نوکری سے زیادہ کوئی بلا نہین ہے اور ہرگز اپنی اولاد و اعزا
و دوستون کو نوکری کی صلاح نہ دینا چاہیے بلکہ ابتدا سے
نوکری کے پیشے سے کراہیت و دیگر پیشون کے اختیار کرنیکی
رغبت دلانا چاہیے سب سے بہتر پیشہ تجارت کا ہے کہ سرمائے
متاع ارجمندی و توشہ سفر سربلندی ہے بلا اطاعت و فرمانبرداری
احد من الناس نفع بیقیاس حاصل ہوتا ہے اور جو کچھ اپنی
قوت و محنت و عقل و فراست سے حاصل ہوتا ہے وہ اپنا ہی
مال ہوتا ہے نہ کسیکے اتلاف حق کی فکر نہ کسی کے رنج دہی
اور آزار کا اندیشہ و خطر لاحق ہوتا ہے نہ عمائد و امراسے سروکار
نہ عاملان و عوامل سے کسی قسم کا آزار پہونچتا ہے بعد اوسکے
کاشتکاری ہے اسلیے کہ اوسمین فی الجملہ اطاعت و برداشت
حکومت کی ضرورت ہوتی ہے اور بعد اوسکے پیشہ اور حرفت ہر
وہی ماما شوخ دیدہ پھر بولی کہ بی بی تجارت مین دیوالا نکلنے
اور کاشتکاری مین خشکی و سیلاب آنے سے جو نقصان

ہوتے ہین اونکو اپنے بیان سے آپ نے کیون خارج فرمایا
اور یہ کیون ارشاد نہ کیا کہ جس کنگال کے پاس متاع و مال
نہو وہ تجارت پر کیا خاک کسیکو رغبت دلاوے یہ سُنکر
بی بی ہاجرہ نے مسکراکر فرمایا کہ شاباش نیک بخت اچھا مجھے
متنبہ کیا اچھا نوکری مین جو آفتین پیش آتی ہین وہ دیوالہ نکلنے
اور کام بگڑنے سے سہل و آسان ہین یا دشوار تر یہہ مین
کہتی ہون کہ ہر معاملہ مین انسان بوجہ اسکے کہ سہو و نسیان
اوسکے خمیر مین ہے اور جلدی کرنے مین بوجہ اپنی فطرت کے
لاچار ہے پس اگر اپنے معاملہ تجارت مین کسیطرح چوک گیا
تو بجز نقصان مال کے آبرو جانیکا کچہہ اندیشہ نہین ہے واگر
بیوہار مین کیسکا قرضدار ہوا اور قرضخواہون نے یہ بھی جان لیا
کہ عمدًا مرتکب کسی بددیانتی کا نہین ہوا تو اپنے نفس کے
موافق خیال کرکے درگذر کرتے ہین اور دقت اور آفت
مین نہین پھنساتے کھیتی مین خشکی و سیلابی منجانب اللہ ہے
اگر موت ہی آجاوے تو اوس سے کیا مفر ہے مگر بمقابلہ
اون ذلتون کے جو نوکری مین پیش آتی ہین یہہ خرابیان
جو تجارت اور کاشتکاری مین کبھی کبھی آجاتی ہین بہت

خفیف اور سریع الزوال ہوتی ہین نوکری مین ہرچند کوئی سمجھ
بوجھ کر کام کرے اور دیانت و امانت و عقل و ادراک صرف کرتا ہے
تو بھی حسب اختلاف امزجہ یہ ممکن نہین ہے کہ ہر کام اوسکا دوسرکو
پسند ہی ہوتا رہے پس اندک ناپسندی مین موقوفی اور خانہ خرابی
موجود ہے یہ بھی نہ سہی اکثر دیکھا ہے کہ جو نوکر دیانت دار اور
ایمان دار ہوتے ہین اونکی دشمنی کو بددیانت اور بے ایمان نوکر
یا وہ خود مطلب جنکی دیانت دار کی خبرداری سے دال گلنے نہین پاتی
اور برآمد کار ہونے نہین پاتا دشمن بن جاتے ہین اور انواع اقسام
کے جھوٹے اتہام لگا کے بدنام کر دیتے ہین اور بڑی بڑی
آفتون مین پھنسا دیتے ہین اور تحقیق کرنے والونکے دلون مین
بھی ایسے شبہے ڈال دیتے ہین کہ وے اپنی غلط فہمی سے سزا کا
فتوا دیدیتے ہین پھر وہ قید کی مصیبت اور اہل و عیال کی
ذلت دیوالا نکلنے سے کہین سخت ہے اور جنکے پاس سرمایہ
لائق تجارت نہین ہے اونکو پہلے ضرور ہے کہ اپنی قوت جسمی کو
صرف کرین اور اسمین ایسا طریق سلامت روی اختیار کرین کہ تھوڑا
تھوڑا اپنی کمائی سے بچا کر پونجی بنا دین اور تب کاشتکاری
یا تجارت کے پیشے کو اختیار کر لین چنانچہ مین اسجگہ سلطان انجا،

کی حکایت بیان کرتی ہون

حکایت

ملک ترکستان مین جہان کی مین رہنے والی ہون صوبہ اتونولیا ہمارے وطن سے پچھم کی جانب ہے اور بوجہ قرب سمندر کے اکثر تجار وہان آمدورفت کرتے ہین اور شہر ستالیا جسکے نام سے خلیج ستالیا مشہور و معروف ہے ایک بڑا بندرگاہ ہے چنانچہ ستالیا مین ایک شخص رہتا تھا چندان مالدار یا صاحب عزت ووقار نہ تھا اور نہ سواے ایک فرزند کے کوئی وارث رکھتا تھا دفعتًا مرگیا اور پندرہ سالہ لڑکے کو یتیم کرگیا وہ لڑکا ہنوز پڑھتا ہی تھا کہ باپ کی موت کا دکھ پڑا لیکن اوسنے ہمت و استقلال کو نہ کھویا اور باپ کی بچی بچائی جائداد سے گذارہ کرکے لکھنا پڑھنا نہ چھوڑا اور تین برس مین علوم ضروری پڑھ چکا اور اٹھارہ برس کی عمر کو پہونچا تو اوسنے تحصیل علوم عجیبہ و غریبہ کا ارادہ کیا مگر جو دیکھا تو گھر مین باپ کے متروکہ سے کچھ باقی نہ تھا کہ روکھا پھیکا کھاکر تین برس اور پڑھتا لاچار ہوکر فکر کرنے لگا کہ اب کیا کرکے زندگی کو بسر کرنا چاہیے تو سواے تجارت کے اور کوئی طریقہ معاش پسند نہ آیا مگر روپیہ کہان تھا کہ مال خریدتا آخرکار

سوداگرونکے پاس آنا جانا اختیار کیا اور اونکے مددگار بننے کا
خواستگار ہوا تاکسیطرح اوسکو اپنی دکان مین شریک کرلین
اور بجاے زرنقد کے اوس سے محنت ومشقت کراوین مگر نقش امید
نہ جما اور کھانیکو کچھ نہ رہا تو بھی دوکانداروںکے پاس آنے جانے
سے صرف اسقدر فائدہ ہوا کہ اونکی نظرون مین معتمد ہوگیا مختصر
یہ کہ حبیب بن قاسم نے ایک خوانچہ خرید کیا اور اوسپر تھوڑا
سوت اور سوئی و دیاسلائی و اسی قسم کی چیزین جو اکثر عورتونکے
مصرف مین آتی ہین سجائین اور اوس محلہ مین جہان بادشاہی
فوج کے نوکرونکی عورتین سکونت رکھتی تھین اور بوجہ نہونے
اپنے شوہرون کے جو افواج سلطانی کے ساتھہ باہر کی چھاونیونمین
تھے اور بازار سے سودالانے مین اذیت پاتی تھین پھیری کرنی
شروع کی ہر ایک مکان پر دوسرے تیسرے جاتا تھا اور اپنا
خوانچہ دکھلاتا تھا اگر کسی نے اوسکے خوانچہ کی کوئی چیز پسند کی
تو فھو المراد ورنہ پوچھتا تھا کہ جس چیز کی ضرورت ہو فرمایئے کل کی
پھیری مین حاضر ہوگی چنانچہ جسکو جو ضرورت ہوتی اور جس
چیز کی خواہش ہوتی وہ بیان کرتی دوسرے روز حبیب کسی
دکاندار سے بوجہ اپنے اعتبار کے مستعار لے آتا اور قیمت اوسکی

طے کرکے اپنے خوانچہ مین رکھہ لیتا و پھر حسب معمول پھیری کو جسوقت جاتا خواہشمند کو وہ مال دکھلاتا اور قیمت مظہرہ دکاندار پر اپنا نفع چڑھا کر دام لے لیتا و اصلی قیمت سوداگر کو دیکر اپنا نفع رکھہ چھوڑتا و اس شبانہ روز کی محنت اور نفع کی قلت پر کچھ پروا نکرتا یہان تک کہ ہر روزہ آمد و رفت سے اوس محلے کے زن و مرد طریقہ چال و چلن جبیب سے بہت خوش ہوئے و عورتون کے سوا مرد بھی اپنے آرام کی غرض سے فرمایش کرنے لگے ادہر اسکے خوانچہ کو بھی ترقی ہوئی کہ دوسرے مزدور کی ضرورت ہوئی غرض رفتہ رفتہ سوداگری بھی بڑہی اور بیوپاریون مین قدر و توقیر بھی زیادہ ہوئی قیمتی اسباب اور زیور بھی ساتھہ رکھنے لگا اور نفع خاطرخواہ ہونے لگا اور پھیری کئی محلون مین جاری ہوگئی چوتھے برس اوسنے خود ایک دکان بھی رکھی اور تمام ملک ترکستان مین اشتہار دیا کہ جسکو جو شے ستا لیا کی درکار ہو بلا اندیشہ اوسپر فرمایش کرے اور جس کسیکو ہمیشہ کام پڑتا ہو وہ صرف ار ماہواری اور جسکو کم کام پڑتا ہو وہ صرف ۴ر ماہواری دیا کرے اور جسکے یہ بھی پسند نہو اور کبھی کبھی کچھ چیز اوسکی معرفت منگانا ہو وہ آدہ آنہ روپیہ بعوض

محنت دیا کرے اس سے زائد نفع حرام ہے دور دور کے لوگون نے
یہ اشتہار دیکھا اور ایک آنہ جو سال مین صرف بارہ آنے ہوتے
تھے دینا اور ایک آدمی کو نوکر رکھ لینا آسان سمجھا ہزارون درخواستین
آئین اور دوسرے مہینے مین جو حساب حبیب نے کیا تو دو ہزار
درخواستین اسکی اور پانچسو ہر کی تعین جسکا محاصل ماہواری
ما عہ تھا دیوتھے مہینے اوسکے المضاعف ہوگیا غرض چار برس
مین علاوہ کاروبار اپنی دکان کے پانچسو روپیہ مہینا باہر سے
آنے لگا اور اسقدر عزت و اعتبار تجارون مین ہوا کہ باہر کے
سوداگرون نے اپنی بڑی آڑہت مقرر کی اور ہزارون روپیہ کا
مال حبیب کے پاس بھجوانا شروع کیا چونکہ حبیب کاروبار تجارت
مین پہلے سے بھی سلیقہ شعار تھا اور تجربات سے زیادہ ہوشیار
ہوگیا تھا اور منافع بھی بیشمار آنے لگا تو خود اپنا بھی مال واسباب
خرید کرکے تجارت کی غرض سے باہر بھجوانے لگا اور بیس برس
تک اسطرح اوسنے اپنے کاروبار کو آہستہ آہستہ ترقی دیکر اسدرجہ پر
پھونچایا کہ بعد اوسکے کارباری اور گماشتہ وغیرہ کا لائق بہم پھونچاکر
اونکے ذمہ اپنے ذاتی کام تقسیم کیے اور خود آمادہ سفر ہوکر
بلاد متفرقہ مین پھرا یہانتک کہ اٹھائیس برس مین سلطان ترکستان

کے حضور سے ملک التجار کا خطاب پایا

حکایت

مصر کا ملک جو افریقہ کے شمال مین ہے بوجہ دریاے نیل کے نہایت سیر حاصل و شاداب ہے چنانچہ درمیانی صوبہ مین جو اضلاع سبعہ مشہور ہے ایک شہر تھا وہان ایک غریب کاشتکار رہا کرتا تھا اتفاقاً جب اپنی زوجہ ضعیفہ اور لڑکے خرد سال کو جسکی عمر اٹھارہ برس سے زائد نہ تھی چھوڑ کر مرگیا تو بیوہ کو نہایت تردد ہوا اور اپنے انجام کار کو سوچتی تھی کہ کیا کرے لڑکا ہوشیار تھا اور چونکہ مصر کے باشندے قدیم سے شائق علوم اور فنون کے تھے اسواسطے اوس کم عمری مین بھی وہ استعداد علمی واجبی رکھتا تھا اپنی مان سے کہنے لگا کہ اس بستی مین رہنا صلاح نہین ہے اسواسطے کہ ہر شے ضروری ہمکو خریدنی پڑے گی اور مشقت اور محنت کچھ کام نہ آئے گی بہتر ہے کہ کہین اور چلکر رہین اور وطن کی محبت کو چھوڑ دین مان نے جانا کہ لڑکا مہمل بکتا ہے مگر سُنتے سُنتے لاچار ہوئی اور اوسکے مشورہ پر عمل کرنیکو طیار ہوئی آخر سُش کپڑے برتن کی گٹھری باندھی اور مان بیٹون نے بوجھ بانٹ کر ایک سمت کی راہ لی زادراہ کو صرف اتنا تھا کہ موافق سکہ رائج اوسوقت کے

مدہ سے زائد نقد نہ تھا اور اوس سے دونا یا اڑہائی گونہ زیور و
اسباب معیشت ہوگا اثنا راہ مین دیکھا کہ ایک گڈریہ دُنبے چرا
رہا ہے اور وہ کمال خوشی سے جنگل مین پھر رہا ہے چنانچہ اوس
روز اوسی گڈریے کے جھوپڑے کے پاس وہ مان بیٹے بھی ٹھہرے اور
پوچھنے لگے کہ تمہاری کیونکر گذرتی ہے اور کب سے اس مقام پر
رہتے ہو اوس گڈریے نے سب اپنا حال بیان کیا بگوش دل
وہ لڑکا سنا کیا اور کھانے پینے سے فراغت پاکر اپنی مان سے کہنے لگا
کہ میری دانست مین اسی جنگل مین رہنا چاہیے اور اس گڈریے
کے جھوپڑے سے کچھ فاصلہ پر اپنا جھوپڑا بھی بنانا چاہیے اور اس
چرواہے کو راضی کرکے اوسکے کام مین شریک ہونا چاہیے مان نے
کہا کہ مین نہین سمجھتی کہ تم کیا خیال کرتے ہو بہرحال مین تمہاری
محبت کے نشے سے سرشار ہون جو کہو اوسکے کرنے کو طیار ہون
لڑکے نے اپنی مان کی تشفی کی اور اوسی مقام پر رہنے کی بارہ مین
اصرار کرکے رہنا اختیار کیا الغرض وہ دوسرے روز صبح اوٹھکر
گڈریے کے ساتھ پھر اکیا اور اپنے کو اوسقدر محنتی اوس گڈریہ
کی نظر مین ثابت کیا کہ شام کو رخصت ہوتے وقت گڈریے نے
کہا کہ اگر آجکی سی محنت کروگے تو تمہارے کھانے بھر کو مین

دونگا چھوکرے نے خوشی سے منظور کیا اور رات کو اپنی ماں کو
مشورہ دیا کہ وہ گڈریے کی زوجہ کی اون کاتنے مین معاونت کرے
چنانچہ اوس دکھیا نے اون کاتنا شروع کیا غرض اسطرح کھانیکا
بندوبست تو خاطرخواہ ہوگیا کپڑون کی فکر البتہ باقی رہی سو سال
بھرکو کپڑے موجود تھے اتفاقاً چندروز مین گڈریے کے یہان کوئی
تقریب شادی کی درپیش ہوئی اور ضرورت روپیہ کی داعی ہوئی
بوقت تذکرہ اوسنے اوس لڑکے سے کہا کہ مین چندروز کو اپنے
بھائی بندون مین جاتا ہون تا قرض لینے کا بندوبست کرون
اور یہان کا دستور ہے کہ بدون رہن جائداد کے کوئی مہاجن
روپیہ نہین دیتا پس مین بیس بھیڑیان بھی لیجاؤنگا تا رہن رکھ
آؤن امید ہے کہ چھ مہینے مین کشایش ہوگی اور بھیڑیان
جنین گی تو سود و مول دونون اداکرکے اپنی بھیڑیان چھڑالاؤنگا
یہ سنکر لڑکے نے دریافت کیا کہ صرف دس روپیہ پر بیس بھیڑین
رہن کرنا گڈریے کو منظور ہے لڑکے نے اپنی ماں کو راضی کیا
اور دس روپیہ کا زیور گڈریے کو دیکر راضی کیا اور کہا کہ بیس بھیڑین
ہمارے پاس رہن کرو اور زیور سے اپنا کام نکالو سود کی عوض
جسقدر بچے چھ مہینے مین بیس بھیڑون سے ہونگے ہم لینگے

اور اصل روپیہ لیکر چھہ مہینے مین تمہاری بھیڑیان واپس کرینگے
گڈریے کا جو گھر بیٹھے سہل سے معاملہ ہوگیا تو نہایت خوش ہوا
اور بیس بھیڑیان اوس لڑکے کو دیکر اپنے کام مین مصروف
ہوا اتفاق سے پندرہ بھیڑیان حاملہ تھین سب اوسی چھہ مہینے
مین جنین اور کوئی بچہ بھی ضایع نہوا تب تو لڑکے کا دل بڑہا
اور بہت خوش ہوا اور چھٹے مہینے کے بعد فک رہن کا تقاضا
کیا گڈریے کا اوس چھہ مہینے مین حال ابتر ہوا اور بجاے
نفع کے نقصان ہوا تھا اس واسطے کہ اوسکی بھیڑیون مین ایک
قسم کا عارضہ پھیل گیا تھا اسواسطے روپیہ نہ پھیر سکا اور لاچار ہوکر
دس بھیڑیان دیکر قرضہ چکایا اور دس بھیڑیان اپنی واپس
لین اور وہ مان بیٹے کمال عسرت اور تنگی معاش مین اپنے دن
سختیونکے کاٹا کیے اپنے ہاتھہ سے لکڑیان چُن لاتے تھے اور
نہایت ارزان غلہ کبھی کبھی لاکر کھاتے تھے ورنہ ساگ پات
اور بھیڑیون کے دودہ پر اکتفا کرتے تھے سال بھر مین وہ
نیچے بھی باردار ہوئے اور خدا کی عنایت سے اور بھیڑیان بھی
جنین اس عسرت اور تنگی مین ڈیرہ برس سے زیادہ عرصہ
گذر گیا اور وہ لڑکا نہ گھبرایا اور اپنی مان سے کہتا رہا کہ اگر

اپنے وطن مین ہوتے تو ابتک بھیک مانگنے لگتے اس عسرت کو
تخت سکندر سمجھنا چاہیے جس سرزمین پر بھیڑیان اوس گڈریے
اور دہقانی لڑکے کی رہتی تھین وہ ایک تختہ زمین ناہموار تھا واکثر
نشیب وفراز کی وجہ سے کھیتی کے لائق نہ سمجھا جاتا تھا اسواسطے
کہ وہان درختان خودرو اوگے ہوئے تھے اکثر گاے بھنیس
مویشی اوس جگہہ چرنے کو آتے تھے اور سواے اوس گڈریے
اور دہقانی لڑکے کے کوئی اور وہان نہین بستا تھا دہقان
کے لڑکے نے ایک روز حیران ہوکر گڈریے سے کہا کہ اس قدر
عرصے سے ہم و تم اس جنگل مین بھیڑی چراتے ہین نہ توکوئی
مزاحم ہوتا ہے نہ حق زمینداری مانگتا ہے نہ ہم دوسری چرواہونکو
دیکھتے ہین کہ کچھ اونکو دینا پڑتا ہے پس سبب اسکا کیا ہے
گڈریے نے کہا کہ بوجہ غیر مسطح ہونے کے زراعت توہو نہین سکتی
باقی محصول چرائی سو مالک اس زمین کا بڑا مالدار ہے اور فاصلہ
بعید پر بھی رہتا ہے لہذا بوجہ استغنا چھوٹی رقم کے واسطے نہ خیال
اوسکو ہوتا ہے نہ پرواکرتا ہے نہ کبھی کوئی آدمی اوسکا آتا ہے
یہ سنکر دہقانی خوش ہوا اور گڈریے سے کہنے لگا کہ ہمپر واجب ہے
کہ حق زمینداری مالک کو پہونچادین اور اگر اوسکو پروا نہین ہے

تو بھی بطور نذر کچھ اپنی جائداد سے گذرا نہین اسواسطے تم براہ مہربانی
ایک کمل ہمکو طیار کردو اُون اور اجرت ہمسے لو یہ سنکر گڈریا ھنسا
اور کہا کہ تمہارے پاس روپیہ بہت بڑہا ہے بہتر تم کمل بناؤ اور
جاکر دو مین تو ہرگز نہ دونگا اور تمہاری اس یاددہی سے اگر زمیندار
مجھسے مطالبہ کریگا تو اپنا جھوپڑا سرکاکر دوسری جگہہ لیجاونگا غرض
اوسکی ماں نے بہت باریک اُون کاتا اور گڈریے کو دیکر کمل بنوایا
جبکہ وہ کمل طیار ہوا دہقان ہوشیار لیکر زمیندار کے دروازے پر
حاضر ہوا وہان کون پرسان حال ہوتا تھا دن بھر بیچارہ کملی بغل مین
دبائے بیٹھا رہا قریب شام ہوا کھانے جسوقت وہ امیر مالک
زمین نکلا دہقان نے سامنے جاکر سلام کیا اور وہ آداب کہ جو
رعایا اور مالک مین حسب رسم ملک ہوا کرتے تھے بجا لایا
اور وجہ اپنی خصوصیت اور رعیت ہونیکی مفصل بیان کرکے کملی
پیش کی اگرچہ وہ کملی اوس زمیندار کی نگاہ مین بے حقیقت تھی
لیکن اس خیال سے کہ درصورت نہ لینے کے دل شکنی دہقان
کی ہوگی لے لی اور عنایت وشفقت فرمائی اور اس وجہ سے
کہ وہ زمین ہرگز لائق زراعت بدون صرف زر کثیر ووقت ومحنت
کے نہ تھی دہقان سے فرمایا کہ ہمنے کل زمین کا تمکو مختار کیا

یہ سنتے ہی دہقان شکریہ بجالایا اور سند کے ملنے کا امیدوار ہوا
زمیندار نے بہت خوشی سے منظور کیا اور وثیقہ مہری لکھدیا کہ اگر
بدستور جنگل رہیگا تو چار روپیہ سالیانہ دہقانی کو دینا پڑے گا
اور جس زمین پر زراعت ہوگی دس برس تک مطالبہ اوسکے
محصول کا نکیا جاویگا بعد اوسکے پانچ برس تک اور زمینوں کی
خراج کی چوتھائی و بعد پانچ برس کے دس برس تک نصف و
اوسکے بعد پندرہ سال تک تین ثلث و پندرہ سال کے بعد جمیع کامل
لی جاویگی اور زمین ہمیشہ بہ قبضۂ دہقان اور اوسکے وارثون کے
رکھی جائیگی یہ سند پاکر انتہا کو خوش ہوا اور اپنے کو عزیز مصر
خیال کرکے اپنے گھر دوسرے روز آیا اور مان سے اپنی کامیابی
کا حال بیان کیا اور مہربان نے اوسکے سارے منصوبے شیخ چلی
کے سے سمجھے چوتھے روز سے دہقان نے اپنا یہ طریقہ مقرر کیا
کہ خاص ایک ہی سمت کو اپنی بھیڑیان لیجاتا اور اونکو تاکتا بھی
رہتا اور گرد اپنی زمین کے خندق کھودتا تھا یہان تک کہ بارش
کے قبل ایسے خندق طیار کرلی کہ کوئی جانور بلاتکلف اندر
نہ آنے پاتا اور چرواہون و لکڑی توڑنے والون سے واسطے
محصول کے مزاحمت شروع کی نتیجہ اس جفاکشی اور وقت کا یہ ہوا

کہ سو روپیہ سے زیادہ سالانہ صرف گھاس اور سوکھی لکڑیونکے محصول سے حاصل ہوا اور اوس خندق کی وجہ سے اکثر مویشی چرانے والون نے ایک ایک دو دو مہینے وہان استقامت بھی کی اسلیے گوبر وغیرہ سے کہات پانس بھی جابجا جمع ہوگئی اور گرد پیش گانون کے لوگون سے دہقان کو بوجہ کثرت آمد و رفت تعارف بھی بہم پہونچا چند روز مین نشیب و فراز کی زمین کے چھوٹے چھوٹے ٹیکرون کو ہموار کرنا شروع کیا اور کھود کھاد کر لائق زراعت بنایا اور لوگون اور چرواہون نے جو اس محنت کو اوسکے دیکھا تو اونکا بھی جی للچایا اور اکثرون نے تھوڑی تھوڑی زمین بغرض کاشت لی وہ گڈریا جو قدیم آشنا تھا وہ بھی کھیتی کرنے پر مستعد ہوا دہقانی نے ایک ایک سال کا محصول معاف کیا اور دوسرے سال سے ہلکا محصول لینا ٹھہرایا حاصل کلام کا یہ ہے کہ پانچ سال کے اندر اندر بہت سی زمین مزروعہ ہوگئی اور منافع کثیر دہقان کو نصیب ہونے لگا اور صرف چار روپیہ خراج کا اوسکو دینا پڑا باوجود این ہمہ کفایت شعاری سے مُنہ نہ موڑا جسقدر درخت کھودے جاتے تھے اونکو جمع کرتا تھا اور اونکی فروخت سے نفع حاصل کرتا تھا جہان تردد زمین کا موقع

نہ لگتا تھا دہانکے درخت کٹوا کر دوسرے درخت لگواتا تھا و کہین
تالاب اور کسی جگہہ باندہ بناتا تھا حتے کہ دس برس مین وہ کُل
بیہڑ مثل ایک باغ کے ہوگیا ایک روز خود جاکر دہقان نے زمیندار کو
مطلع کیا اور نیا خراج مقرر کرانا چاہا مالک بدریافت اس محنت
وکوشش کے یہان تک خوش ہوا کہ خود ملاحظہ کو آیا اور دقتون
اور جفاکشیون پر دہقان کے ازبس راضی ہوکر چہارم خراج
مین سے بھی کم کیا اب تو مان بھی اوس دہقان کی نہایت
خوش ہوئی اور اپنے سپوت کے کمالات سے انتہا کو محظوظ ہوئی
بعد حصول سند جدید اپنے بھائی بندون کے دیکھنے کو بھی یہ لوگ
گئے اور وہ بھی آئے پندرہوین برس مادر مہربان نے اوس
دہقان کی انتقال کیا اور دہقان خواہش مند شادی ہوا تو
اون لوگون نے جو پہلے حقیر وذلیل جانتے تھے اوس سے قرابت
کی استدعا کی لیکن دہقان نے قبول نکیا اور اوس گڈریے
کی لڑکی کی جو قدیم سے اوسکا پڑوسی تھا اور لڑکی بھی اوسکی جفاکش
و با حیا تھی خواستگاری کی اور شادی کرلی اور اسقدر آبرو و
عزت بدولت اپنی مشقت کے پیدا کی کہ زمیندار کے یہان مثل
اور ذی رتبہ آدمیونکی آنے جانے لگا اور کبھی کبھی وہ بھی سرفراز

گرنے لگا و ادہر اودہر کے ہمسوانہ گانون کے لوگون کی اعانت اور مدد دہی سے بھی سربرآوردہ ہوا یہانتک کہ اوز زمین بھی بیع و رہن سے حاصل کی اور خود بھی ایک بڑا زمیندار ہوگیا

حکایت

جرمن ایک بڑا ملک یورپ مین ہے وہان کے باشندے قدیم سے شائق علوم اور فنون کے مشہور ہین اور بہادری اور مستقل مزاجی مین معروف ہین چنانچہ جرمن کے ایک شہر ہمبرگ مین ایک شخص نوجوان رہا کرتا تھا اور قوت لایموت سے حیران پریشان تھا اگرچہ اوسکے خاندان مین اکثر تجارت پیشہ تھے لیکن اوس بیچارے کو مقدرت نہ تھی اسواسطے بڑہئی کا پیشہ اختیار کیا اور چندے اوسکے ذریعے سے پیٹ پالا اور جو کچھہ کھانے پینے سے بچ رہا اوسکو اسراف سے محفوظ رکھکر منتظر وقت کا رہا کیا تھوڑے دنونکے بعد سنا کہ جزیرہ ہالنڈ مین جو اوسکے وطن سے پچھم کی جانب اور ملک فرانس سے اوتر اور انگلنڈ کے پورب مین ہے سہر اسٹرادام مین جہاز بنانے سے بڑہیون کو بڑی منفعت ہوتی ہے بدریافت اسکے اوسکو رغبت جانے امسٹرادام کی ہوئی اور رخت مسافرت درست کرکے

روانہ ہوا اور بعد طے مراحل وقطع منازل شہر مذکور مین پہونچا
اور حقیقت مین ایک بڑا کارخانہ جہاز بنانے کا پایا جسمین سیکڑون
کاریگر جہاز بنانے مین مصروف تھے اور عمدہ عمدہ نئے قسم کے
جہاز بناتے تھے چنانچہ یہ بھی اونکے زمرہ مین شامل ہوا اور
علاوہ پانے مزدوری خاطرخواہ کے نہایت مشتاق جہاز بنانے
مین ہوگیا اور اون علوم سے جو اوس کام سے متعلق تھے
بوجہ عمل اور تجربہ کے ازبس فائدہ ہوا دو برس اس مشق مین
اوسکو گذرے تھے کہ ایک سردار ملک روس کا مخفی وہان وارد
ہوا غرض اوسکی یہ تھی کہ ترکیب بنانے جہاز کی خود دریافت کرے
لیکن راز اوسکا کھل گیا اور بے نیل مرام وہ واپسی پر مجبور ہوا
اور چلتے وقت سردار نے اوس جرمنی سے درخواست کی کہ وہ
اوسکے ملک کو چلے جہان بڑا فائدہ اوسکو ہوگا جرمنی نے منظور
کرلیا اور ہمراہ اوس سردار کے اوسکے ملک مین پہونچکر
شاہنشاہ روس کے حضور مین باریاب ہوا اور جہاز بنانے کے
کارخانے مین بڑے مشاہرہ پر نوکر ہوا اور عمدہ عمدہ نمونے کے
۱۶۹۸ جہاز جیسے وہان کبھی نہ بنتے تھے اور نہ وہان کے کاریگرونکے
خیال مین تھے بنائے اور بہت کچھ حاصل کیا اور بعد اوسکے

ہاجرہ نے کہا کہ نوکرون کی خرابی اور اونکو جو ذلتین ہوتی ہین اونکی
بیان کی کچہ حاجت نہین ہے اسواسطے کہ اے ماما تو خوب
جانتی ہے اور سواے اسکے ہماری سردار بی بی نے توپہ لیف
رئیس ملک روس کی خرابی اور بی بی آکہ نے قاسم بن ارقم کا جو
ماجرا بیان کیا ہے وہی کافی اور وافی ہے یہانتک ہاجرہ نے
کہا تھا کہ آفتاب بھی غروب ہوا اسلیے مین نے کھڑے ہوکر بی بی
ہاجرہ کی لیاقت اور فصاحت اور بلاغت کے پہلے بہت مدح و
ثنا کی اور اوسکے بعد شکرگذاری بابت تشریف آوری اور تقریر
نصیحت آمیز کے ادا کی اوسوقت وہ مجمع برخاست ہوا اور ہر ایک
بی بی اپنے گھر کو روانہ ہوئی بعد برخاست ہونے صحبت کے میرا
شوہر محل مین آیا اور مستفسر حالات مجلس کا ہوا مین نے عین
سب بیان کیا جس سے وہ ازبس محظوظ ہوا اوسکے چوتھی روز
بی بی ہاجرہ رخصت ہونے کو پھر میرے پاس آئین اور بعد
معمولی بات چیت اپنے منزل مقصود کی جانب روانہ ہوئین چار
برس تک مین اپنے شوہر کے ساتھہ رہی و آخر چوتھے سال
مین میرا بڑا لڑکا پیدا ہوا فرط خوشی سے میرے شوہر نے بہت کچہ
خرچ کرنا چاہا مگر مین نے بکمال منت و عاجزی اوسکو باز رکھا

اور عرض کیا کہ محض لڑکے کا پیدا ہونا کچھ بھی باعث خوشی کا نہین
ہے البتہ بعد چند روز کے ایک روز خوشی کا اگر خدا چاہے تو ہوگا
اور اوس روز مجکو خود بھی خوشی ہوگی اور آپ کو بھی مین خوشی سے
باز نرکھونگی میرے شوہر نے متعجب ہوکر پوچھا کہ وہ کون دن ہوگا
مین نے عرض کیا کہ جس روز تعلیم نیک پاکر یہ لڑکا قابل و فاضل
و لائق مورد تحسین خلائق ہوگا میرے شوہر کو اس میری تقریر سے
زیادہ تر خوشی ہوئی اور اون تقریبات کو جو وہان مثل دستور العمل
کے جاری تھین مسدود کیا اور اوس انسداد سے صرف مجھی کو
فائدہ نہین ہوا بلکہ اہل ملک کو بھی ازبس نفع ہوا اور بڑی فائدہ
جو روپیہ صرف ہوا کرتا تھا بچ گیا غرض میرا لڑکا جب چالیس روز کا
ہوا تو مین نے کسی کی ممانعت پر کان نہ دیا اور صبح و شام کھلائی
کی گود مین دیکر میدان و سبزہ زار و باغات مین پھرائے اور ہوا کھلانیکا
حکم دیا جس سے ہر روز قوت اوسکے بدن مین آنے لگی اور بہت
جلد چلنے پھرنے لگا خدا کے فضل سے جسوقت قوت گفتار اوسکو
آئی تو پہلے مین نے خدا کے نام اوسے یاد کرائے و بعد اوسکے
حروف کے مخرج نکلوانے شروع کیے یہانتک کہ چند روز مین
اوسی طرح سے حرفون کے نام لینے لگا پھر لکھوانے حرفون کے

مشابہ بنوائے اور ہر ایک کھلونے کو ایک ایک حرف سے مسمے
کردیا کھیلتے کھیلتے حرفونکے نام اور اونکی شکلون کو بخوبی پہچان گیا
وہ پورا چار برس کا ہوا تھا کہ لڑکی پیدا ہوئی اوسکی پرورش
بھی مین نے مانند لڑکے کی اوسکا جب پانچ برس کا ہوا معلم
مقرر کرکے تین برس تک گھر مین پڑہوایا اور آٹھوین برس
مدرسۂ دمشق مین بھیجدیا تا بہت سے لڑکون کے ساتھہ پڑہے
اور حمیت اور غیرت کو کام مین لاکر دوسرے اپنے ہمسنون سے
سبقت لیجانے کا ارادہ کرے اودہر بعد نصیحت اور انعقاد صحبت
بی بی ہاجرہ کے جسقدر بیبیان اوس مجمع مین آئین تھین سبکو
ایک جوشش ہوا کہ لڑکیون کی تعلیم کرین چنانچہ اپنے شوہرون
اور مربیون کو بجد ہوکر راضی کیا اور بی بی محمودہ نے بھی بڑا کام
کیا کہ لڑکیون کی تعلیم کا ذمہ لیا اور بڑی دلسوزی سے پڑہانا
شروع کیا چنانچہ مین نے پانچوین برس سالگرہ کے بعد لڑکی کے
تعلیم کے واسطے آتو خاص مقرر کی اور مغلانی بھی مامور کی شادی
کے نوین سال چھوٹا بیٹا پیدا ہوا اور بدستور پرورش پانے لگا
اور اس عرصہ مین محمودہ کی کوشش سے اکثر لڑکیون نے بہت
کچھہ پڑہ لیا ایک روز بی بی محمودہ نے مجھسے درخواست کی کہ اوسکی

شاگردون کا امتحان یون بخوشی مین نے منظور کیا اور جس دن میری لڑکی کی بسم اللہ کا پورا سال تمام ہوا مین نے کل شاگردون بی بی محمودہ کو مہمان کیا اور تکلف کا کھانا اونکے واسطے پکواکر ہر ایک کو بلوایا اور پہلے سبکو کھانا کھلوایا اور واسطے ہر ایک کے ایک ایک جوڑا کپڑا ایک ہی قسم کا جو مرتب کرایا تھا وکشتیون مین لگا رکھا تھا ہر ایک کو پہنوایا اور اوسی قسم کا اپنی لڑکی کو بھی پہناکر ایک کمرے مین جہان فرش مکلف بچھا ہوا تھا بعد دوپہر کے جمع کیا اور بی بی محمودہ نے اپنے کل شاگرد لڑکیون کو درجہ بدرجہ بٹھلایا اور مجھسے اشارہ کیا کہ مین اونکے آموختہ کو سنون غرض مین نے درجہ بدرجہ ہر ایک کا پڑہنا سُنا اور سوالات کیے صرف ونحو وتواریخ اور حساب مین اچھے اچھے جواب دیے کہ مین نے بہت پسند کیا بعد اوسکے مین نے عام سوال کیا کہ پڑہنے سے کیا فائدہ ہوتا ہے اوسکا جواب بھی ہر ایک نے اچھا دیا سبکے جواب کا یہ مطلب تھا کہ بدون جنبش زبان اور صرف قوت سامعہ کی صرف آنکھہ سے دوسرے کے دل کے خیالات معلوم ہوجاتے ہین اور لکھنے کا فائدہ یہ بیان کیا کہ بدون نطق بیان وسماعت صرف ہاتھہ کے اشارے کے ذریعے سے اپنے ذہن کا مطلب دوسریکے

ذہن مین داخل ہوجاتا ہے اور بلا اسکے کہ دوسرے کے کان مین
امور راز کہے جا دین منزلون پیغام پہونچ جاتا ہے اور امور نیک
بلا تبدل و تغیر ساہا سال لکھنے کی وجہ سے صفحۂ روزگار پر قائم
رہتے ہین پھر مین نے واسطے انکشاف اونکی استعداد کی سب سے
درخواست کی کہ اپنے اپنے ذہن مین جو بہتر سمجھتی ہون بلالحاظ
بیان کرین چنانچہ ہر ایک نے اپنے مقام سے اوٹھہ اوٹھکر
بیان کرنا شروع کیا

شاگرد اول

ہر ایک آدمی کو چاہیے کہ اللہ تعالے سے بصدق دل ہر روز
اپنی خیر و عافیت دارین کی دعا کیا کرے تاکہ عوارض جسمی سے جو
ایک بڑی تکلیف اور موجب سقوط جملہ نعماء دنیوی ہے محفوظ
رہے حقیقت مین تندرستی بڑی نعمت ہے اگر انسان رنجور و
بیمار ہے تو کیسی ہی مقدرت ہو ہیچ و پوچ ہے اور جسطرح خدا سے
بالحاح وزاری اپنی خیر و عافیت دارین کی دعا مانگے اوسیطرح
خود بھی سعی و کوشش کرے تا اپنے ہاتھہ سے کوئی امر جو مخالف
صحت و عافیت ہو پیدا کرے کیونکہ اکثر آدمی اپنے ہی فعل سے
امراض پیدا کرتے ہین یا کسی ایسی مصیبت کو خود اپنے واسطے

مہیا کر لیتے ہین کہ جس سے خود اونکی تندرستی مین فرق آجاتا ہی یا اونکے
فعل سے کسی دوسرے کی عافیت کو نقصان پہونچتا ہے مین اگر
اون سب امور کو بیان کر سکتی تو زیادہ خوش ہوتی لیکن ڈرتی
ہون کہ میری زیادہ بک بک سے آپ کی سامعہ خراشی ہوگی
اس واسطے بطور کلیہ کے چار امر عرض کرتی ہون اول ہر ایک
آدمی کو چاہیے کہ خواہ نخواہ کہ کسی مذہب کا پابند ہو اور اوس
مذہب مین جن امور کا کرنا روا نہو اونکو ہرگز نکرے کہ اس کو
ممنوعات شرعی کہتے ہین دوسرے کسی مذہب کا خواہ پابند ہو
یا نہو مگر جن امور کے نکرنے کا بادشاہ وقت یا فرمان روای عصر نے
حکم دیا ہو اونکو بھی ہرگز نکرے کہ اسکو ممنوعات قانونی کہتے ہین
تیسرے کبھی کوئی ایسا فعل نکرے جو ہمجنسون کو ناپسند ہو چوتھے
ہر ایک کو واجب ہے کہ اون سب منہیات سے جنکا اکل و شرب
وارتکاب اطبا نے منع کیا ہو پرہیز کرے و اگر ان کلیات پر
غور و خوض کر کے ہر شخص اپنے افعالون کو اون سے بچاوے
تو صحیح الجسم بھی رہے گا اور کسی قسم کی مذلت دنیا و آخرت
نہ اوٹھاوے گا اور بعد مرنے کے دنیا مین نیکنام و خدا کے
سامنے سرخرو رہے گا

شاگرد دوم

میری راے مین ہر شخص کو چاہیے کہ جن امور کو اللہ تعالیٰ یا حکماء تجربہ کار نے مستحسن قرار دیا ہے اونکو بندگان خدا کے واسطے جان و دل سے بجا لاوے کہ اسکو حسن سلوک کہتے ہین اور سلوک دنیا مین باعث ازدیاد عزت و برکت ہے اور عقبے مین موجب نجات و مغفرت اور اسیطرح ہمیشہ خدا کی رضا جوئی مین مصروف رہے و اپنے اخلاق کی درستی مین کوشش کرے خدا کی رضامندی عبادت سے حاصل ہوتی ہے اور عبادت مین وہ ساری افعال داخل ہین جو خدا کی بندگی کے واسطے کسی مذہب مین مقرر ہون و ظاہرا محل اپنے یا غیر کی صحت و عافیت کے نہون و راست بازی و صدق گوئی اور تواضع فروتنی و تحصیل علم و بذل و سخاوت و حلم و مروت اور ترحم بحال غریبان و اطاعت بزرگان و فرمانبرداری بادشاہان و تقلید علما و نیز ایسے اور افعال کو جو مطبوع خلائق ہون اخلاق پسندیدہ کہتے ہین

شاگرد سوم

میری سمجھ مین اپنی عمر کو تحصیل علم کے شغل مین بسر کرنا چاہیے

یہ تو مین نہین کہتی کہ رات دن کتاب ہاتھہ مین لیے رہے اور
زندگی کے دن پورے کرے بلکہ میرا یہ مطلب ہے کہ جمیع
امور پر تحصیل علم کو مقدم رکھے اور جو امور کہ بذریعہ علم کے
اچھے پائے جاوین اونکو بجا لائے اور اون پر عمل کرے اور
جو مکروہ اور بُرے ثابت ہون اونسے اجتناب کلی کرے
حقیقت مین فضیلت علم کی احاطہ بیان سے افزون ہے مین
کہتی ہون کہ تحصیل علم و عمل سے سارے معائب جاتی رہتے
ہین اور ہر کس و ناکس کے روبرو عزت ہوتی ہے اور عقبے
مین رستگاری و راحت اور علم وہ جوہر ہے کہ جسقدر پُورانا
ہوتا ہے اوسقدر بوجہ تجربات اور عمل کے تازہ ہو جاتا ہے

شاگرد چہارم

دنیا مین ہملوگون کو نہ چاہیے کہ کوئی ایسا کام کرین جو عقبے
مین کام نہ آوے اور جہان تک مجکو علم ہے جانتی ہون
کہ دنیا اوسیکو کہتے ہین کہ جو آخرت مین کام نہ آوے اسواسطے
کہ ہم اس جہان مین بطور مسافر کے وارد ہین لہذا چاہیے کہ جتنے
دن ہمارے جلاوطنی کے مقرر ہین یہان پورے کردین اور
جوقت میعاد سفر کی پوری ہوجاوے تو توشہ اور زاد راہ

ظاہری کے یہان سے پھر اپنے مسکن اصلی کی طرف کوچ کرجاوین اور کوئی ذریعہ ظاہری ہمارے ہاتھہ مین نہین ہے کہ جسکے سبب سے ہم کوئی اپنا اندوختہ اپنے اصلی مقام تک پھونچا سکین بجز اون وسیلون کے کہ جنکو اللہ تعالے نے اپنی خوشی کا باعث بیان فرمایا اور ہمکو آگاہ کردیا ہے اور جسکو ہم روشنی علم سے اچھا جانتے ہین اور حکماء سے اونکی تعریف سنتے آتے ہین پس اگر ہم ایسے امر اختیار کرین کہ جو ہمارے اصلی وطن مین کام نہ آوینگے بلکہ باعث ضرر کے ہونگے وہی دنیا ہے

شاگرد پنجم

میری سمجھہ مین ہم لوگون کو چاہیے کہ اپنے نفس پر قادر رہین اور کسی حالت مین کوئی فعل باطاعت نفس اختیار نکرین بلکہ ہمیشہ مخالفت نفس کی کرتے رہین اسواسطے کہ بسا اوقات لوگ بہت سے امور کو حقیر سمجھتے ہین اور خواہش طبیعت کی موافق کرگذرتے ہین حالانکہ وہ بہت مضر ہوتے ہین پس ہملوگون کو چاہیے کہ جسوقت کوئی امر ایسا پیش آوے کہ اوسکے ترک مین اپنا ضرر اور دوسرے کا نفع ہو تو گو خواہش نفسانی رغبت دلاوے کہ اوس فعل کو اختیار نکرین لیکن ہمکو چاہیے کہ اطاعت اپنے

نفس کی نکریں اور دوسرے کے فائدے کو اپنے نقصان سے
بہتر سمجھ کر گوارا کرلین

شاگرد ششم

ہم لوگون کو نہ چاہیے کہ کبھی بدی کو حیلتہً یا صراحتہً یا مصلحتاً
کسی کے حق مین روا رکھین اس واسطے کہ آخر کو وہ بدی ضرور
ہمپر آدیگی ہمیشہ نیکی و دردمندی ہرکہ و مہ کے ساتھہ کرنا چاہیے
جیسے کہ آفتاب اور مہتاب کہ وہ بھی مخلوق ہین مگر اپنی روشنی کو
یکسان سب پر پہونچاتے ہین اور اگر کوئی اونکی روشنی سے
ضرر پائے تو ظاہر ہے کہ قصور آفتاب اور مہتاب کا کچہ نہین ہے
بلکہ حقیقت مین قصور اوسی ضرر اوٹھانے والے کا ہے

شاگرد ہفتم

میری رای مین نیک آدمی کے پہچاننے کی تین دلیل معقول ہین
اول جو شخص طلب علم مین کوشش کرتا ہو دوسرے سخاوت کو
عزیز رکھتا ہو تیسرے شگفتہ رو ہو گو افعال اوس شخص کے
جسمین یہ اوصاف سنجیدہ موجود ہون بظاہر اچھے نہ معلوم ہون
لیکن اہل تجربہ اوسکو اچھا سمجھین گے اور ممکن نہین کہ وہ اچھا نہو
اسلیے کہ جو شخص طلب علم مین کوشش کرتا رہے گا وہ ضرور

عیب وصواب پر آگاہ ہوگا اور جسکو بھلا بُرا معلوم ہوگا وہ ہرگز لاعلمی کے اندہیرے مین ٹھوکر نہ کھائیگا اور جسکو سخاوت کی عادت ہوگی اوس سے کوئی فعل قساوت یا مروت یا مخالف آسودگی خلائق واقع نہوگا اور جو شگفتہ رو ہوگا غضب وغصہ اوسکے نزدیک نہ آوے گا

شاگرد ہشتم

میرے خیال مین آزار دہی ایک سخت گناہ ہے اور باعث کمال ناخوشی خدا اور بندگان خدا ہے ہمکو چاہیے کہ اپنا سا حال سب بندگان خدا کا خیال کرین تو ظاہر ہوگا کہ جس فعل سے ہمکو آزار پہونچتا ہے اوس سے دوسرون کو بھی تکلیف پہونچتی ہوگی حقیقت مین کوئی فعل آزار دہی سے زیادہ بُرا نہین ہے اور ترک کرنا اسکا کچھ دشوار نہین ہے جب ہم سب کا حال اپنا سا جانینگے تو کبھی مرتکب آزار دہی کے نہو وینگے فی الواقع نہایت تاسف اور الم کا مقام ہے کہ ہم اوسی دُکھ مین جان بوجھ کر دوسرے کو مبتلا کرین کہ جسکے لاحق ہونے سے ہم دردمند ہوتے ہین

شاگرد نہم

ہم لوگون کو اپنی موت کو ہر وقت یاد رکھنا چاہیے اور یہ کھہ

شبہ نہین ہے کہ اگر ہم اپنی موت کو بھول نجاوین اور ہر وقت
روز اجل کو اپنے سر پر خیال کرتے رہین تو کوئی فعل زشت ہمسے
سرزد نہوگا اور دلیل اسکی یہ ہے کہ جس جگہہ سے ہملوگون کو اپنی
روانگی متیقن ہوجاتی ہے تو ہم کوشش کرتے ہین کہ ہمارے
جانے کے بعد اس مقام کے خاص و عام ہمکو بہ نیکی یاد کرین اور
کسی قسم کا الزام نہ دین اور مجرد اس خیال سے طرح طرح کے
سلوک ہمارے ذہن مین گذرتے ہین کہ ہم وہان کے باشندون
کے ساتھہ کرین تا یادگار رہین پس اسیطرح اگر تمام جہان کے
مقامات سے ہم اپنے کو جانے والا سمجھین تو ہم تمام عالم سے
ایسے ہی سلوک کرینگے جیسے کوئی مسافر ایک گانون یا محلہ کے
آدمیون سے کرتا ہے

شاگرد دہم

میرے خیال مین از روے علم اور تجربہ انسان کو بہت سی چیزین
خود بخود جلد معلوم ہوجاتی ہین اور اکثر باریکیان سمجھہ مین آجاتی
ہین لیکن حسن و قبح اپنے ہمجنس و ہمصورت کا پہچاننا علم اور
تجربہ سے متعلق نہین ہے اسواسطے کہ امزجہ انسانون کے ایسے
مختلف بنائے گئے ہین کہ کسی ایک کو دوسرے کے مزاج سے مناسبت

نہین ہے اور جبکہ کثرت ملاقات سے بھی انسان کی شناخت دشوار
ہے تو بذریعہ کسی علم یا تجربہ کے کیونکر ممکن ہے ہان یہ بات
کہ خاص اوسی آدمی سے کوئی معاملہ متعلق ہو اور خاص تجربہ
اوس سے حاصل ہو سو یہ مشکل ہے اسواسطے نہ چاہیے کہ ہملوگ
وضع اور لباس ظاہری پر ہر ایک کے مطمئن ہوکر اچھا خیال کریوین
اور نرم نرم باتونسے اپنا دوست سمجھ لیوین اور ہر شخص کو یار
بنا لیوین بلکہ اس امر اہم کو جو لوگ آسان سمجھ کر ہر شخص کو قابل
دوستی جانتے ہین وہ بیشتر رنج اوٹھاتے ہین اسواسطے کہ دوستون
کی شناخت کا صرف ایک وقت مقرر ہے اور وہ زمانہ حاجت کا
ہے اور اوسیوقت یار و اغیار پہچانا جاتا ہے پس جسقدر انسان
ہمسے دوستی کا دم مارین ہم اونکو میزان عقل مین تولین اور دیکھین
کہ کیون ہمسے ربط بڑہاتے ہین اگر دیکھین کہ اونکی کوئی غرض ہمسے
متعلق ہے تو حتے المقدور اوسکو فوراً پورا کردیوین اور پھر اوسکو بار
ندیوین و اگر معلوم ہو کہ غرض تو نہین ہے صرف دل بہلانے کو
آمد و رفت کرتا ہے تو تواضع و اخلاق جو دوست و دشمن سبکے
ساتھ کرنا بہتر ہے اوس سے بھی کرتے رہین اور اگر معلوم ہو کہ
اون دونون وجوہات سے طالب ربط پاک ہے تو ضرور ہے کہ

ہم تلاش کرین کہ وہ آدمی کیسا ہے اگر دیندار پایا جاوے تو انکشاف اسکا کرین کہ اطاعت والدین کی کیسی کرتا ہے اور اپنی اولاد و اعزہ کے ساتھ کیسا صلہ رحم کرتا ہے اگر اوسمین بھی کوئی الزام نہو تو تفحص اسکا کرین کہ ہمسایہ کے لوگ اوسکی نسبت کیا کہتے ہین اگر وہ بھی تعریف کرین تو مضائقہ نہین کہ اوس سے دوستی کرین

شاگرد یازدہم

میری راے مین ہمیشہ ہم لوگون کو صادق المقال اور نیک افعال ہونا چاہیے اور ہرگز سخن لغو سے اپنی زبان کو جو تمام اعضا مین اشرف ہے آلودہ نکرنا چاہیے مگر مین سمجھتی ہون کہ بعض کلمات راست کو بھی زبان پر لانا نہ چاہیے ہرچند وہ سچ ہون مگر سُننے والی اعتبار نہین کرتے اور جھوٹھا جانتی ہین مثلاً اگر کوئی شخص بڑھا سچ سچ اپنی جوانی کے وقت کا زور و طاقت اظہار کرے اور بکم و کاست ایک حکایت اپنی قوت کی بیان کرے تو لوگ ضرور مسخرا جانینگے علی ہذا اگر کوئی فقیر اپنی سخاوت اور فیاضی حالت دولتمندی کا ٹھیک ٹھیک حال بیان کرے تو کوئی باور نہین کریگا پس ایسے مقام مین سکوت ہی اولے ہے اور ایسے سچے ذکر و تذکور بھی کرنے ناروا ہین

شاگرد دوازدہم

مین نے جہان تک خیال کیا ہے مجکو اسقدر دریافت ہوا ہے کہ
چھ چیزین اکثر مانع حصول دولت و ثروت ہین اور جبتک اونکو ہم
لوگ ایک لخت نہ چھوڑ دیوین ہرگز کسی امر مین جو مفید ہین اپنی
ترقی نہین کر سکتے مگر افسوس ہے کہ پانچ چیزون کے ترک کرنیکی
ہمکو خود قدرت ہے الا مین دیکھتی ہون کہ اکثر لوگ اوس مین مبتلا
ہین اور ایک ہملوگون کے مقدور سے باہر ہے اور اوس سے رہائی
فضل قادر مطلق پر منحصر ہے اور وہ چھ چیزین یہ ہین اول کاہلی
دوم محبت اہل و عیال سیوم بیماری دائمی چہارم الفت وطن پنجم
قصور ہمت ششم خوف پس کاہلی مورث انواع خرابی کی ہے
اور جنکو فی الجملہ مقدرت ہے اونکو بھی یہی عادت مال و دولت کھوکر
زمرۂ تنگدستون مین بٹھلاتی ہے دوم و چہارم یعنی محبت اہل و
عیال اور الفت وطن مین جو انسان پھنستے ہین وہ نہ توکہین باہر
طلب علم کے واسطے جا سکتے ہین نہ علوم اور فنون کو غیر ملکون سے
لا سکتے ہین نہ تجارت اور حرفت کو ترقی دے سکتے ہین پنجم
قصور ہمت ایک بڑی وجہ فلاکت کی ہے اور جسکے مزاج مین یہ
فتور ہے وہ ہر کام مین مجبور ہے ششم خوف بھی ایک بڑ بلا ہے

کہ دلیری بالکل برباد ہوجاتی ہے اور جسکے مزاج مین اسکو دخل ہے
وہ ہر ایک کام کے شروع مین خائف زیان مال وجان اور بڑی
اپنے دیگرا سود کا ہوکر ٹھہرجاتا ہے اور کچہ نہین کرسکتا امر سیوم
بیماری دائمی سو وہ ایک امر لاچاری کا ہے اور انسان اوس کے
رفع کرنے کا قابو نہین رکھتا

شاگرد سیزدہم

میری دانست مین ہر شخص کو ضرور ہے کہ چار چیزون کو ہمیشہ یاد
رکھے اور کسی حالت مین اونکو نہ بھول جاوے اور تین باتونکے
یاد رکھنے کا کبھی ارادہ نکرے پس یاد رکھنے مین اول یاد مرگ
ہے بعد اسکے جسنے کبھی کسی قسم کا احسان کیا ہو اوسکو نہ بھولے
تیسرے جو کچہ تجربہ حالات روزگار سے حاصل کیا ہو کسی وقت اوسکو
سہو نکرے چوتھے نصائح و پند ہین جو تجربہ کارون اور عاقلون سے
سُنے ہون یا عمدہ کتابون مین دیکھے ہون و بھولنے کی چیزون مین
اول اپنی ہستی کو بھولاوے دوسرے جو احسان کسیکے ساتھہ کیا ہو
اوسکو کسیطرح یاد نکرے اور خواہش اسکی نرکھے کہ لوگ اوسکی
شکر گذاری کرین تیسرے اگر کسی نے بدی کی ہو تو اوسکو کبھی خاطر
مین نہ لاوے اور بدلا لینے کا ارادہ ہرگز نرکھے

شاگرد چہاردہم

مین نہایت خوشی سے بیان کرتی ہون کہ دنیا مین سخاوت سے بہتر کوئی چیز نہین ہے آدمی کو ہمیشہ سخی ہونا چاہیے اور دردمندون اور پریشانونکی دل ریش پر مرہم رکھنا اور اونکی رعایت و مروت کرنا بہت ہی اچھا جوہر ہے اور خشم و غضب کو روکنا سخاوت کو جلا دیتا ہے اور آدمی کو نیک بخت اور بلند نام کرتا ہے نیکنامی ہی دنیا مین صرف ایک چیز ہے کہ جو بعد موت کے قیامت تک باقی رہتی ہے اور زشت ترین عادت دشنام دہی ہے اور مجھکو بخوبی اس سے خاطر جمع ہے کہ جو کوئی کسیکو گالی دیتا ہی بدلہ اوسکا اوسیوقت پاتا ہے جسطرح کہ کوئی کھوٹا روپیہ کسی کے ہاتھ دیتا ہے اور اوسکا ثمرہ اوٹھاتا ہے پس ہر عاقل کو اوس سے اجتناب واجب و لازم ہے

شاگرد پانزدہم

مین خیال کرتی ہون کہ جمیع انسان تین اقسام مین منقسم ہین اول وہ لوگ ہین کہ جنسے بندگان خدا کو احتیاج ہے اور دوسرے وہ اشخاص ہین جو نہ کسی کے محتاج ہین اور نہ اون سے کسیکو احتیاج ہے اور تیسرے وہ بیچارے ہین جو خود محتاج ہین علی ہذا القیاس اول قسم کے لوگ عاقل اور سوم قسم کے جاہل اور دوم متوسط کہلاتی ہین

پس مین اوسقدر مرتبہ و اقتدار کو نہین پسند کرتی کہ جس سے لوگونکی
احتیاج اوس سے متعلق ہو اسواسطے کہ ہر وقت سوہان روح اور
تنگی خاطر اور دغدغہ ایسے رتبہ والونکے دلون پر رہتا ہے اور آسایش
و آرام اونکو نہین ملتا اور جسقدر درجۂ سوم والے محتاجون کو کوفت
و رنج بوجہ احتیاج کے ہوتا ہے اوس سے دوگونہ اونکو رہتا ہے
فرض کیجیے کہ درجۂ اعلے مین سے اعلی بادشاہ ہے پس ہر وقت
اس اندیشہ مین ہے کہ کوئی زہر نہ کھلا دیوے کوئی خوابگاہ مین
داخل ہوکر مار نڈالے جب کہین جاتا ہے تو سپاہیون اور محافظونکے
انبوہ مین محروس ہوتا ہے اور کسیطرح اوسکو لطف آزادی حاصل
نہین ہے علے ہذا اور جو لوگ اوس سے کم رتبہ کے ہین اپنے اپنے
رتبہ کے موافق پریشان ہین البتہ دوسرے درجہ کو مین پسند کرتی
ہون کہ نہ تو وہ کسی کے محتاج ہین نہ کسیکے احتیاج بر لانے کا مقدور
رکھتے ہین اور اس وجہ سے بکمال آزادی بسر کرتے ہین لیکن
قسم اول کے اشخاص جو کہلاتے ہین وہ عاقل ہین اور قبل شروع
کرنے کسی کام کے انجام کو سوچتے ہین اور آغاز تقریر مین خیال
کر لیتے ہین کہ کیا اعتراض اوس تقریر پر وارد ہو سکتا ہے اور وہ
کیونکر اوٹھ سکتا ہے کسیکو دشمن نہین بناتے اور اگر کسیطرح کوئی

ناحق دشمن ہو جائے تو اوسکو پھر اپنا دوست بنا لیتے ہین شب و روز سعی کرتے ہین اور جاہلون کی صحبت سے نفرت کرتے ہین اہل فسق و فجور کو پند و نصائح کرتے ہین اور کسی امر متوحش کے پیش آنے سے نہین گھبراتے اور متوسط فہم و عقل کے لوگ قسم دوم کے کہلاتے ہین جو پہلے سے کسی امر کی بابت کچھ فکر نہین کرتے مگر جب کوئی امر واقع ہو جاتا ہے تو اپنی ہمت کو بھی نہین ہارتے اور اوسوقت سوچتے اور سمجھتے ہین اور مناسب فکر کرتے ہین اور جب کبھی مشکل مین پڑ جاتی ہین تو کمال استقلال کو کام مین لاکر رہائی حاصل کرتے ہین اور تیسرے قسم کے لوگ جاہل ہین کہ بمجرد ورود کسی بلا کے پریشان و سراسیمہ ہو جاتے اور تھوڑی راحت سے اپنی کو بھول جاتے ہین

شاگرد شانزدہم

دنیا مین احمق سے زیادہ کوئی شخص بدنام نہین ہے اور واقعی اوس سے احتراز ہی کرنا ضرور ہے چنانچہ ہر ایک اسکو جانتا ہے کہ نادان دوست سے دانا دشمن بہتر ہوتا ہے لہذا ہلوگون کو ضرور ہے کہ نادان احمق کو بخوبی پہچان لیوین اور جو شخص بدون طلب کسی کے خوان نعمت پر حاضر ہو یا مہمان ہوکر میزبان پر حکومت کرے یا امید سود و بہبود کی دشمنون سے رکھے یا بخیلون اور ظالمو نسے

امید احسان کی کرے یا جسوقت دو آدمی باتین کرتے ہون اونکی
باتین سننے پر رغبت کرے یا چاہے کہ بزرگون اور حکام کو خفت
دیوے یا کسی مجلس مین ایسی جگہہ بیٹھے کہ جہان بیٹھنے کے لائق نہو
یا اوسوقت باتین کرے کہ جب کوئی سننے پر مائل نہو اوسکو احمق
سمجھنا چاہیے اور اوس سے مقدور بھر دور رہنا انسب ہے

شاگرد ہفتدہم

میری راے مین عورتون کو بہ نسبت مردون کے زیادہ تر حلیم
و بردبار ہونا چاہیے اس واسطے کہ عورتون کی تھوڑی شوخ مزاجی سے
بیشتر سامان جمعیت ابتر ہوجاتا ہے بے شبہ اگر شوہر رضا جو ہے
تو وہ تمامتر بی بی کے خوش رکھنے مین مصروف رہیگا اور اپنے عمدہ
کامون کی طرف متوجہ نہو سکیگا اور اگر بے پروا ہے تو ظاہر ہے
کہ رات دن جھگڑا پیدا ہوگا مین نے اکثر خرابی خاندانون اور پریشانی
دوستون کا باعث عورتون کا پایا ہے اور پھر جو غور کرکے تلاش
کیا ہے تو وہ اثر صرف بدخوئی اور بدمزاجی عورت کا تھا اور اسواسطے
مردون نے دفتر دفتر عورتون کی شکایت کے لکھہ ڈالے ہین پس
ہمکو چاہیے کہ مردون سے بڑھکر ہم نیک مزاجی مین مشہور ہون
اور اوس درجہ کو اپنے خاندان کے مردون کی دلجوئی اور خاطرداری

کرین کہ جن حکایتون کو اونہون نے کسی سے سُنا یا کہین پڑھا ہو
اوسکو بھول جاوین چنانچہ ایک حکایت جو مین نے کل شام کو
دیکھی ہے اوسنے اس بیان پر مجھے آمادہ کیا ہے

حکایت

دو مان بیان کرتا ہے کہ چند مسائل مین مجکو حیرانی تھی اور کشف
حقیقت نہوتی تھی اسواسطے مین شہر منیف مین جو ملک مصر مین
مشہور اور معروف تھا وارد ہوا اور دریافت کرنے لگا کہ کون اوس
شہر مین فاضل اور حکیم ہے الغرض معلوم ہوا کہ ایک حکیم لاثانی
اس شہر مین تھا کہ کوئی مسئلہ غامض اوسکی نظر مین مشکل نہ معلوم
ہوتا تھا چند روز ہوئے انتقال کرگیا تاہم چار فرزند ستودہ شعار
اوسکے یادگار باقی ہین اور ایک سے دوسرا بڑھکر ہے بدریافت
اسکے مین بڑے بھائی کے پاس گیا دیکھا کہ ایک جوان تنومند
خوش جمال ہے مجکو دیکھتے ہی تعظیم کو اوٹھا اور نہایت تپاک سے ملا
اور میرے سوال کو بخوض وغور سُنا آخرکو فرمایا کہ بہتر ہے کہ اسکا
جواب آپ میرے منجھلے بھائی سے جو فصیح اور بلیغ زیادہ ہے
سنین اور ایک رقعہ لکھا ادب وتعظیم سے مجھے رخصت کیا
چنانچہ مین اوسکے منجھلے بھائیکے پاس گیا اور اوسنے بھی میری

بہت خاطر کی لیکن مین اپنے دل مین حیران تھا کہ جسکے یہان سے
ابھی چلا آتا ہون وہ کیونکر اس شخص سے عمر مین زیادہ ہے
شاید مجکو دہوکا ہوا کہ پہلے مین چھوٹے بھائی کے پاس گیا تھا
اور اوسنے مجھے اپنے بڑے بھائی کے پاس بھجوایا ہے لیکن اوس
حیرانی کو مین نے ظاہر نہین کیا اور اپنا سوال پیش کیا تو واقعی طلاقت
اور بلاغت مین پہلے سے اوسکو زیادہ پایا لیکن اوسنے جواب مسئلہ کو
اپنے منجھلے بھائی پر محوّل کیا اور بدستور رقعہ لکھکر مجکو اوسکے پاس بھجوایا
مین نے اوسکو منجھلے سے بھی زیادہ ضعیف دیکھا قصہ مختصر اوسنے
بھی جواب ندیا اور کہا کہ چھوٹے بھائی سے جواب ملیگا تب تو
مجکو یقین ہوگیا کہ مین نے غلطی نہین کی تھی اور پہلے مین بڑے ہی
بھائی کے پاس گیا تھا خیر وہان سے اوٹھا اور چھوٹے بھائی کی دولت سرا
پر حاضر ہوا دیکھا کہ وہ نہایت مضمحل اور کمزور ہے مگر جامہ اخلاق کو
اللہ تعالے نے اوسی پر قطع کیا تھا بہت ہی انسانیت سے پیش آیا
اور سروقد اوٹھہ کھڑا ہوا اور بعد دریافت خیر مقدم وجہ میرے
آنے کی پوچھی مین نے اپنے مسائل حکمت کو پیش کیا بخندہ پیشانی
سنا گیا جب کل مسئلون کو سن چکا تو جواب دینے کو مستعد ہوا
اور اسس لطافت اور شرح وبسط سے بیان کیا کہ مین بخوبی

سمجھ گیا اور نہایت خوش ہوا آخر مین اوسنے فرمایا کہ یہ آپ
اپنے دل مین خیال نفرماوین کہ بڑے بھائی میرے جواب مسئلہ مین
عاری تھے مگر میرے پاس بھجوانے سے اونکی غرض یہ ہے کہ آپ کے
استفسار پر ہر ایک خبردار ہوجاوے مین نے جواب مین اوسکے
بعد کمال شکرگذاری کی کہا کہ یہ تو مجھکو تردد نہین ہے کہ اور بھائی
آپ کے جواب مسائل مین عاجز تھے لیکن ایک حیرانی البتہ ہے
کہ جن صاحبون کو آپ بڑے بھائی فرماتے ہین وہ آپ سے کہین
جوان اور تنومند اور قوی ہین اور جنکو آپ منجھلا کہتے ہین وہ اونسے
ضعیف اور سنجھلے صاحب اون سے بھی کہین نحیف ہین اور آپ تو
بڑے بھائی صاحب سے نہایت مسن اور انتہا کو کمزور معلوم
ہوتے ہین یہ سُنکر اوس جوان مرد نے ایک آہ سرد کھینچی اور
کہا کہ وجہ اسکی بڑے بھایصاحب کچھ خوب بیان کرینگے آپ کو
اگر اسکی حقیقت کی دریافت کی خواہش ہے تو اون سے پوچھیے
چونکہ مجھکو حقیقت حال پر مطلع نہونے سے بڑا خلجان تھا اسواسطے
مین بڑے صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا اور بے تردد مستفسر ہوا
اونہون نے کہا کہ اگر آپ تکلیف گوارا کرین اور آج میرے یہان
مہمان ہون اور ایک ایک روز ہم سب بھائیون کے یہان رہین

تو اسکا سبب آپ کو خود بخود بدون ہمارے بیان کے ظاہر ہو
ہوجاویگا اور ہمارے بیان سے وہ بہتر ہوگا مین نے منظور کیا
اوسوقت اوٹھکر وہ فاضل اندر اپنے محل کے گیا اور اولٹے پانون
پھر آیا ہنوز اوسنے جگہہ اپنی گرم نہین کی تھی کہ ایک ماما محل سے آئی
اور مجھسے مزاج پرسی کرکے نہایت فصاحت و بلاغت سے گویا ہوئی
کہ ہمارے بخت کی یاوری تھی کہ آپ نے قدم رنجہ فرمایا ہنوز
باتین اوس نیک بخت کی تمام نہوئین تھین کہ ایک خادمہ سلاپچی
اور آفتابہ لیکر آئی اور مجھسے ہاتہ منہ دہونے پر بجد ہوئی ابھی
مین ہاتہ منہ دہوتا تھا کہ دوسری کنیز ایک سینی مین قہوہ اور
ناشتہ لیکر آئی اور پہلی ماما اور ہاتھہ دہولانے والی اندر محل
مین دوڑکے چلی گئین جسوقت ہم قہوہ پی چکے خادمہ حقہ
لے آئی اور ماما نے ایک کمرے مین پلنگ درست کیا اور مسند
زیر پلنگ بچھاکر چند کتابین اور قلم دوات لاکر رکھہ دین اور
مجکو آرام کرنے کے لیے اوس کمرے مین تکلیف دی حالانکہ
میزبان نے کسی امر کے واسطے اشارہ تک بھی نکیا تھا مگر سارا
گھر دعوت و مدارات مین مصروف رہا دونو وقت کا کھانا بہ تکلف
کھلایا اور ہر وقت ہر ایک جویای خیریت رہی دوسری صبح کو بھی

اوسی فصیح ماما نے اصرار کیا کہ مین دو ایک دن اور ٹھہر دن مگر
چونکہ مین منجھلے حضرت کے یہان جانے والا تھا اسلیئے مجبور ہوکر
رخصت ہوا اور اونکی خدمت مین حاضر ہوکر اپنا تردد پیش کیا
اونہون نے بڑے بھائی کیطرح جواب دیا اور اپنا مہمان کیا اور
اوسی اپنی محلسرا مین جو نشست گاہ سے ملی ہوئی تھی اوٹھہ کر گئے
اور مین نے اپنے کانون سے سنا کہ اونہون نے اپنی بی بی سے
کہا کہ اجی صاحب آج ہمارے یہان ایک مہمان آئے ہین یہ سنکر
بی بی نے ترش ہوکر فرمایا کہ مان نہ مان مین ترا مہمان یہ کون
صاحب بے وقت آئے ہین اور تمہارے یہان ہر روز یہی تار
لگا رہتا ہے بیچارے مولویصاحب یہ سنتے ہوئے باہر چلے آئے
عرصے کے بعد حقہ بھرنے کو کہلا بھجوایا تو ایک خادمہ حقہ لائی
اور بعد دو پہر کے کھانا بھی آیا اور اسیطرح رات کو معاملہ پیش
آیا تیسرے روز مین نے جاکر سنجھلے صاحب سے کہا اونہون نے
بھی بڑے بھائیون کی طرح جواب دیکر مہمان کیا یہ مین نے
نہین جانا کہ اونہون نے اپنی بی بی سے کیا کہا اور کیا جواب پایا
اسواسطے کہ زنانہ مکان دور تھا مگر کوئی چیز بدون اسکے گھر سے
نہین آئی کہ بیچارے خود اوٹھہ اوٹھہ کر گئے اور اپنے ساتھ لائے

بہر حال چوتھی صبح کو چھوٹے صاحب کے یہان پہونچا اونہون نے فرمایا کہ میرے ضعف کا حال اب ظاہر ہوتا ہے یہ کہکر اندر گئے اور مین نے بگوش خود سُنا کہ اسقدر اونہون نے اپنی بی بی سے کہا تھا کہ اجی صاحب آج ایک مہمان آگئے ہین کہ وہ بی بی برافروختہ ہوئی اور کہنے لگی کہ کون مہمان اور کیسے مہمان جہان سے وہ آئے ہین وہین تم بھی جاؤ اور ایک غل مچایا اوسپر بیچارے نے کہا کہ خفا کیون ہوتی ہو ناحق اوس مہمان کے کان تک تمہاری آواز جائیگی تو کیا کہے گا اس کلام سے اور بھی آفت اوٹھائی کہ اولٹے پانون ٹھنڈی سانسین لیتے ہوئے بیچارے باہر آئے اور ایک خادم کو پکار کر صندوقچہ سے کچھ پیسے نکالکر دیے اور قہوہ خانے کو بھجوایا کہ وہ کچھ ناشتہ لایا مین نے اونکے ساتھ اوسکو زہر مار کیا اور عرض کیا کہ حضرت عقدہ کھل گیا اور زیادہ اہتمام کی حاجت نہین آزاد فرمائیے اور وہان سے چلا آیا اور معلوم کیا کہ بڑے بھائی کی بی بی نہایت نیک ہے جس سے وہ جوان بنا ہوا ہے اور درجہ بدرجہ تینون بھائیون کی بیبیان بدمزاج ہین پس بڑے افسوس کی بات ہے کہ بجائے راحت رسانی کے عورتین باعث سوہان روح مردون کی کہلاوین

شاگرد هیجدہم

ہملوگون کو لازم ہے کہ ہر صبح اوٹھکر پہلے اپنے مُنہ کو آئینہ مین دیکھین اگر ہمکو اپنا منہ پسند آوے اور اچھا معلوم ہو تو کوشش کرین کہ جیسا ہمارا منہ ہے ویساہی ہمارا دل بھی ہوجاوے اور کاش اچھا معلوم نہو تو کوشش کرین کہ دل ہی اچھا ہوجاوے تا زشتی صورت نیکی سیرت سے رفع ہوجاوے اور اگر اسپر ہمیشہ عمل رہے تو مجکو یقین ہے کہ کسیطرح صورت اور سیرت دونون مین فرق نہ آویگا اور بآسایش وراحت ایام عمر کی بسر ہونگے

شاگرد نوزدہم

عقل عجیب جوہر لطیف ہے اور جس انسان مین عقل نہین ہے وہ انسان ایسا ہے کہ جیسے کسی ملک آباد مین وزیر نہین ہے اسواسطے کہ انسان کی روح مانند بادشاہ کے جسم مین ہے اور عقل اوسکی وزیر باتدبیر و حواس خمسۂ باطنی حس مشترک و متخیلہ وحافظہ و واہمہ و متصرفہ مثل مصاحب درگاہ ہین جو دماغ ہین کہ مانند دیوان خاص کے ہے حاضر رہتے ہین و حواس ظاہری یعنی سامعہ و باصرہ و شامہ و ذائقہ و لامسہ مثل جاسوس ہین تاکہ جو دیکھین اور سنین و دریافت کرین فوراً گزارش کرین

و عظام و اعصاب پہاڑ و اضلاع و گوشت مثل زمین ہموار و رگ و پے مانند انہار و خون بطور آب حیات کے اونمین جاری ہے و زبان مترجم دربار و قلب گنجینۂ اسرار و خطرات نفسانی مانند چوٹون و رہزنون و مفسدون کے ہین پس اگر عقل ہی نہین ہے تو منتظم و مدبر ملک کا سواے روح کے کوئی اور نہین ہے اور جب کثرت سے باغی ملک جسم مین ہو گئے تو وہ محنت کرتے کرتے تھک جاتی ہے اور پنجہ مفسدون مین پھنس جاتی ہے اور تیرگی فسق و عصیان سے مملکت جسم برباد ہوجاتی ہے خصوصًا استعمال نشے سے وساوس نفسانی کو کمال اشتعال ہوتا ہے حقیقت مین سُکر بڑا ذریعہ استیصال مُدبر جسم کا ہوتا ہے کچھ قابو اوسکے مقابل مین عقل کا نہین چلتا آخر زائل ہوجاتی ہے اور انواع واقسام کے فتور راہ پاتے ہین و بنار انہدام سلطنت جسم کی قائم ہوجاتی ہے پس افسوس ہے کہ ہم اوس عمدہ جوہر کو جسے عقل کہتے ہین بجای صیقل علم کے کدورت سُکر سے زنگ آلود کرین اور جس وزیر کو صاحب تدبیر بنانا چاہیے اوسے مجنون کردین

شاگرد بستم

ہر ایک پر لازم ہے کہ اپنے محسن کا شکر کرے اور چونکہ ہین آپ

اپنے بعد کسیکو نہین دیکھتی کہ وہ کچھ بیان کرے اسلیے مین شکرو
سپاس اپنے آقا ے نعمت کا بجالاتی ہون کہ جنکی وجہ سے ہمکو
ہماری لائق معلمہ داستانی نے اس قابل کیا کہ ہم مین سے ہر ایک
نے باوجود نہونے لیاقت کافی کے زبان بیان کو کھولا اور
صدق دل سے دعا کرتی ہون کہ اللہ تعالیٰ طول بقا و سلامتی و
درستی اعضا ہماری محسنہ کو عنایت کرے چنانچہ سب نے آمین کہا

تتمہ داستان روح افزا

بعد اختتام تقریر اون لڑکیون کے مین نے ہر ایک کو پیار کیا
اور بی بی محمودہ کی انتہا درجہ کو شکرگذاری کی اور اکثر منتظر بی بی
ہاجرہ کی رہی کہ اگر وہ آوین اور لڑکیون کو تحصیل علوم مین مشغول
دیکھین تو بہت خوش ہونگی الا وہ پھر نہین آئین مین نے اپنی
لڑکی کو بھی چند روز کے بعد بی بی محمودہ کے حوالے کیا اسلیے
کہ تاکید غیر کی زیادہ تر سودمند ہوتی ہے اور چھوٹے بیٹے کو بھی
مدرسہ مین بھیجدیا غرض پندرہ برس دمشق مین رہنے کا مجھے
اتفاق ہوا بعد اسکے میرے شوہر کو جہان پناہ نے بغداد مین
یاد فرمایا تو بھی لڑکون کو مین نے دمشق کے مدرسہ مین رہنے دیا
اب بفضلہ تعالیٰ فارغ التحصیل ہوئے ہین اور آتی والی ہین انشا اللہ

عنقریب آونیگے لڑکی کو مین اپنے ساتھہ لے آئی اسلیے کہ اوسکی
حفاظت کی وہان کوئی تدبیر معقول مین نے نہ پائی اب یہان ایک
بی بی سے جو محمودہ سے بھی سوا لائق ہے پڑہتی ہے پھر اپنی دختر
نیک اختر کو بلایا اور قاسم اور ہاشم کو دکھلایا چنانچہ دونون ماموں
اپنی بھانجی کو دیکھکر ازبس مسرور ہوئے پھر روح افزا نے کہا کہ
الحمد للہ اسطرح ہم بخیر و خوبی اس حیات چند روزہ مین ملے بعد
تھوڑے روز کے فرزند روح افزا کی دمشق سے آئے اونکو بھی ماموں
دیکھکر بہت خوش ہوئے ایکروز خلیفہ نے روح افزا سے فرمایا
کہ مجکو نہایت افسوس ہر کہ پہلے سے معلوم نہوا ہاشم تمہارا بھائی
ہے اور اوسکو ہمیشہ غیر سمجھا کیا مگر واہ واہ کیا صاحب دانش
و فہم ہے روح افزا نے دست بستہ ہوکر عرض کیا کہ حضور نے براہ
بندہ نوازی اور ذرہ پروری جو اعزاز فرمائی میرے بھائی کی فرمائی
ہے اوسکا وہ کمال شکر گزار ہے اور میری دانست مین میری
قرابت کا نہ ظاہر ہونا اوسکے حق مین پیش اغیار بہتر ہوا ورنہ لوگ
یہی جانتے کہ باعث رشد و اعتبار اوسکی مین ہوئی ہون اس
جواب سے خلیفہ کو بھی سرور موفور ہوا ایکروز دربار عام مین خلیفہ
رونق افروز تھا اور بڑے بڑے لائق اور کامل عالم اراکین سلطنت

فرزند اکبر روح افزا

حاضر تھے اور شاہزادے بھی مجتمع تھے اونمین دونون فرزند دلبند
روح افزا کے بھی مجرے کو حاضر ہوئے خلیفہ نے اون دونون کو
اپنے پاس شفقت و مرحمت سے بلایا اور بڑے لڑکے سے ارشاد کیا
کہ مین چاہتا ہون کہ تمہاری فہم و فراست پر مطلع ہون لہذا تمکو
چاہیے کہ جو امور تمہاری دانست مین موجب استحکام سلطنت اور
باعث ترقی مملکت ہون اور خاص و عام کو منفعت بخشین بیان
کرو شاہزادون نے دست بستہ ہوکر عرض کیا کہ ہم اپنی زبان کو
دبدبۂ شاہنشاہی اور صولت خاقانی سے ہلا بھی نہین سکتے چہ
جائیکہ کسی امر دقیق مین التماس کرین مگر یارائے عدول حکمی
بھی نہین رکھتے اسلیے گزارش کرتے ہین جرأت کرتے ہین جہان
غلطی کرین بندگان حضور اوس سے درگذر فرماکر متنبہ فرمادین

گفتار فرزند اکبر

اوّل بادشاہون کو لازم ہے کہ اپنے معاملات کو ہر حال مین
سپرد ذات پاک جناب احدیت کے کرین اور انجام ہر کام مین
نیت خیر و صواب کی رکھین دوسرے امور جزوی اور کلی کو خداوند عالم
کے بھروسے پر آغاز کرین اور قبل شروع کرنے کسی کام کے
غوض اور غور کافی کرلیوین اور انجام کو اچھی طرح سوچ لیوین اور

جو کچھ پھر راے مین قرار پاوے اوسپر بھروسہ نکرکے وہان عاقل
اور تجربہ کار سے جو حقیقت مین خیرخواہ صادق اور ہواخواہ واثق
ہون مشورہ کرین الا خوشامدیون اور رضاجویون کو شریک شورہ
نکرین اور بعد استقرار راے کے ظہور فعل مین توجہ کرین دیدہ دانستہ
صلاح کے قصد کسی کام کا حتی الوسع نکرین اسلیے کہ جو فعل چند
رایون کے موافق ہوتا ہے وہ ہمیشہ مقرون بخیر ہوا کرتا ہی اور
احیاناً جو خلاف توقع کے ہوجاتا ہے تو باعث شرمندگی اور انفعال
نہین ہوتا اور بادشاہون کو چاہیے کہ کسی ایسے فعل کو جس سے
ضرر خلائق کا متعلق ہو اختیار کرین و جنگ و جدال کو اوسوقت
روا رکھین کہ جب بدون اوسکی حفاظت اپنے ملک کے لوگونکی
جان و مال کی نہوسکتی ہو کیونکہ لڑائی مین علاوہ خون ریزی بندگان
خدا کی صرف زر کا بہت ہوتا ہے اور جس امر مین فائدہ اوس
ملک کا نہو کہ جہان کا روپیہ خرچ کیا جاتا ہے موجب برہمی اور
وجہ دل شکنی وہان کے باشندون کا ہوتا ہے سوم نہ چاہیے
کہ تعصب دین سے معاملات یکدگر رعایا کے ابتر اور سلسلہ موانست کو
برہم کرین بلکہ بادشاہان نامدار و سلاطین کامگار کو ایسی امورات
مین نہایت اندیشہ کرنا چاہیے اور ہرگز اپنے مذہب وملت کی

پیروی سے دوسرے مذہب کے لوگون کی ذلت روا نرکھنا چاہیے
اسواسطے کہ بیشتر موجب خرابی مملکت کا یہ ایک بڑا سبب ہوتا ہے
بلکہ لائق شان خسروی و جہانداری یہ ہے کہ اگر مذاہب مختلف
کی رعایا اونکے ملک مین ہون اور باہم اختلاف رکھتے ہون تو ایسے
طریق شایستہ اور حکمت بایستہ سے اونکو سمجھادین کہ وہ معاملات
دنیا مین ایک دوسرے سے الفت کرین اور ایسے ہل مل کر رہین
کہ اندیشۂ فساد مرتفع رہے اور ترقی علم وفضل و دولت و استحکام
سلطنت کا پیدا ہو چہارم ہرگاہ فرمانروایان روزگار و سلاطین
کبار کو خدمت مالی وملکی پر کسیکو مامور کرکے سربلند کرنا منظور ہو تو
پہلے لازم ہے کہ اہل فراست کو حکم دین کہ اوسکی دیانت کو آزمادیں
اور اگر وہ جوہرشناس اوسکے اطوار کو طمع و نفسانیت سے خالص
و پاک پادین تب اوسکو عنایت ومرحمت سے ممتاز فرمادین بدون
اسکے بندگان خدا کو کسی کے ہاتھ مین نہ دیوین پنجم مناسب ہے کہ
مقامات بعیدہ مین جو ملازمان دولت بغرض عدالت اور نصفت
و انتظام وحکومت مقرر ہون اونکے کامون کی نگرانی کا طریق معقول
کیا جاوے اور خود اپنی ذات خاص کو مشغول و مامور رکھین تاکہ
جو کچھ نقص نظر آوے فورًا اوسکی اصلاح ہو جاوے و آیندہ کو

پھیلنے نہ پاوے اسلیے کہ اکثر نوکرون اور کارپردازون کی تھوڑی سہل انگاری سے فسادات عظیم برپا ہوکر باعث خرابی وابتری امورات سلطنت کے ہوتے ہین ششم اون لوگون کو جو واسطے دادرسی خلق کے مقرر و مامور ہون تاکید بلیغ رہے کہ ترک اہتمام سے اپنے تیئن مشخص نکرین اور حاجب و دربان سے راستہ آمد و شد بندگان کا بند نکرین اور خود بھی شاہان جہان اگر اس طریقہ کو جاری رکھین تو موجب اونکی نیک نامی کا ہے چنانچہ بادشاہان فارس سے ایک نے اپنی رعایا کو حکم عام دیا تھا کہ جس کسیکو بادشاہ سے بلا واسطہ امدے فریاد کرنی منظور ہو وہ اپنی پگڑی پر ایک نیلا کپڑا باریک باندہ لیوے تاکہ بلا کوشش زائد و منت و سماجت اہل دربار کسی نہ کسی وقت خود وہ تاجدار ملاحظہ کرلیوے ہفتم جب اسطرح ہوشیاری اور خبرداری ملازمان دولت کی ہوتی رہے اور کسی الزام کی اونپر شکایت ہو تو التفات سے اوسکی سماعت فرماوین اور پہلے بیان شاکی کا میزان عدالت مین تولین کیونکہ اکثر بے وجہ اشخاص بدنہاد محض بغرض شر و حسد دفتر شکایت کہولتے اور الزام و اتہام لگاتے ہین اور اگر بوقت امتحان ثابت ہوجاوے

تو تدارک مین غفلت نفرماوین ہشتم بادشاہان نامدار اور کارپردازان دولت ابد قرار کو لازم ہے کہ داد بیداد مدعی پر جسقدر توجہ فرماوین اوسیقدر جواب مدعی علیہ کی بھی سماعت فرماتے رہین اور جب حقیقت حال کی تنقیح ہو چکی تو غبار رورعایت وغصہ وغضب وخواہش نفسانی یا خوشامد وسفارش زبانی سی دامن اعتبار کو جھاڑ کر اپنا فتوے صادر کرین چنانچہ مشہور ہے کہ سلطان سلجوقی ایک مرتبہ واسطے شکار کے گیا تھا اتفاقاً اوسکے غلام نے ایک بوڑھیا کی بکری ذبح کر ڈالی تھی اور داد و فریاد اوس ضعیفہ کی مسموع نہوتی تھی لاچار ظلم جفاکار سے وہ ایک پل پر جو گذرگاہ سلطان تھا جا بیٹھی اور ہنگام عبور سلطان اپنا حال پریشان اوس سے ظاہر کیا سلطان نے غلام کو طلب فرمایا اور ہر چند سعی وسفارش امرا نے کی مگر اوسنے نہ سنی و خاطر خواہ انتقام لیکر ستر بکری اوس فریادی بیوہ کو عنایت فرما کر رخصت کیا نہم اگر کسی ملازمان واعیان حضرت خواہ وابستگان دامن دولت یا رعایا برایا سے کوئی جرم واقع ہو اور محض سہو ونسیان سے کہ خاصۂ بشری ہے بلا خیانت واقع ہوا ہو تو اوس سے درگذر فرمائین کیونکہ یہ شیوہ مستودہ جو بزرگان سلطنت وشاہان جہان کا

چلا آتا ہے تلف نہو جاوے و مفاسد نہ برپا کرے اسلیے کہ مجرم ابواب عفو و درگذر کو مسدود پاکر خطاے واجب الاظہار کو کہ جسکا تدارک دشوار نہو پوشیدہ کرینگے اور آخر کو اوسوقت وہ نقصان ظاہر ہوگا جبکہ علاج متعسر ہو دہم حتی الامکان سال مین ایکبار بچشم خود ملک کو معائنہ کرین اور جن لوگونکو اوس سے تعلق ہو دیکھین تا فوائد و نقصان محاصل و انتظام ملک پر بلا وساطت دیگرے خود مطلع ہون لیکن ہنگام کوچ و مقام اجتماع سامان تزک و احتشام کثرت سپاہ و ازدہام روا رکھین تا رعایا و غربا کا مال و زراعت تلف نہو اور وہ فائدہ جو اونکو پہونچنے والا ہو مبدل بہ نقصان نہو جاوے یازدہم شاہان جہان کو نہ چاہیے کہ ہوا و حرص نفسانی کے پابند ہون اسواسطے کہ گو آج اونکو ہرطرحکا اختیار حاصل ہے مگر فردای قیامت مین جبار و قہار حقیقی کو کیا جواب دینگے دوازدہم رعایا کو بمنزلہ اپنی اولاد کے خیال کرنا اور اونکی اداے ضرورت مین اوسقدر غور و فکر کرنا چاہیے کہ جسقدر اپنی صلبی اولاد کے واسطے فرماتے ہین ایام قحط سالی مین امداد و خبرگیری کافی فرماکر پرورش و پرداخت فرمادین سیزدہم خراج زمین و دیگر محاصل کو اس اندازے سے مقرر فرمادین کہ

جبر و ظلم نہونے پاوے اور رعایا کو جو بمنزلہ دست و پا سلطنت
ہین زیادتی خراج سے پژمردہ و مضمحل نہونے دین اور اُس
محصول سے باعث فساد و مرتکب جرائم سرقہ و خون ریزی نہوجاوین
چہاردہم ہرگز کسی حالت مین آمدنی ملک سے دو ثلث سے زائد
خرچ نکرین اوسمین سے ایک سدس اپنے ذاتی و اہل خاندان کے
خرچ کے لیے لیوین اور ایک سدس ملازمان ملکی کی تنخواہ کے لیے
معین کرین و ایک و نیم سدس ملازمان فوج کے لیے مقرر رکھین
و نیم سدس مین آلات حرب و ضرب سالیانہ مہیا و موجود کرتے
رہین پانزدہم کثرت محلات سے اپنے کو باز رکھین اور اولاد کو
اس خوبی سے تعلیم و تربیت فرماوین اور مناصب مناسبہ پر مقرر
کرین تاکہ وہ کچھ فتنہ و فساد پیدا نکرسکین بعد اسکے زبان عجز سے
عرض کیا کہ اگرچہ اور بہت سے امور قابل گزارش ہین مگر بدون
غور و فکر بیان نہین کرسکتا اور پہلے سے معلوم نہین تھا کہ اس
ناچیز سے ایسے امر عظیم کا سوال ہوگا بدریافت اسکے بادشاہ نے
بہت پیار کیا و حضار نے بھی تحسین و آفرین کی اوسوقت بادشاہ نے
فرزند کوچک کی جانب توجہ فرمائی اور ارشاد کیا کہ تم اون امور کو
جو امراے دولت کے واسطے مناسب ہون بیان کرو اوسنے عرض

ارشاد دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ غلام ہنوز فہم خام رکھتا ہے مگر مطابق حکم گزارش کرتا ہے

گفتار فرزند اصغر

وزرای روشن ضمیر و دستوران با تدبیر و متوسلان سلطنت کو لازم ہے کہ اول جو کام اونکو مفوض ہووے رو و رعایت بکمال دیانت و امانت سرانجام کرین نہ کسی کی سفارش کو سماعت کرین نہ کسی کی تخویف سے ڈرین اور مواجب مقررہ پر قناعت کرین اور اوسکے سواے حیلتًا یا صراحتًا برضامندی دہندہ یا بالجبر کوئی شئے یا مال نہ لین اسلیے کہ جو شے اونکے لیے مباح نہین ہے وہ منجانب آقا کے حرام کی گئی ہے اور انجام کار حرام پیش خدا و خلق موجب تفضیح و آلام ہے اور سوای اسکے عزت و وقار باقی نہین رہتا ہر اہل معاملہ اوسکو گنتے اور گداگر سے بدتر جانتے ہین اور اوسی سبب سے یہ مثل کہ دہن سگ بہ لقمہ دوختہ بہ مشہور ہوئی ہے اور اسی مقام سے ظاہر ہے کہ دنیا مین کوئی شخص اپنا روپیہ خوشی سے نہین دیتا وقتیکہ نقصان کا اندیشہ نہو اپنی گرہ کا روپیہ نہین کھوتا پس صاحبان اقتدار کو نہ چاہیے کہ مشت زر کے واسطے رعب حاکمانہ اور طریق عاقلانہ کھووین

اسمین کچھ شک نہین ہے کہ ہرگاہ کسی سے کوئی جرم سرزد ہوتا ہے
اور عامل اوسکا راشی و خاین ہوتا ہے تو ظالمی ہرگز نہین ڈرتا اور
اور دل مین سمجھتا ہے کہ اگر مظلوم فریادی ہوگا اور مقدمہ
ثابت بھی ہوگا تو حاکم کو کچھ دے دیوینگے اور اپنے گھر چلے آوینگے دوم
جسوقت منجانب سلطنت اون سے کوئی امر دریافت کیا جاوے
تو حقیقت حال کو ظاہر کرین خواہ اوسسے بظاہر نقصان سلطنت
ظاہر ہو یا ضرر خلائق اور راست بیانی مین ہرگز رو و رعایت نکرین
اسواسطے کہ وہ بھی داخل بددیانتی ہے اور باعث کمال نمک حرامی
کیونکہ ہرگاہ بادشاہ کو وہ امر کہ جسکے نسبت استفسار ہے اور بظاہر
پسندیدہ معلوم ہوتا ہے مطبوع ہوتا تو ضرورت مشورہ اور استفسار کی
کیا تھی کتمان حق آخرکار ایسا برا نتیجہ پیدا کرتا ہے کہ سلطنت بگڑجاتی
ہے اور آفت خاص و عام پر آجاتی ہے سوم اگر کوئی فعل یا حکم شاہی
ایسا جاری ہو کہ منافی آسایش و امن خلائق ہو تو عام اس سے کہ
پوچھا جاوے یا نہ پوچھا جاوے کہ وہ کیسا ہے بندگان سلطانی کو
خواہ نخواہ اوسکے اظہار مین اصرار کرنا چاہیے اسلیے کہ بادشاہ
بعذر عدم اطلاع اللہ تعالی کے یہان رستگار اور وسائل اخبار عذاب
اور عقوبت کے سزاوار ہونگے اور پیش خلق بھی ظالم قرار پاوین گے

چنانچہ ہم گناہان صغایر وکبایر سے محفوظ رہکر اپنے طریق روش کو مضبوط
اور استوار کرین اور تلون مزاجی کو ہرگز دخل نہ دین نہ بخیال اظہار
اپنے دبدبہ اور رعب کے ظلم اور جبر اختیار کرین کہ خاص وعام
سنگ تنگکاری سمجھکر اوس سے اندیشہ ناک رہین اور سامنے آنے سے
ڈرین نہ ایسا عجز وانکسار کرین کہ عوام کی نگاہ مین ذلیل وخوار رہین
ہم خاص وعام سے ایسی جگہہ پر ملاقات کرین جہان ہر شخص اونکی
گفتگو کو سن سکے تاکہ مفسدون کو گنجایش سخن سازی اور غمازی
کی باقی نرہے اسواسطے کہ پیش حکام اکثر بے وجہ وبے سبب بطور
شکایت وافسانہ دوسرون کی شکایت یا براہ خباثت یا بنظر کسی مرد
دلش کی منفعت کے جھوٹی روایتین پیش ہوتی ہین پس اگر اور بھی
سننے والے ہوتے ہین تو جھوٹے بیانون کی مقدرون کو گنجایش
نہوگی نسبت بوقت رجوع ہونے مقدمہ کے فریادی کا حال
کرکے وہ ملاحظہ سے سنین اور اوسکی طوالت بیانی پر چین بجبین نہون
واختصار بیانی پر بھی فریادی کے نہ اوبھین واسطرح فریق ثانی کے
بیان کو بھی کہ تاوہ بیٹھا سماعت کرین اور کسیطرح نہ جھڑکین بعد
اسکے میزان عدالت مین اون دونوکے بیان کو تولین اور دریافت
کرین کہ مایہ النزاع کیا ہے اور جس تدبیر سے حقیقت حال کی منکشف ہو

اوسکی تدبیر کرین کہ انفصال مقدمہ تک درمیان تحقیقات کے
ایسی احتیاط رکھین کہ اظہار اونکی رای کا نہونے پاوے اور کسیطرح
نہ کھلنے پاوے کہ کیا فتوے صادر کرنیکا ارادہ ہے تاکہ عمال کو
اخذ و جبر کا موقع نملے ہشتم نقصان سلطنت کو عین اپنا نقصان اور
ضرر رعایا کو موجب زوال سلطنت کا سمجھکر اسطرح مہمات مالی و ملکی
مین انجام کام کرین جیسے کہ خاص اپنے ذاتی معاملات کو طی کرنا چاہیے
تاکہ اپنے آقا کے مظلمہ سے دنیا اور عقبے مین رستگار رہین ہشتم
ہر کس و ناکس کو بروقت عدالت یکسان سمجھکر میزان انصاف
مین تولین و بلا پاس مذہب وملت و علو مرتبت با شرافت ذاتی
خواہ صفاتی فیصلہ معاملہ کا کرین تا رزیل و شریف دونون اوسکو
صاحب وقعت جانین اور پیش احکم الحاکمین ذلت نہو نہم
اپنے ملازمان دولت کو ایسے طریق شایستہ پر رکھین کہ اونکے
دلون پر ہمیشہ دہشت قائم رہے اور کسی معاملہ مین اون سے
مشورہ و مصلحت نکرین تا وہ عقل و فہم مین اپنے سے کمتر
نہ قرار دین خلاصہ یہ ہے کہ اپنے تابعین پر اپنی اوسقدر دہشت
اور وقعت رکھین کہ جیسے فرزندون پر والدین کی ہوتی ہے اور
جسطرح والدین امور مضر اونکو نہین کرنے دیتے اور دل شکنی اور

نا رضامندی پر خیال نہین کرتے اوسیطرح اونسے پیش آتے ہین
اور حفظ مراتب اونکا نگاہ رکھین وہنگام وقوع خطا نفرین و
بروقت ظہور حسن خدمت تحسین و آفرین کرین دہم زنہار
اپنے قرابت مندون اور دوستون کو اپنے امورات منصبی
مین دخل ندین اور نہ اونکو کسی خدمت پر اپنی ماتحتی مین مامور
کرین اسواسطے کہ ہنگام ظہور جرم و خطا اونکی سزا دہی مین
جرأت کم ہوتی ہے اور وہ کمی موجب بے وقری اور باعث
طرفداری مین الخلائق اشتہار پاتی ہے یازدہم اپنے احاطۂ
حکومت مین کسیطرحکا لہو لعب یا ایسا فعل نکرین کہ جس سے کوئی
فساد پیدا ہو اور عزت و وقار مین خلل آوے دوازدہم جسطرح
اپنے اوپر مال مفت حرام جانین اوسیطرح اپنے دوستون اور
عزیزون پر حرام جانکر کبھی کسی سے اونکو بطور چندہ یا خیرات
کچھ نہ دلوائین سیزدہم اگر کوئی خواہش مند کسی قسم کا آوے تو
اوسکی غرض کو سماعت کرین واگر برآمد کار اوسکا حیطۂ اختیار
مین ہو تو کر دیوین ورنہ فوراً جواب دیوین و کسیکو امیدوار
نہ بنائین چہاردہم حفظ اپنے اوقات کا ملحوظ کرکے ہر کام کو
اوسکے وقت پر سرانجام دیوین و آج کا کام دوسرے دن پر

ملتوی نرکھین تا اہل غرض دوڑتے نہ پھرین اور مایوس ہوکر
دام اہل خیانت مین نہ پھنس جاوین سواے اسکے میادا
دوسرا دن نہ آنے پائے اور پیمانۂ حیات لبریز ہو جاوے پانزدہم
اپنی جملہ خدمات مفوضہ کے امور جزوی اور کلی کو بذات خاص
حزم و احتیاط سے انصرام دین تا ماہیت ہرفعل پر ایسے آگاہ
ہون کہ کسیطرح دہوکا نہ کھائین فقط باقی اون اشخاص کو جو
ملازمت بادشاہی سے واسطہ نہین رکھتے و محض ظل عاطفت
شاہنشاہی مین بسر کرتے ہین اس قدر کافی ہے کہ دل وجان
سے بقاے سلطنت و داعی سلامتی سلطان رہین اور کسی حالت
مین سواے کلمات تعظیم و تکریم کسیطرحکا کلمہ ثقیل بادشاہ کے
حق مین نہ کہین بعد اسکے التماس کیا کہ اگرچہ بہت سے امور
مفید ارکین سلطنت و وابستہ دامن دولت لائق گزارش و قابل
التماس ہین مگر پریشانی خاطر و رعب شاہنشاہی بیان نہین
کرنے دیتا اسواسطے مجبور ہون بادشاہ نے اوس سرو سینہ کو
پیار کیا اور دربار برخاست فرمایا اور محل کے اندر قدم رنجہ فرماکر
حسن آرا کو بلایا اور لڑکون کو بہت کچھ سراہا اور دختر بلند اختر
سے فرمایا کہ تم بھی کچھ بیان کرو کہ خاتونان نیک نہاد کو کون امورات

اختیار کرنے چاہییے تاکہ مین تمہارے خیالات عمدہ پر بھی مطلع ہون
اوس نے عرض کیا کہ اس کنیز ناچیز کی کیا جرأت ہے کہ زبان
مقال کو کھولے مگر بہ تعمیل ارشاد کچھ عرض کرتی ہون اگرچہ
مین خرد سال ہون اور بذات خود تجربہ کار نہین ہون الا
مادر مہربان کی حسن عادات سے جو کچھ مین نے انتخاب کیا ہے
اور جسقدر کتابون مین پڑھا ہے اور معاملات اور خواتین کے
دیکھے اور اون سے حسن و قبح قیاس کیے ہین گزارش کرتی ہون

گفتار دختر روح افزا

اول خاتونان پاک طینت اور پردہ نشینان سرادق عصمت کو
لازم ہے کہ اگر تنہا رہتی ہون اور گھر مین کوئی اور بزرگ نہو
تو اپنے شوہر کو اپنا دوست صمیمی اور خیرخواہ حقیقی جانکر اوسکے
اوامر و نواہی کو دل و جان سے اچھا واجب التعمیل خیال
کرکے رضاجوئی اور خاطرداری مین بسر کرین اور جسوقت
کوئی رنج خاطر پیش آوے تو ہر طرح دلجوئی اور دلداری کرین
اور پراگندہ خاطر نہونے دیوین اور ایسی صلاح نیک دین کہ
وہ عالم انتشار مین پیرامون کسی جرم و خطا کا جو بہ پیش خدا
یا حاکم وقت لائق گرفت یا بین الاقران والامثال موجب ذلت کا

دختر روح افزا

ہو سرزد نہو جاوے اور ہنگام عسرت کو عالم عشرت کے برابر جانکر بسر کیجائیں اور کوئی کلمہ کہ باعث دل شکنی یا حقارت شوہر کا ہو زبان سے نہ نکالیں اور اگر شامل کنبہ کے رہتی ہوں تو اپنے کنبہ میں جسکو بزرگ اور عاقل سمجھتی ہوں اوسکی اطاعت کو باعث اپنی راحت اور فراغت کا تصور فرماکر حاضر و غائب اوسکے مداح اور ثنا خوان رہیں اور کسیطرح روا دار نہوں کہ کوئی کلمہ ثقیل اوسکی شان میں سرزد ہو اور ہر کام کے آغاز میں اوس سے مشورہ کریں اور اوسکی صلاح کو عین اپنی فلاح جانیں دوم زنہار کبھی کسی کے بیان کو بلاتحقیق اور تفتیش قرار واقعی صحیح نہ سمجھ لیں اور کسیطرح اپنی خاطر میں اوسکو جگہہ ندیں اسواسطے کہ بیشتر اخبار محض واسطے برانگیختہ کرنے اور مشتعل کرنا طبائع کے نقل ہوتے ہیں اور جسوقت وہ قبول کرلیے جاتے ہیں تو بناے مخاصمت اون سے پیدا ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ کمتر کوئی بی بی ہوگی کہ جو عزیز نرکھتی ہو پس اونمیں مغائرت پیدا ہوتی ہے لہذا لازم ہے کہ جسوقت کوئی امر خلاف مزاج کسیکے نسبت مسموع ہووے بلا تکلف راوی کا نام ظاہر کرکے استفسار حقیقت کا کریں اور ماہیت کو اوسکے بخوبی جان لیویں

اوسوقت یاتو بصورت صداقت بذریعہ معذرت وہ کدورت رفع
ہوجاویگی یا دروغ ثابت ہوکر طبیعت صاف ہوجاویگی **سوم**
امورات خانگی کو اپنے ذمہ جانکر ایسی حسن انتظام سے سرانجام
دیوین کہ جیسے امورات مالی وملکی کو اراکین سلطنت انصرام کرتی
ہین اپنے گھر کو ایک ملک وسیع اور شوہر کو بادشاہ اور اپنے کو
وزیر با تدبیر اورخدمہ کو رعایا خاص اور عزیز و اقربا کو والیان ملک
ہم سرحد جانکر اس حسن تدبیر سے چلین کہ خاص اپنے گھرمین
کوئی فتنہ نہ کھڑا ہو اور عزیزون و قریبون مین بوجہ بد اعتدالیونکے
رنج و عناد راہ نپاوے و اندوختہ شوہر کو محاصل ملک جانکر
نہایت خبرداری سے صرف کرین **چہارم** ہمیشہ لحاظ رکھین
کہ جو امور کردہ گھرمین خدانخواستہ واقع ہون وہ دوسرونکے
کانون تک نجائین کہ باعث رسوائی اور بے اعتباری کے
ٹھہرین و امانت دار راز اپنے شوہر اور بیگانون کی رہین **پنجم**
جو امور کہ صرف رنج و عناد بین الاعزا یا احبا پیدا کرین اونکو ہرگز اپنے
گھر کے مردون سے ظاہر نہ کرین بلکہ اونکا اخفا ہمیشہ ملحوظ خاطر
رکھین تاکہ خاطر مردون کی ایک دوسرے سے مکدر ہوکر بنیان
قرابت کو درہم برہم نکر ڈالین **ششم** جو امور کہ باعث مضرت کے

صریحی معلوم ہون اونکے انسداد کا قصد خود نکرین اور نہ اونکے
دفعیہ مین کوئی فعل خود کر بیٹھین بلکہ ایسے امور کو فی الفور اپنے
مردون پر ظاہر کرین تاکہ قرار واقعی موافق اپنی رای کے وہ کاربند
ہون اور اوسوقت جو صلاح مقتضای مصلحت ہو دیوین **ہفتم**
اگر کوئی خطا عمدًا و سہوًا واقع ہو تو اوسکے اخفا کا ہرگز ارادہ نکرین
اور فورًا اوسکو ظاہر کرین اور اپنی بیگناہی یا جو اصل حال ہو بیان
کردین **ہشتم** اگر کوئی امر جو بدون اونکے قصد کے ایسا واقع ہو
کہ درصورت وقوع اونکے قصد کے موجب سقوط نام وننگ ہوتا
اوسکو بھی فورًا ظاہر کرین تاکہ بوجہ اخفا کے وقوع اوسکا اونکی
خواہش کے موافق نہ سمجھا جاوے **نہم** کسیطرح اپنے گھر مین
غل وشور نہونے دیوین اور کمال احتیاط رکھین کہ اونکی یا
اور عورتونکی آواز گھر کے باہر نجاوے **دہم** بلا حصول اجازت
اپنے شوہر یا مربی خاندان کے کبھی وکسی حالت مین گھر سے
باہر نجاوین اور کسی تقریب مین شرکت پسند نکرین کہ موجب
مفاسد عظیم ایسے امور ہوجاتے ہین **یازدہم** نقد وجنس جو
اونکی تحویل مین سپرد کیا جاوے اوسکی نگرانی قرار واقعی کے
علاوہ بڑی احتیاط کرین کہ بدون استرضاء شوہر یا مربی خاندان کے

باختیار خود اوسمین سے صرف کرنیکا قصد نکرین تا اعتبار مین
فرق نہ آوے اور منجر بہ کدورت نہوجاوے **دوازدہم**
خدانخواستہ جب کوئی عارضہ لاحق ہو تو اوسکے مخفی کرنے کا ہرگز
ارادہ نکرین اور نہ اوسکے اظہار مین مبالغہ کرین بلکہ حقیقت حال
کو صحیح و راست بلا کم و کاست بیان کرین تا تشخیص مرض مین تکلف
و دقت نہو اور کمال احتیاط کرین کہ شکایت مرض مین کسی قسم کا
مبالغہ نہو کہ باعث حقارت اور مظنّہ بناوٹ کا ہوکر طعن نزاکت کا
سُننا پڑے **سیزدہم** ہرگاہ کسی مجلس یا مجمع نسوان مین جانیکی
شوہر یا مربی سے پروانگی پاوین تو ایسی جگہہ اپنی نشست کی پسند
کرین جہان اور عورات کبیر السن و خردمند بیٹھی ہون اور احیانًا
اگر مذکور کسیکا بہ بدی ہو تو اوسکی سماعت پر گوش رغبت نہ دیوین
اور جسقدر سُن لین اوسکو اوس مجمع سے اوٹھنے کے وقت
وہین چھوڑ دیوین اور بالکل سہو و محو کردین و ہرگز کسی دوسرےکے
رو برو اوسکو نقل نکرین **چہاردہم** لازم ہے کہ نرم گفتار و
آہستہ رفتار ہون و کبھی ایسی بلند آواز سے گفتگو نہ کرین کہ غیر
اوسکو سُنین اوسکروہ جانین **پانزدہم** عفت اور حیا کو تمام عمر
اپنا وسیلۂ زندگی سمجھین اور کبھی اوسکو نہ چھوڑین گر مطلب میرا